محبت کے جگنو
آنا الیاس
SohniDigest.Com

ناول

انا الیاس

محبت کے جگنو

''یہ...... یہ گھٹیا فلم تم مجھے دکھانے لائی ہو۔'' نشوہ نے نہایت بیزاری اور اکتاہٹ سے سینما کی اسکرین پر محبت کے گیت گاتے ہیرو، ہیروئن کو دیکھتے مزنی سے کہا۔

وہ دونوں میٹرک سے لے کر یونیورسٹی تک بہترین دوست رہے تھیں اور اب یونیورسٹی ختم ہوتے ہی جاب بھی اکٹھے کر رہے تھیں۔ ہفتے کی رات تھی مزنی نے مووی کا پروگرام بنالیا۔ چھ سے نو کا شو دیکھنے کی دونوں کو بڑی مشکل سے اجازت ملی۔

نشوہ سمجھی کوئی بہت کمال کی فلم ہے جسے دیکھنے کے لیے مزنی نے پچھلے ایک ہفتے سے رٹ لگائی ہوئی تھی مگر فلم دیکھتے اسے سخت مایوسی ہوئی۔ وہی گھسا پٹا اسکرپٹ۔ ایک لڑکا، ایک لڑکی کچھ ظالم سماج جوان کی محبت کے بیچ آجاتے ہیں۔

''یار تم تو ہوا ان رومانٹک، کاش تمہیں اندازہ ہو یہ دونوں ایک دوسرے کے قریب کھڑے ایک پرفیکٹ رومانٹک کپل لگ رہے ہیں۔'' مزنی نے جس حسرت کا مظاہرہ کیا نشوہ نے افسوس سے سر ہلایا۔

''تو بیٹا تمہیں ان کے رومانٹک کپل ہونے پر کیا فائدہ مل رہا ہے۔ فلم ہے کس کی اور ڈائریکٹر کون ہے۔''

نشوہ نے اپنے دھیان میں سرسری سا پوچھا۔
''ہائے میرا آل ٹائمز فیورٹ اینگری ینگ مین۔ جزلان شاہ۔'' مزنی نے محبت سے چور لہجے میں جس شخص کا نام لیا نشوہ کو تو سنتے ساتھ ہی چار سو چالیس وولٹ کا کرنٹ لگا۔
''وہی اسمگلر...... چرسی...... بڑا ڈان۔'' نشوہ کی آواز ایک چیخ کی صورت نکلی۔ جو اس کی سیٹ کے بالکل پیچھے بیٹھے جزلان تک با آسانی پہنچ چکی تھی۔ اس کا سگار پیتا ہاتھ کتنے لمحے ایک ہی جگہ پر ساکت ہو گیا۔
وہ سوچ بھی نہیں سکتا کہ جن دو لڑکیوں کی بحث وہ پچھلے دس منٹ سے سن رہا تھا ان میں سے ایک اس کے بارے میں اس طرح کے خیالات رکھتی ہو گی۔
وہ جو پیدا ہی دنیا کو تسخیر کرنے کے لیے ہوا تھا۔ جس کی خوبصورتی اور مغرور پرسنیلٹی دیکھ کر لڑکیاں آہیں بھرتی تھیں۔ اس کے ساتھ ایک تصویر لینے کے لیے مری جاتی تھیں۔ ایک عام سی لڑکی یوں اس کی شخصیت کی دھجیاں بکھیر دے گی۔
اس نے آج تک اپنے لیے صرف تعریفی کلمات سنے تھے۔ جنہوں نے یقیناً اس کا دماغ ساتویں آسمان پر پہنچا دیا تھا کہ وہ ایک لڑکی کے منہ سے اپنی بد تعریفی برداشت نہیں کر پایا۔
''پاگل! آہستہ بولو۔'' مزنی نے اسے چپ کروانا چاہا۔
''کیوں آہستہ بولوں۔ وہ کوئی یہاں بیٹھا ہے جو سن لے گا۔'' اندھیرے کے سبب کوئی نہیں جانتا تھا کہ اس فلم کا ڈائریکٹر اور پروڈیوسر ان کے درمیان ہے۔
فلم کو لگے ہفتہ ہوا تھا۔ جزلان کی عادت تھی وہ اپنی فلم کے ریلیز ہونے کے بعد کوئی ایک شو عام لوگوں کے ہمراہ بیٹھ کر ضرور دیکھتا تھا۔
جب ہر جگہ اس کی تعریف ہوتی تھی تو اس کے غرور کا گراف کچھ اور اونچا ہو جاتا تھا۔ نخوت حد سے سوا ہو جاتی تھی اور پھر شہرت اور پیسہ دو ایسی چیزیں ہیں جو انسان کو کبھی بری نہیں لگتیں۔ پیسے کی اس کے پاس کبھی کوئی کمی نہیں رہی تھی ہاں شہرت کا نشہ اسے ضرور چڑھ چکا تھا۔
''ایک تم بے وقوف ہو جسے وہ ڈان، چرسی اور اسمگلر لگتا ہے۔ میں تو کہتی ہوں اسے خود اپنی فلموں میں کام

کرنا چاہیے۔ایک دنیا فدا ہے اس پر۔کیا پرسنیلٹی ہے کسی بھی لڑکی کا آئیڈیل ہے وہ......اور جب سگار کے کش لگاتا ہے اف ایک قیامت برپا کر دیتا ہے۔" مزنی تو شدید حد تک متاثر تھی اس سے۔

"ایک تم......ایک تمہاری دنیا کو ایسے لفنگے ہی پسند ہے۔شکر ہے خود کام نہیں کرتا نہیں تو بالکل ہی فلاپ ہوں اس کی فلمیں......ہمم بدمعاش کہیں کا۔سگار پیتے ہوئے تو بالکل ہی کریپی لگتا ہے۔" نشوہ کو ویسے بھی سگریٹ اور سگار پینے والے مرد بہت ہی برے لگتے تھے۔

جزلان سگار کے کش لیتے اپنے ضبط کا امتحان لے رہا تھا۔اس کے ساتھ ہی اس کا ایک باڈی گارڈ بھی بیٹھا تھا۔اس کے سامنے ایک لڑکی کے ہاتھوں اتنی بے عزتی اسے شدید طیش دلا رہی تھی۔

"اور یہ فلم دیکھو ذرا سوائے بے حیائی اور عریانی کے ہے ہی کیا اس میں۔عورت کو کس گندے روپ میں دنیا کے سامنے پیش کیا جا رہا ہے۔یہیں سے اس کی ذہنیت کا پتہ چلتا ہے۔" اس کے اعتراضات کا پٹارہ بند ہونے کا نام نہیں لے رہا تھا۔

"اس لڑکی کا پتہ کرواؤ۔" جزلان میں اس سے زیادہ سننے کی ہمت نہیں تھا۔وہ غصے کے عالم میں اٹھتا اپنے ایک بندے کو نشوہ کے پیچھے لگا کر سینما ہال سے باہر نکل آیا۔

......

"السلام علیکم۔" نشوہ بیڈ پر اپنے کمرے میں بیٹھی لیپ ٹاپ کھولے آفس کا کام کرنے میں مصروف تھی۔ رات کے اس پہر ایک بجے ایک انجان نمبر سے موبائل پر آنے والی کال کو دیکھ کر حیران ہوئی مگر فون اٹینڈ کرنے کی بجائے کاٹ دی۔

اس وقت زیادہ تر محبتوں کے مارے مجنوں کالز کر کے چیک کرتے ہیں کہ کہیں کوئی لڑکی ان کے انتظار میں جاگ رہی ہو تو گھٹیا بات چیت کر کے فلرٹ کو فروغ دیا جائے۔

وہ اتنی میچورڈ اپروچ کی تھی کہ کبھی اس طرح کی سستی محبت میں نہیں پڑی تھی۔ وہ پھر سے اپنے کام میں مصروف ہو گئی۔ابھی کال بند کیے دو سیکنڈ نہیں گزرے تھے کہ دوبارہ سے وہی نمبر موبائل اسکرین پر جگمگانے لگا۔ اب کی بار اس نے کال بھی نہیں کاٹی فون تو پہلے بھی سائلینٹ پہ تھا۔اسی لیے اسے کوئی ٹینشن نہیں تھی۔کئی مرتبہ

انجان نمبر کی کال کاٹنے پر بھی اگلے بندے کو اندازہ ہو جاتا ہے کہ دوسری طرف لڑکی ہے جو بات کرنے سے کترا رہی ہے۔

جیسے ہی کال بند ہوئی اب کی بار نشوہ کو میسج موصول ہوا۔اس نے بھنا کر ان باکس کھولا۔

"نشوہ پلیز پک اپ مائی کال۔" اپنا نام دیکھ کر وہ سمجھ گئی کہ کسی جاننے والے کی ہی کال تھی۔لہٰذا اب کی بار کال آنے پر اس نے دوسری بیل پر ہی اٹھا لیا اور کان سے لگاتے سلامتی بھیجی۔اس کی عادت تھی وہ کبھی فون اٹھاتے ہیلو نہیں کہتی تھی ہمیشہ سلامتی بھیجتی تھی۔

"وعلیکم السلام۔" فون کے دوسری طرف سے ابھرنے والی بھاری گھمبیر آواز نشوہ کے لیے انجان ہی تھی۔ اس نے تھوڑی دیر رک کر پہچاننے کی کوشش کی۔

"کیسی ہیں مس جرنلسٹ۔" اب کی بار طنز میں چھپی آواز آئی۔

"سوری، آپ کون میں نے پہچانا نہیں۔" نشوہ نے سچائی سے کہا۔

"آپ میری آواز یقیناً نہیں پہچانتی ویسے تو بڑے بڑے انکشافات کرتی ہیں میرے بارے میں۔" مسکراتی آواز نے نشوہ کو الجھن میں ڈالا۔

"دیکھیں آپ جو کوئی بھی ہیں مجھے نہیں معلوم آپ کا وقت قیمتی ہے کہ نہیں مگر میرا وقت بہت قیمتی ہے اور میرا اس وقت فضول کی کسوٹی کھیلنے کا کوئی موڈ نہیں لہٰذا آپ مہربانی فرما کر اپنا تعارف کروائیں نہیں تو میں کال کاٹ دوں گی۔" نشوہ نے بیزاری سے کہا۔

"ہاہاہا آئی لائک یور سٹائل۔بڑی توپ چیز ہیں بھئی۔میں جزلان شاہ بول رہا ہوں جس کی فلم پر کچھ دن پہلے آپ نے سینما میں بیٹھے کافی سیر حاصل گفتگو کی۔میری ذات کا جتنی باریک بینی سے آپ نے جائزہ لیا ہے۔ دیٹ از سیریسلی ویری امپریسیو۔میں بہت کم کسی کی تعریف کرتا ہوں۔آپ پہلی وہ خوش نصیب خاتون ہیں جس نے مجھے متاثر کیا ہے......ادر وائز تو سب عقل سے پیدل ہوتی ہیں۔" نشوہ کو اپنے بارے میں بتا تا وہ استہزائیہ ہنسا۔

جہاں اس نے نشوہ کو کچھ دن پہلے کا واقعہ یاد دلا کر اس کی سیٹی گم کی وہیں اپنے غرور میں عورت ذات پر کیے

جانے والے تبصرے نے نشوہ کا دماغ بھک سے اڑا دیا۔

”ایکسکیوزمی مسٹر، اول تو یہ کہ میرا نمبر آپ نے کس خوشی میں لیا۔ دوسرے یہ کہ مجھے آپ کے امپریس ہونے یا نہ ہونے سے کوئی مطلب نہیں۔ میں دن میں آپ جیسے ہزاروں لوگوں کو نہ صرف امپریس کرتی ہوں بلکہ ان کی بولتی بھی بند کرواتی ہوں۔ کسی بھول میں مت رہیے گا۔“ وہ اسے وارن کرتی جزلان کی اچھی خاصی خبر لے گئی تھی۔

”ہاہاہاہا......واؤ......سیریسلی آئی لائک دس ڈیرنگ سٹائل۔ گڈ ٹو نو کہ آپ جیسی نڈر لڑکیاں بھی اس ملک میں ہیں۔ جو ہم جیسوں کے ہوش اڑا سکتی ہیں۔“ جزلان کے بے باک انداز نے اسے سر سے پاؤں تک ہلا دیا۔

”ایکسکیوزمی مسٹر! اپنی یہ چیپ اور تھرڈ کلاس گفتگو آپ اپنی فلموں تک محدود رکھیں۔ مجھ جیسیوں تک کنوے کرنے کی ضرورت نہیں۔“ وہ غصے سے آگ بگولا ہو رہی تھی۔

”چلیں ایک ڈیل کرتے ہیں۔ میں آپ کو اپنی باتوں سے تنگ نہیں کروں گا۔ اگر آپ مجھ سے دوستی کر لیتی ہیں۔ میرے سرکل میں ابھی تک آپ جیسی بندی نہیں آئی۔“ وہ تو جیسے آج نشوہ کو زچ کرنے کی قسم کھائے بیٹھا تھا۔

”تو مبارک ہو آپ کا سرکل مجھ جیسی سے محروم ہی رہے گا۔ اس قسم کی گری ہوئی آفرز آپ اپنے جیسوں کو کریں۔ آئم ناٹ آف یور ٹائپ۔“ اس نے جان چھڑاتے ہوئے صاف الفاظ میں اسے انکار کیا۔ اس نے اپنی بائیس سالہ زندگی میں کبھی کسی لڑکے سے دوستی نہیں کی تھی۔ کجا کہ وہ جزلان جیسے اوباش بندے کو دوست بناتی جس میں دنیا جہاں کی برائیاں تھیں۔ جنہیں اس کی اچھی پرسنیلٹی، اعلیٰ لہجہ اور پیسہ دبا دیتا تھا۔

اس نے آج تک کسی لڑکی کو خود سے دوستی کا نہیں کہا تھا۔ یہ پہلی تھی جو جزلان کے خود سے فون کرنے کو اور ایسی آفر کو کسی خاطر میں نہیں لا رہی تھی۔ جتنا وہ انکار کر رہی تھی اتنا ہی جزلان اس کی جانب کھچ رہا تھا۔

”چلیں یہ بتائیں آپ کی ٹائپ کیا ہے۔“ وہ کیوں اس تحمل سے اس کی بتنی باتیں سن رہا تھا یہ وہ خود نہیں جانتا تھا۔

”جو بھی ہے مگر آپ ہرگز نہیں ہیں۔ سو آئندہ مجھے کال کرنے کی کوشش مت کیجئے گا۔“ اپنے تیکھے لہجے میں

کہتی وہ دل کی بھڑاس نکال رہی تھی۔

جزلان یہی سمجھا کہ خواہ مخواہ کے نخرے کر رہی ہے۔

''اچھا لسن......آئی وانٹ ٹو بی یور فرینڈ۔'' جزلان نے اپنے مخصوص مغرور انداز میں کہا مگر وہ یہ نہیں جانتا تھا کہ اس کے سامنے نشوہ شاہ ہے جو کوئی عام لڑکی نہیں نہ عام جذبات رکھتی ہے۔

''کاش میں آپ کی یہ آفر سن کر خوشی سے پاگل ہو جاتی مگر افسوس آپ میرا جواب سن کر ضرور غم و غصے سے پاگل ہو جائیں گے۔'' اس نے کاٹ دار لہجے میں کہا۔

''اس تھرڈ کلاس آفر کو میں کنسیڈر کرنا بھی توہین سمجھتی ہوں۔ جس خام خیالی میں آپ نے مجھے کال کی ہے اسے خام خیالی ہی رہنے دیں۔ ہم جیسے لوگوں سے بات بھی آپ جیسی پبلک سیلیبریٹیز کو بڑی سوچ سمجھ کر کرنی چاہئے۔ دعا کریں صبح کے اخبار میں، میں آپ کی شرافت کا بھانڈا نہ پھوڑ دوں۔ نمبر لیا ہے تو یہ بھی جانتے ہوں گے کہ جرنلسٹ ہوں اور کالمز بھی لکھتی ہوں۔ اخبار والے تو ویسے بھی چٹ پٹی خبریں چھاپنے کے شوقین ہیں...... بائے۔'' نشوہ کے استہزائیہ لہجے اور الفاظ نے اس کی ذات کے حقیقت میں پرخچے اڑا دیئے۔

ایک معمولی سی جرنلسٹ جو چھوٹے سے گھر میں اپنی ماں کے ساتھ رہتی ہے۔ باپ اس کا مر چکا ہے اور کوئی رشتے دار ہے نہیں۔ وہ جزلان شاہ کی اس آفر کو جو یقیناً اس نے آج تک کسی کو نہیں کی کسی خاطر میں لائے بغیر اس کی ذات کے بخیے ادھیڑ گئی تھی۔

اپنے دو سو گز پر بنے گھر میں ہر آسائش سے سجے کمرے میں بیٹھے اس کا غم و غصے سے برا حال ہو گیا۔ فی الحال تو وہ کسی ردعمل کے نتیجے میں اس لڑکی کو کچھ نہیں کہہ سکتا تھا کیونکہ وہ ہر وقت خبروں اور اپنے پرستاروں کی زد میں تھا مگر وہ اسے کسی صورت بخشنے گا بھی نہیں۔ کوئی ایسا پیدا نہیں ہوا تھا جو جزلان شاہ کی اس طرح تذلیل کرے۔ اور نشوہ نہ صرف یہ ہمت کر چکی تھی بلکہ وہ جزلان کی دشمنوں کی فہرست میں دشمن اول بھی بن چکی تھی۔

وہ موبائل کو بیڈ پر پھینکتا اب اپنی حماقت پر پچھتا رہا تھا کہ اس نے ایسی مغرور لڑکی کو یہ سب کہنے کا موقع ہی کیوں دیا۔ ہاتھ بالوں میں پھنسائے گود میں رکھے تکیے پر کہنیاں ٹکائے وہ اپنے اندر اٹھتے اشتعال کو قابو کرنے کی کوشش کر رہا تھا۔

بالآخر جب کہیں سکون نہیں آیا تو وہ روم ریفریجریٹر کی جانب بڑھا۔اپنا پسندیدہ مشروب نکالا اور اپنے اندر کی کھولن کو کم کرنے لگا۔یہ تو طے ہو گیا تھا وہ کبھی نہ کبھی اس لڑکی سے بدلہ ضرور لے گا۔

بگڑے بگڑے سے میرے سرکار نظر آتے ہیں
کسی کی عزت افزائی کے آثار نظر آتے ہیں

وہ جو اپنے کیبن میں پیپرز سامنے پھیلائے گھنٹے سے نیا آرٹیکل لکھنے کی کوشش کر رہی تھی مگر دسواں صفحہ بھی ردی کی ٹوکری کی نذر کرنے کے بعد اپنے منتشر ذہن کو قابو میں کرنے کے لیے سر ہاتھوں پر گرائے بازو ٹیبل پر رکھے خود کو پرسکون رکھنے کے جتن کر رہی تھی۔اسی لمحے مزنی نے اس کے کیبن میں جھانکا اور اسے اس پریشان حالت میں دیکھ کر شرارت کیے بغیر نہیں رہ سکی۔

رات میں جزلان کی عزت افزائی کرنے کے بعد بھی اسے سکون نہیں ملا تھا۔وہ کوئی گری پڑی لڑکی تھی جسے اس نے اتنی گھٹیا آفر کی تھی۔پیسہ انسان کو کتنا مغرور اور طاقتور بنا دیتا ہے۔کل رات اسے اس بات پر یقین ہو گیا تھا۔

جزلان پیسے کی بنا پر ہی اپنی طاقت دکھا کر ہی نشوہ کو لوئر کلاس کی لڑکی سمجھ کر اپنی دوستی کے شکنجے میں پھنسانا چاہتا تھا۔کاش وہ بھی اتنی ہی مالدار ہو جائے کہ اس جزلان جیسے ہواروں کو منٹ میں لائن حاضر کر سکے۔سر اونچا اٹھا کر غائب دماغی سے مزنی کو دیکھتے اس نے سوچا۔

''ہیلو، ہیلو۔کیا ہو گیا ہے کہاں کھوئی ہو میڈم۔'' مزنی نے اس کی آنکھوں کے آگے ہاتھ لہرا کر اسے متوجہ کیا۔

''کچھ نہیں، تم بتاؤ اپنے کیبن میں تمہیں چین نہیں جو میری کن سوئیاں لینے آ جاتی ہو۔'' اس نے بگڑتے ہوئے کہا۔

''مسئلہ بتاؤ اور مجھے پتہ ہے جب تک بات کرو گی نہیں اسی طرح سڑے کریلے جیسی شکل رکھو گی اور تمہیں پتہ ہے جب تک میں تمہارے دماغ میں چلنے والا مسئلہ نہیں جان لوں گی چین سے نہیں بیٹھوں گی۔اب بتاؤ کہاں

جا کر پھوٹو گی یہاں یا لنچ کے لیے کیفے جا کر۔‘‘ نشوہ نے محبت سے اسے دیکھا جو اس کی رگ رگ سے واقف تھی۔ اچھے دوست بھی اللہ کا انعام ہوتے ہیں اور مزنی ایسی ہی تھی۔ اس کے ہر درد سے واقف۔

’’یہیں بیٹھو میں بتاتی ہوں۔‘‘ نشوہ نے مزنی کو اپنی ٹیبل کے سامنے رکھی کرسی پر بیٹھنے کا اشارہ کیا اور آہستہ آواز میں رات میں جزلان شاہ سے ہونے والی گفتگو الف سے ے تک سناتی چلی گئی۔

مزنی تو حیرت کے مارے بے ہوش ہونے کو تھی۔

’’کس قدر ناشکری عورت ہو تم......اس اپالو نے تمہیں دوستی کی آفر کی۔ وہ نک چڑھا جو اپنی فینز کے ساتھ تصویریں بھی ایسے بنواتا ہے جیسے ان پر احسان عظیم کر رہا ہو۔ اس نے میری اتنی بکواس حلیئے والی دوست کو کیا کمال آفر کی اور تم بے وقوف نے اسے ٹھکرا دیا۔ بہت ہی کوئی بدذوق عورت ہو۔‘‘ مزنی کی آہیں جاری و ساری تھیں۔

’’تم سے ایسے کہہ رہی ہو جیسے اس نے مجھے دوستی کی نہیں شادی کی آفر کر دی ہو۔‘‘ نشوہ کو اندازہ نہ ہوا وہ یکدم غصے میں کیا کہہ گئی ہے مگر جیسے ہی اپنی غلطی کا احساس ہوا۔ توبہ استغفار کرنے لگ گئی۔

’’اوئے ہوئے تو بات یہاں تک پہنچ گئی۔ آخر اس نے تمہیں بھی امپریس کر ہی دیا۔‘‘ مزنی نے اس کی بات پکڑتے شرارت سے کہا۔

’’اللہ نہ کرے مجھ پہ ابھی اتنے برے دن نہیں آئی۔ اور ہاں امپریس تو نہیں مگر ڈپریس ضرور کر دیا ہے اس کی بکواس نے مجھے۔‘‘ نشوہ نے اب کی بار تشویش سے کہا۔

رات کو تو بہادر بن کر جزلان شاہ کو اچھی خاصی سنا دیں تھیں مگر اب پریشان تھی کہ اس نے نشوہ کی باتوں کو انا کا مسئلہ بنا کر کوئی نقصان پہنچانے کی کوشش کی۔ اور اپنے خیال کا اظہار نشوہ نے مزنی سے بھی کر دیا تاکہ وہ اسے کوئی بہتر مشورہ بتائے۔

’’پاگل مت بنو۔ جو لوگ کسی کا برا نہیں کرتے ان کے ساتھ اللہ کبھی برا نہیں کرتا۔‘‘ مزنی نے اب کی بار سنجیدگی سے اسے سمجھایا۔

’’اور کبھی کبھی ایسوں کے ساتھ سب سے برا بھی ہو جاتا ہے۔‘‘ نشوہ نے اسے تصویر کا دوسرا رخ بھی دکھایا۔

”تو کیا تم یہ کہنا چاہتی ہو کہ نعوذ باللہ اللہ ظالم ہے۔“ مزنی نے سنجیدہ نظروں سے اسے کھوجا۔

”اللہ نہ کرے میں کیوں ایسا سوچوں۔“ اس نے برا مانا۔

”تو بس پھر وسوسوں کو دل میں جگہ مت دو۔ اللہ پر یقین رکھو وہ کبھی تمہارے ساتھ غلط نہیں کرے گا۔ جتنا وسوسوں میں گھرو گی تو پھر برا نہ بھی ہونا ہوا تو تمہارے کمزور اعتقاد سے برا ہو جائے گا۔ اللہ ناانصافی کسی کے ساتھ نہیں کرتا۔“ مزنی نے اس کے ٹیبل پر دھرے ہاتھوں پر اپنے ہاتھ رکھ کر اسے تسلی دی۔

✡......✡......✡

”اف یار پلیز! سر سے کہہ کر کسی اور کو ساتھ لے جاؤ سیریسلی میں اب خودکشی کر لوں گی۔“ مزنی، نشوہ کی دہائیوں پر محظوظ ہو رہی تھی۔

”اب آیا نہ اونٹ پہاڑ کے نیچے۔“ نشوہ کی جانب زچ کر دینے والی مسکراہٹ پھینکتے اس نے مزے سے سر کو جنبش دی۔

”تمہارے دانت تو میں آج ہی توڑ دوں گی۔ کاش مجھے پتہ ہوتا وہ ہیروئن کس کے سیٹ پر موجود ہو گی تو کبھی بھی سر کے سامنے اس کا انٹرویو لینے کی حامی نہ بھرتی۔“ وہ مسلسل تلملا رہی تھی۔

نشوہ کے باس نے اسے صبح ہی ایک مشہور و معروف ایکٹریس کا انٹرویو لینے کا کہا تھا۔ اس نے بڑے جوش و خروش سے سر ہلا کر حامی بھر لی مگر کچھ دیر پہلے مزنی نے انکشاف کیا کہ وہ ایکٹریس اس وقت جزلان شاہ کی نئی فلم کے سیٹ پر ہے اور اس نے انہیں اپنی ایکٹریس کا انٹرویو کرنے کی اجازت دے دی ہے۔ لہٰذا وہ مزنی کی گاڑی میں وہاں جانے کے لیے تیار ہو رہی تھیں مگر ڈائریکٹر اور پروڈیوسر کا نام سن کر نشوہ کو غش پڑنے لگ گئے۔ ابھی کچھ دن پہلے ہی تو اس بندے سے فون پر مارا ماری کی تھی اور اب اسی کے سیٹ پر......

”یار! یہ ٹکلو باس کسی دن میرے ہاتھوں قتل ہو جائے گا میں بتا رہی ہوں تمہیں۔“ مزنی کیمرہ، رائٹنگ پیڈز اور ریکارڈر پکڑتی نشوہ کو بازو سے کھینچتے ہوئے ساتھ لے جاتے مسلسل اس کی حالت پر مسکرا رہی تھی۔

اور نشوہ کی جان جلا رہی تھی۔

”وہ تمہیں کھا نہیں جائے گا۔ اس کو دیکھ کر ایسے پوز کرنا جیسے تم اسے جانتی ہی نہیں۔ اب خاموشی سے انٹرویو

کے سوال لکھواس سے پہلے کہ میں تمہیں اس چلتی گاڑی سے دھکا دے دوں۔'' گاڑی سٹارٹ کر کے سڑک پر لاتے مزنی نے اسے اب کی بار خاموش کروانے کے لیے دھمکی دی۔ جس کا نشوہ پر خاطر خواہ اثر ہوا۔

جزلان کی فلم کے سیٹ پر پہنچتے ہی انہیں وہ ایکٹریس سامنے بیٹھی نظر آ گئی۔ انہوں نے جاتے ساتھ ہی اسے قابو کر کے جلدی جلدی انٹرویو ریکارڈ کرنا شروع کیا۔

آدھے انٹرویو کے بعد اس ایکٹریس کے نخرے شروع ہو گئے۔ وہ پانی پینے کا بہانا کرتی اٹھ کر اسٹوڈیو کے اندر چلی گئی۔ انہیں یہ سب برداشت کرنا تھا آخر نوکری کا معاملہ تھا۔

''کیا مصیبت ہے، ایک دنیا میں لگتا ہے ہم ہی مصروف نہیں باقی تو پوری دنیا بڑے بڑے کام کر رہی ہے۔'' نشوہ نے منہ بناتے ادرگرد دیکھتے تبصرہ کیا۔ اس نے یہ دیکھ کر اطمینان کیا کہ جزلان وہاں پر موجود نہیں تھا۔

حیرت بھی ہوئی کہ ایکٹرز موجود ہیں اور کام کرنے والا اسٹاف بھی ہے مگر ڈائریکٹر اور پروڈیوسر نہیں۔ ابھی اس نے یہ سوچا ہی تھا کہ سامنے سے وہ کریم کلر کے پینٹ کوٹ مین ملبوس ہلکی سی شیو میں اپنے مغرور نقوش سمیت سامنے سے آتا نظر آیا۔

نشوہ نے اسے اپنی جانب آتا دیکھ کر فوراً نظریں پیپر پر جھکا کر بے مقصد پین چلاتے ایسے پوز کیا جیسے کوئی بہت اہم پوائنٹس نوٹ کر رہی ہو جبکہ مزنی جزلان کو اپنی جانب آتا دیکھ کر خوشی سے پھولے نہیں سما رہی تھی۔

''ہائے، تو آپ لوگ ہیں ذاکر صاحب کی جرنلسٹس۔'' نشوہ کو ایک نظر دیکھ کر وہ مزنی کی جانب متوجہ ہوا۔

''ہائے یس سر۔ آپ کیسے ہیں؟'' مزنی تو ایسے خوشی سے بولی جیسے پتہ نہیں کب سے اس کا انتظار کر رہی ہو۔

''بالکل ٹھیک۔ ہمیشہ کی طرح بہت خوبصورت۔'' اب کی بار اس کی متبسم آواز نشوہ کو سنائی دی مگر اس نے پھر بھی سر اٹھا کر اسے دیکھنا مناسب نہیں سمجھا۔ بلکہ وہ اسے اس قابل بھی نہیں سمجھتی تھی کہ ایک نگاہ بھی اس پر ڈالتی۔

وہ کافی دیر وہاں کھڑا نشوہ پر گاہے بگاہے نگاہ ڈالتا مزنی سے باتیں کرتا رہا مگر نشوہ نے بھی اپنا سر نہ اٹھانے

کی قسم کھائی ہوئی تھی۔

تھوڑی تھوڑی دیر بعد پین کو دانتوں میں دبا کر رک جاتی جیسے کچھ سوچ رہی ہو۔ پھر دوبارہ سے پین حرکت میں آجاتا۔ مزنی کی کال آئی تو اسے ایکسکیوز کر کے اٹھنا پڑا۔

اب جزلان کی توجہ کا مرکز صرف اور صرف نشوہ تھی۔ نشوہ نے دل ہی دل میں اسے کوسا کہ اب چلا بھی جائے۔ تھوڑی دیر بعد بال پوائنٹ تھامے ایک مردانہ ہاتھ اس کی نظروں کے سامنے آیا۔ حیرت کے مارے اسے سر اٹھانا پڑا۔ نظر سیدھی سامنے کھڑے جزلان پر پڑی جس کے ہونٹوں پر استہزائیہ مسکراہٹ تھی۔

''کافی دیر سے آپ کچھ لکھنے کی کوشش کر رہی ہیں مگر افسوس آپ کے پین نے آپ کے ساتھ ضد باندھی ہوئی ہے نہ چلنے کی۔ تو میں نے سوچا کیوں نہ آپ کو اپنا پین دے دوں۔ ہوسکتا ہے یہ آپ کی مشکل آسان کر دے۔'' ایک گہری مسکراہٹ اس نے نشوہ پر اچھالی۔

''بہت شکریہ مجھے ضرورت نہیں۔'' نشوہ نے نظروں کا رخ پھیرتے سنجیدگی سے جواب دیا۔

''خوفزدہ ہیں کیا مجھ سے۔'' اب کی بار پوچھے جانے والے سوال پر نشوہ کی تیوریاں چڑھ گئیں۔

''افسوس آپ کو یہ جان کر شدید مایوسی ہوگی کہ میں اس قسم کی کسی بھی کیفیت میں مبتلا نہیں ہوں۔'' اس نے تلخی سے جواب دیا۔

''ہاہاہا! ایک بات تو بتائیں میں نے آپ کا کیا چرایا ہے جو آپ مجھ سے اتنی خفا ہیں۔'' اس نے نشوہ کے سامنے والی کرسی سنبھالتے ہوئے اپنی آنکھوں کی چمک سے نشوہ کو نظریں چرانے پر مجبور کیا۔

''میں اجنبیوں سے بے تکلف ہونا پسند نہیں کرتی۔'' اس نے جزلان کے سامنے حد بندھی کی دیوار کھینچی۔

''اجنبیوں سے بات نہیں کرتیں مگر ان کے بارے میں بات ضرور کرتی ہیں۔'' اس نے واضح طنز کیا۔

''یہ مت بھولیں کہ اس فیلڈ میں آنے کے بعد آپ کی ذات پبلک پراپرٹی ہے اور پبلک پراپرٹیز کو تو ہر کوئی ڈسکس کرتا ہے۔'' نشوہ نے واضح طور پر اسے اس کی حیثیت باور کرائی اور مزید کوئی وقت ضائع کیے بنا وہاں سے اٹھ کر باہر چلی گئی جبکہ جزلان یہ جاننے سے قاصر تھا کہ وہ یہ رویہ اس کے ساتھ کیوں اپنائے ہوئے ہے۔

⟡......⟡......⟡

''نشوہ یہ جو تم کرتی پھر رہی ہو یہ سب ہم دونوں کی زندگی میں سوائے طوفان کے اور کچھ نہیں لے کر آئے گا۔'' وہ جو چھٹی والے دن بیٹھی بہت دنوں بعد ٹی وی پر اپنی پسند کی فلم دیکھ رہی تھی سامنے صوفے پر بیٹھی ماں کی کہی گئی بات کا مطلب سمجھنے سے قاصر تھی۔ کسی قدر اچھنبے سے انہیں دیکھا۔ جیسے سمجھ نہ آ رہی ہو کہ وہ کیا کہہ رہی ہوں۔

''تم کیا سمجھتی ہو، تم مجھے کچھ نہیں بتاؤں گی تو مجھے پتہ نہیں چلے گا کہ تم شاہوں کے خاندان پر کیس کروا چکی ہو۔'' انہوں نے کڑے تیوروں سمیت اسے دیکھا۔

ان کی بات کی تہہ تک پہنچتے اس نے اپنی نظروں کا رخ ایک مرتبہ پھر سے ٹی وی کی جانب کر کے ایسا تاثر دیا کہ وہ اس معاملے میں اب کوئی بات نہیں کرنا چاہتی۔

''میں کچھ بات کر رہی ہوں تم سے۔'' انہیں نشوہ کا یہ انداز ایک آنکھ نہیں بھایا۔

''جی جانتی ہوں۔'' اس نے منہ بناتے کہا۔

''اگر جانتی ہو تو اس معاملے کو یہیں پر ختم کر دو۔ میں نہیں چاہتی کہ جس اولاد کو میں وہاں سے بچا کر لائی ہوں۔ تمہاری اس حماقت کی وجہ سے وہی سب پھر سے دہرایا جایا۔ مجھ میں اپنی جوان اولاد کو کھونے کی ہمت نہیں۔'' صبورہ بیگم نے منت بھرے انداز میں کہا۔

''امی پلیز! وہ لوگ مجھے کھا نہیں جائیں گے، مگر آپ کی ان فضول دور اندیشیوں کے سبب میں اپنا حق کسی صورت ان غاصبوں کو ہڑپ نہیں کرنے دوں گی۔ میں ان کی ہستیوں تک کو ہلا کر رکھ دوں گی۔ اس کے لیے مجھے جس حد تک بھی جانا پڑا میں جاؤں گی۔'' اس نے نڈر انداز میں ماں کو اپنے ارادوں سے باخبر کیا اور وہ تو اس کے ارادے سن کر کانپ گئیں۔

''نشوہ! کیوں مجھے بے موت مارنا چاہتی ہو۔ تم کل ہی کیس واپس لوگی۔'' ان کے تحکم بھرے انداز کا بھی اس پر کوئی اثر نہ ہوا۔

''سوری امی! میں ایسا کچھ بھی نہیں کرنے والی۔ آپ اور میں اس حویلی اور اس جاگیر میں سے اپنا حصہ لے کر رہی گے۔'' اس نے اٹل انداز میں کہا اور اٹھ کر اپنے کمرے کی جانب چل پڑی جبکہ صبورہ بیگم اپنا سر پکڑ کر

بیٹھ گئیں۔

......

ناشتے کی ٹیبل پر اخبار کے ساتھ ملنے والے نوٹس نے ان کی بھوک پیاس حقیقت میں اڑا دی تھی۔ وہ پھٹی پھٹی نظروں سے اس عدالتی نوٹس کو دیکھ رہے تھے۔ کاش وہ اس رات حویلی کے باہر بھاری نفری لگوا دیتے جس رات دانیال کی بیوہ اس بچی کے ہمراہ ان کی حویلی کی چوکھٹ پار کر کے گئی تھی۔

وہ اسی امید پر جی رہے تھے کہ وہ کہیں مر کھپ گئی ہو گی مگر آج کے ملنے والے اس عدالتی نوٹس نے انہیں اچھی طرح باور کروا دیا کہ نہ صرف وہ زندہ ہے بلکہ اس کی بیٹی یعنی سبحان شاہ کی پوتی نے ان پر جائیداد میں حصے کا دعوی کر کے ان پر کیس بھی کروا دیا تھا۔

''السلام علیکم! بابا حضور خیریت کچھ پریشان لگ رہے ہیں۔'' بلال شاہ روزانہ کی طرح جونہی سبحان شاہ کے کمرے میں انہیں صبح کا سلام کرنے آئے۔ ایک ہاتھ میں کوئی کاغذ پکڑے گہری سوچ میں ڈوبے سبحان شاہ سے پوچھا۔

''جب آستین کا سانپ پالیں گے تو وہ ڈسے بغیر نہیں رہے گا۔'' انہوں نے وہ کاغذ اسی طرح بلال شاہ کو پکڑا دیا۔

وہ کاغذ کا ٹکڑا انہیں بھی حیرت اور پریشانی سے دوچار کر گیا۔

''یہ کسی صورت نہیں ہو سکتا۔ جس رات وہ عورت ہمارے چہروں پر کالک مل کر اس حویلی کی دہلیز عبور کر گئی تھی اس وقت اسے سوچنا چاہیے تھا کہ اس کا اس حویلی سے تعلق تھا۔ اب ایک دم سے اٹھ کر وہ ہم پر کیس کر دے گی تو ہم اتنی ہی آسانی سے سب کچھ طشتری میں رکھ کر اسے دے دیں گے۔ تو یہ اس کی بھول ہے۔'' غم و غصے سے بلال شاہ کا برا حال تھا۔

''بیٹے! اس وقت جوش سے نہیں ہوش سے کام لو۔ الیکشن سر پر ہیں۔ لڑکی کا تعلق بھی میڈیا سے ہے۔ ہمارے انکار کی صورت میں وہ ہمارے خلاف کچھ بھی چھپوا دے، کوئی پریس کانفرنس کروا دے تو ہماری ساکھ تو برباد ہو جائے گی نا۔ اسی لیے اسے دھمکانے کی بجائے کوئی مفاہمتی حل نکالتے ہیں۔ تاکہ سانپ بھی مر جائے

اور لاٹھی بھی نہ ٹوٹے۔‘‘ ان کی معنی خیز بات نے بلال شاہ کو بہت کچھ سمجھا دیا۔

’’اس کا ایڈریس وغیرہ سب پتا کرواؤ، ہم کل ہی اس کے گھر جائیں گے۔ اور ہاں جزی کو بھی کل پرسوں تک حویلی آنے کا کہو۔ اس سے بھی اس معاملے سے متعلق کچھ بات کرنا بہت ضروری ہے۔‘‘ انہوں نے جلد ہی اگلا لائحہ عمل تیار کرتے بلال کو حکم دیا اور خود پرسکون ہو کر اخبار پڑھنے میں محو ہو گئے۔

’’جی بابا حضور آج ہی میں اس لڑکی کا پتہ کرواتا ہوں۔‘‘ بلال شاہ تیزی سے باہر کی جانب چل پڑے۔

جیسے ہی اس کی گاڑی گلی میں آئی۔ اپنے گھر کے باہر دو چمکتی دمکتی لینڈ کروزرز دیکھ کر وہ الجھن کا شکار ہوئی۔ گیٹ کی چابی ہر وقت اس کے پاس موجود ہوتی تھی۔ گاڑی سے اترتی وہ حیرت زدہ سی گھر کا گیٹ کھول کر گاڑی اندر لا کر کھڑی کرنے کے بعد گیٹ بند کر کے گاڑی کو لاک لگا کر اپنی فائلز اور پرس اٹھائے اندر داخل ہوئی تو ڈرائنگ روم سے باتوں کی آواز آئی۔

وہ اسی کیفیت میں جونہی اندر داخل ہوئی۔ دروازے کے سامنے ہی ایک قدرے عمر رسیدہ شخص کلف لگے سفید شلوار سوٹ پر کالی شال لپیٹے سر پر پگڑی رکھے بے حد طمطراق سے ٹانگ پر ٹانگ رکھے ہاتھ میں چھڑی پکڑے نہایت کروفر سے بیٹھا تھا۔

نشوہ کے اندر آتے ہی سیدھا نظر سامنے گئی تو اپنی جگہ سے اٹھتے ہوئے نشوہ کی جانب مسکرا کر بڑھے۔

’’میرے جگر کا ٹکڑا میرے دانیال کی نشانی۔‘‘

نشوہ کو یہ سمجھنے میں دیر نہیں لگی کہ یہ شخص اس کا دادا سبحان شاہ ہے۔ اس نے طائرانہ نظر ڈرائنگ روم پر ڈالی جہاں ایک صوفے پر روئی روئی سی صبورہ کے ساتھ ایک عورت اور ایک اور دو اور آدمی براجمان تھے۔ دونوں سبحان شاہ جیسے ہی حلیئے میں تھے۔ بس فرق اتنا تھا کہ اس کے سر پر شملے موجود نہیں تھے۔

نشوہ لئے دیئے انداز میں اپنے دادا سے ملی۔ یہ سب گرمجوشی بھی وہ اچھی طرح جان گئی تھی کہ اس کے بھیجے گئے عدالتی نوٹس کا نتیجہ تھی۔ اس کے سرد رویئے کو وہاں بیٹھے ہر شخص نے محسوس کر لیا تھا۔

’’بیٹا! یہ تمہارے تایا بلال شاہ ہیں اور یہ ان کی بیگم زروہ شاہ۔ ساتھ میں تمہارے چچا نوفل شاہ ہیں۔‘‘

انہوں نے وہاں بیٹھے ان تمام لوگوں کا تعارف کروایا۔ بلال شاہ کی شکل اسے کچھ دیکھی بھالی لگی مگر اس رقت اس کی سوچیں اتنی منتشر تھیں کہ وہ اس بات پر کوئی خاص توجہ نہیں دے پائی اور صبورہ کے ساتھ بیٹھ گئی۔

''آپ لوگ یہاں کیوں آئے ہیں۔'' اس نے بے لچک لہجے میں سوال کیا۔ وہ اپنی اور اپنی ماں کی تکلیفوں کو اتنی جلدی بھول کر انہیں بخشنے کو تیار نہ تھی۔

نشوہ کے سوال پر بلال شاہ اور سبحان شاہ میں نظروں کا تبادلہ ہوا۔

''نشوہ! ایسے بات نہیں کرتے۔'' صبورہ نے اسے ٹوکنا چاہا۔

''رہنے دو بہو، اسے کہہ لینے دو یہ حق بجانب ہے۔ ہمیں برا نہیں لگا۔'' سبحان شاہ نے ہاتھ اٹھا کر صبورہ کو کچھ کہنے سے روکا۔

''آپ کو برا لگنا بھی نہیں چاہیے کہ جس بہو اور پوتی کی یاد آپ کو اتنے سالوں میں نہیں آئی اب ایک دم سے ان کی محبت اتنی جاگی کہ ایک عدالتی نوٹس ملتے ہی آپ لوگ ہماری سابقہ حیثیت اور اپنی محبتیں ہمارے اوپر لٹانے چلے آئے۔'' اس نے حقارت آمیز لہجے میں انہیں آئینہ دکھایا۔

اس کا گستاخ لہجہ فی الحال برداشت کرنا ان کی مجبوری تھی۔

''دیکھو بیٹا! ماضی میں جو کچھ ہوا ہم اسے دہرانے نہیں۔ آئے بس اتنا کہوں گا کہ وہاں سے نکلنے کے بعد تم دونوں کہاں گئے، ہمیں معلوم نہیں تھا۔ تھوڑا سا بھی تم دونوں کا سراغ پتہ ہوتا تو ہم کبھی اتنے سال تم دونوں سے دور نہ رہتے۔ ہم نے تم دونوں کو ڈھونڈنے کی بہت کوشش کی مگر سب بے سود رہا۔ ہم آج اسی سب کی معافی مانگنے آئے ہیں۔ تمہارا نوٹس ملتے ہی یہ تقویت ہوئی کہ تم یہیں کہیں ہمارے قریب ہو بس وہاں سے تمہیں ٹریس کرنے میں آسانی ہوئی۔ ہم تو تھے ہی چھوٹے ظرف کے مگر ہم امید کرتے ہیں کہ تم بڑے پن کا مظاہرہ کر کے ہماری معافی کا پاس رکھوگی۔ اور جلد ہی ہمارے ساتھ اپنی حویلی چلوگی۔'' سبحان شاہ نے جس تحمل کا مظاہرہ کر کے اس کے اعتراضات کا کو ختم کرنے کی کوشش کی وہ قابل دید تھا۔

نشوہ نے ان کی بات پر چہرہ دوسری طرف موڑ لیا اور پھر ایکسکیوزمی کہتی ڈرائنگ روم سے باہر چلی گئی اور تب تک اپنے کمرے سے نہیں نکلی جب تک یقین نہیں آ گیا کہ وہ لوگ یہاں سے چلے نہیں گئے۔

’’نشوہ! یہ کیا طریقہ تھا بیٹا، تمہیں ان کے ساتھ اس طرح کا سلوک نہیں کرنا چاہئے تھا۔‘‘ صبورہ بیگم ان لوگوں کے جاتے ہی نشوہ کے کمرے میں آئی جو بیڈ پر آلتی پالتی مارے موبائل ہاتھ میں لیے اس پر کچھ ٹائپ کرنے پر مصروف تھی۔

وہ اس کے سامنے بیٹھیں خشمگیں نظروں سے اسے دیکھ رہی تھیں۔ نشوہ نے ٹائپنگ روک کر ان کی جانب دیکھا اور موبائل سائیڈ پر رکھ کر ان کے ہاتھ اپنے ہاتھوں میں لیے۔

’’آپ کیسے ان کی حمایت میرے سامنے کرسکتی ہیں۔ وہ لوگ اس سے بھی بدتر سلوک کے مستحق تھے۔ کیا آپ وہ سب تکلیفیں بھول گئیں جو ان کی مہربانیوں سے ہمیں ملی ہیں۔ آج جب میں نے حصہ مانگنے کی بات کی تو ہماری محبت ان کے دلوں میں جاگ گئی۔‘‘

’’بری بات نشوہ، وہ لوگ بہت شرمندہ تھے۔‘‘ انہوں نے نشوہ کے لہجے کی سختی کو کم کرنا چاہا۔

’’امی! وہ لوگ شرمندہ ہرگز نہیں تھے۔‘‘ نشوہ نے ان کی بات پر افسوس سے سر جھٹکا۔ ’’بس وہ آپ کو اور مجھے بے وقوف بنانے آئے تھے۔ اور وہ اپنے مقصد میں کامیاب بھی ہوگئے ہیں۔ کیونکہ آپ نے ان پر اعتماد کر لیا ہے۔ کیا ایک ٹھوکر کافی نہیں۔ آپ کیسے یہ سب کرسکتی ہیں۔‘‘

نشوہ کو سمجھ نہیں آرہی تھی کہ کن الفاظ میں ماں کو سمجھائے۔

’’دیکھو بیٹا! مجھے صرف اتنا پتہ ہے کہ وہ شرمندہ تھے اور اس کے پیچھے ان کی کیا نیت تھی کیا نہیں میں نہیں جانتی مگر کوئی شخص اپنے رویئے کی معافی مانگے تو ایک موقع دینا تو بنتا ہے۔ میں نے تمہیں اسی لیے پہلے منع کیا تھا کہ یہ سب مت کرو وہ ہم تک پہنچ جائیں گے۔ تم نے تب میری بات نہیں مانی مگر خیر انہوں نے ہاتھ آگے بڑھایا ہے تو ہمیں کسی قسم کے غرور کا مظاہرہ کرنا زیب نہیں دیتا۔ اور اللہ بھی صلح رحمی کو پسند فرماتے ہیں۔ میں نہیں چاہوں گی کہ تم کبھی بھی اللہ کی ناراضگی کی زد میں آؤ۔‘‘ انہوں نے پیار سے اسے سمجھاتے کہا۔

’’میں آپ کی طرح کی دریا دلی کا مظاہرہ نہیں کرسکتی میں بہت کم ظرف ہوں میں انہیں اتنی آسانی سے معاف نہیں کرسکتی۔‘‘ نشوہ ان کے ہاتھ چھوڑتے غصے سے پیچھے ہٹتے بیڈ کے ساتھ ٹیک لگا کر بولی۔

’’اتنے بڑے بول نہیں بولتے میری جان۔‘‘ انہوں نے اس کے گھٹنے پر ہاتھ رکھتے بے بسی سے اسے

سمجھانے کی کوشش کی۔
''پلیز امی! ابھی تو مجھے یہ سب مت سمجھائیں میرا دماغ کھول رہا ہے۔'' نشوہ جان گئی کہ وہ اسے کنوینس کرنے بیٹھی ہیں۔ وہ بھی جان گئے تھیں کہ وہ اب کچھ سننے کے موڈ میں نہیں۔
''ٹھنڈے دماغ سے سوچو بیٹا۔'' انہوں نے وہاں سے اٹھتے ہوئے کہا۔

''آپ لوگ یہ سوچ بھی کیسے سکتے ہیں۔'' وہ تو سبحان شاہ کی بات سنتے ہی ہتھے سے اکھڑ گیا۔
کل شام ہی اسے بابا حضور کا فون موصول ہوا جس میں انہوں نے جزلان کو فوری حویلی آنے کا حکم دیا۔ جزلان یہی سمجھا کہ زمینوں کی کوئی بات ہوگی۔ حالانکہ جب سے اس نے فلم میکنگ کا کام شروع کیا تھا وہ زمینوں اور حویلی کے کاموں سے دور رہتا تھا مگر کل ہی سبحان شاہ کے بلانے پر چلا آیا۔ وہ یہ نہیں جانتا تھا کہ یہاں آ کر کیا خبر سننا پڑ جائے گی۔
''کیوں کیا مسئلہ ہے اس بات میں۔'' انہوں نے ہنکارا بھر کر اس کے غصیلے چہرے کی جانب دیکھتے ہوئے کہا۔
''مسئلہ نہیں مسائل ہیں اس میں۔ وہ لڑکی جو اتنے سالوں سے آپ کی یادداشت سے بھی محو ہو چکی تھی یکا یک آپ لوگوں نے پتہ نہیں کہاں سے اسے تلاش کر لیا اور اب میری منگ بھی ڈکلیئر کر دیا۔ واؤ۔'' اس کا طنزیہ لہجہ انہیں غصہ دلانے کے لیے کافی تھا۔
''دیکھو جزی! میں نے تمہیں اس لڑکی پر ریسرچ کے لیے نہیں بلایا۔ بس تمہیں اطلاع دینی تھی کہ وہ تمہاری منگ ہے اور منگ کو چھوڑنا ہمارے ہاں اتنا ہی بڑا گناہ ہے جتنا کہ نکاح توڑنا ہے۔ منگ کی خاطر یہاں خون کی ندیاں......''
''او پلیز بابا حضور! یہ سب اب فرسودہ باتیں ہو گئی ہیں۔ کیا آپ نے اس منگ صاحبہ سے پوچھا ہے کہ میں اسے منظور ہوں کہ نہیں۔'' اس کا لہجہ اب بھی طنزیہ تھا۔
''ہم اپنی بات کرو کیونکہ ہم کچھ دنوں میں نکاح کی ڈیٹ فکس کرنے والے ہیں۔'' وہ تو جیسے سب کچھ طے

کیے بیٹھے تھے۔

جزلان کے لیے تو کچھ کہنا بے سود ہو گیا تھا۔

''تو پھر مجھے ابھی بلا کر یہ سب بتانے کی ضرورت ہی کیا تھی۔ نکاح والے دن کہتے آؤ اور سائن کر دو۔'' اس نے اپنے غصے کو ضبط کرنے کی کوئی کوشش نہیں کی اور پھٹ پڑا۔

''وہ بھی کر لیں گے۔'' انہوں نے محظوظ ہوتے کہا۔ جانتے تھے انکار تو کرے گا نہیں۔

''مجھے چچی سے ملنا ہے ایڈریس بتائیں۔'' اس نے کچھ سوچتے ہوئے انہیں مخاطب کیا اور جو ایڈریس اسے پتہ چلا اسے سنتے ہی وہ کتنی دیر بے یقینی کی کیفیت سے نہیں نکل سکا۔

دنیا گول ہے۔ اس بات پر آج اس کا یقین اور بھی پختہ ہو گیا تھا۔

......

''کیا بات ہے امی جو کچھ کہنا ہے کہہ دیں۔ آپ اگر یہ سمجھ رہی ہیں کہ مجھے پتہ نہیں چل رہا کہ آپ اتنی دیر سے مجھ سے کچھ کہنا چاہ رہی ہیں تو آپ کا خیال غلط ہے۔ اگر ماں باپ بچوں کے چہرے پڑھ سکتے ہیں نا تو بچے بھی ماں باپ کے چہرے پڑھنے کی صلاحیت رکھتے ہیں۔'' نشوہ جب سے آفس سے آئی تھی محسوس کر رہی تھی کہ صبورہ بیگم اس سے کچھ کہنا چاہتی ہیں۔

دونوں اس وقت ٹی وی کے سامنے بیٹھی کوئی ٹاک شو دیکھنے میں مصروف تھیں۔ نشوہ تو دیکھ رہی تھی جبکہ صبورہ بیگم کچھ سوچنے میں مگن تھیں۔

''دیکھو! میں جو بات کہنے لگی ہوں اسے بہت تحمل سے سننا تمہاری جذباتی طبیعت سے میں بہت تنگ ہوں۔'' انہوں نے کہنے سے پہلے تمہید باندھنی چاہی۔

''آپ بلا جھجک کہیں۔''

''تمہارے دادا کا فون آیا تھا۔ اصل میں تم جب چھوٹی سی ہی تھیں اور ہم وہاں تھے تب تمہاری بات تمہارے تایا کے بیٹے سے طے کر دی گئی تھی۔ تم اس کی منگ ہو۔'' ان کا یہ بتانا تھا کہ نشوہ کو اپنے کانوں پر یقین نہیں آیا کہ یہ سب انہوں نے نشوہ کے ہی بارے میں کہا ہے۔

”امی!“اس کی آواز جیسے کسی گہری کھائی سے آئی۔

”آپ......آپ لوگ یہ کیسے کر سکتے ہیں میرے ساتھ۔امی اتنی بڑی غلطی......“اس نے دونوں ہاتھوں سے سر پکڑا۔

”بیٹا! میں چونکہ ان کی من چاہی بہو نہیں تھی تو یہی سوچا کہ شاید اس طرح وہ لوگ مجھ سے راضی ہو جائیں اور......“

”اور آپ نے مجھے قربان کر دیا۔“اس نے یک لخت سر اٹھا کر ان کی بات کاٹی اور تلخی سے بولی۔

”ایسا نہیں ہے بیٹا۔“انہوں نے بے بسی سے آنسو پیتے ہوئے کہا۔

”کاش آپ یہ سب مجھے پہلے بتا دیتیں تو میں کبھی بھی ان کو وہ نوٹس بھیجنے والی غلطی نہ کرتی۔“

”میں نے تمہیں اسی لیے منع کیا تھا۔“

”مگر آپ نے مجھے کھل کر تو ہر بات نہیں بتائی تھی۔“اس نے ماں کی غلطی کی نشاندہی کی۔

”ہاں مگر اب مجھے لگتا ہے وہ لوگ بدل گئے ہیں۔“انہوں نے جیسے اسے تسلی دلائی۔

”پلیز امی! انسان کو اتنا بھی سادہ نہیں ہونا چاہئے جتنی آپ ہیں۔جو لوگ اپنی الاد کے لیے نہیں بدلے انہوں نے میرے اور آپ کے لیے کیا بدلنا ہے۔بابا تو ان کے اپنے تھے۔سگی اولاد تھے انہوں نے بابا کی غلطی معاف کی تھی۔جو کہ غلطی تھی بھی نہیں۔انسان کی عادتیں بدلتی ہیں مگر فطرت نہیں اور غرور،تکبر اور دھوکہ دہی ان کی فطرت ہے عادت نہیں۔“اس کے سخت لہجے میں کھلی سچائی سے وہ انکاری نہیں تھیں۔کچھ دیر وہ خاموش رہی جیسے کچھ سوچ رہی ہو۔

”مگر میں اس سب کا حصہ بنوں گی۔میں نہ صرف وہ سب حاصل کروں گی جس پر وہ غاصبانہ قبضہ کرنا چاہتے تھے بلکہ کیے ہوئے ہیں۔انتقام اب شروع ہوا ہے اور میں اتنی آسانی سے انہیں بخشوں گی نہیں۔آپ کل ہی انہیں میرا اس شادی کے لیے اقرار پہنچا دیں۔ہر بار جیت ان کے حصے میں نہیں آئے گی۔میری رگوں میں بھی انہی کا خون ہے۔میں انہیں انجام تک پہنچانے کے لیے اب کسی بھی حد تک جانے کو تیار ہوں۔“اس نے ایک کچھ دیر سوچنے کے بعد ایک عزم سے کہا۔

''بکواس نہیں کرو۔ اگر تم اس رشتے کو ویسے ہی شروع کرنے کا سوچ رہی ہو جیسے ہر عام لڑکی سوچتی ہے اپنی شادی کے متعلق تو ٹھیک ہے۔ مگر اب میں اپنے آخری رشتے کو کسی انتقام کی بھینٹ نہیں چڑھا سکتی۔ میرے پاس ہے ہی کون تمہارے علاوہ۔'' انہوں نے اس کے ارادے دیکھتے قطعیت سے اسے باز رہنے کو کہا۔

''افوہ میری جذباتی امی۔ کچھ نہیں ہوتا۔ آپ کو ابھی میرے ٹیلنٹ کا پتہ نہیں۔ میں آفس میں سب سے خطرناک جرنلسٹ مشہور ہوں۔'' اس نے بڑے تفاخر سے کہا۔

''مجھے جان کر کچھ کرنا بھی نہیں۔ یہ تمہاری یہاں کی دنیا ان جاگیرداروں کی دنیا سے بہت مختلف ہے۔ تم نہیں جانتیں یہ لوگ اپنوں کو بھی جب دشمن کے روپ میں دیکھتے ہیں تو اس کا کیا حشر کرتے ہیں۔ اس وقت یہ صرف سفاک جاگیردار ہوتے ہیں۔ نہ کسی کے باپ نہ بھائی نہ بیٹے۔

تمہاری ایک حماقت کے سبب انہوں نے ہمارا سراغ تو پالیا مگر مزید کسی اونچ نیچ سے بچنے کے لیے میں نے اس رشتے کے لیے حامی بھر لی ہے کہ اب مجھ میں کسی کی دشمنی سہنے کی ہمت نہیں۔ ویسے بھی اب اس سب کے بعد ہم یہاں سے چھپ کر کہاں جائیں گے۔ میں نے تمہارے مستقبل کو اللہ کے حوالے کیا استخارہ کیا ہے اور مجھے امید ہے اللہ تمہارے حق میں بہت بہتر کرے گا۔ ان شاءاللہ'' ان کے بےفکری بھرے لہجے میں بھی چھپی فکر پر نشوہ کو بے اختیار بے حد پیار آیا۔

***

''کون ہے۔'' دوپہر کا وقت تھا وہ ابھی کھانا بنا کر فارغ ہوئی ہی تھیں کہ بیل بجی۔ وہ یہی سمجھیں کے محلے کی کوئی عورت ہوگی۔ مصروف سے انداز میں سر پر دوپٹہ رکھتے وہ دروازے کے پاس آ کر بولیں۔

''میں صبورہ دانیال سے مل سکتا ہوں۔ جزلان شاہ نام ہے میرا۔'' باہر سے ابھرنے والی مردانہ آواز پر کچھ لمحے وہ ساکت رہ گئیں۔ جزلان شاہ کو کیسے نہ پہچانتیں وہ۔ ان کی بیٹی کا مستقبل اس لڑکے سے جڑنے والا تھا۔

انہوں نے ابھی تک جزلان کو نہیں دیکھا تھا۔ کل رات ہی انہوں نے سبحان شاہ تک نشوہ کا اقرار پہنچایا تھا۔ اور پندرہ دن بعد ان کا نکاح اور رخصتی طے ہوگئی تھی۔

انہوں نے دھڑکتے دل سے دروازہ کھولا۔ ہر ماں کی طرح ان کی بھی خواہش تھی کہ ان کی بیٹی کی قسمت میں

شہزادوں سی آن بان والا کوئی لڑکا ہو۔اور جس لڑکے نے ان کے دروازے پر قدم رکھا تھا وہ واقعی شہزادوں سی آن بان والا ہی تھا۔

بلیک جیکٹ اور بلیک ہی جینز پہنے۔گاگلز لگائے۔ہاتھ میں موبائل پکڑے مہنگی گھڑی پہنے۔ہلکی سی شیو میں دمکتے چہرے والا اور اونچے قد کاٹھ والا جزلان شاہ ان کے سامنے تھے۔

''السلام علیکم۔''ان کی جانب پیار لینے کے لیے جھکتا جزلان انہیں دل و جان سے پسند آیا۔اس کے ماتھے پر بوسہ دیا اور اس نے پیچھے ہوتے انہیں اپنے ساتھ لگایا۔

جب وہ حویلی چھوڑ کر نکلیں تھیں تب وہ سات سال کا اور نشوہ دو سال کی تھی۔جزلان تب بھی اپنی ماں سے زیادہ ان سے پیار کرتا ہر وقت ان کے اردگرد منڈلاتا۔اب بھی وہ ایسے ملا جیسے اتنے سارے سال ان کے درمیان آئے ہی نہ ہوں۔

''کیسے ہو۔اندر آؤ۔''انہوں نے محبت سے آنسو صاف کرتے اسے اندر بڑھنے کا اشارہ کیا۔وہ طائرانہ نگاہ گھر پر ڈالتا اندر کی جانب بڑھا۔

صبورہ اسے بٹھا کر اس کے لیے چائے بنانے کچن میں چل پڑیں۔تھوڑی دیر بعد وہ بھی ان کے پیچھے کچن میں چلا آیا۔چوکھٹ سے ٹیک لگائے وہ ایک ٹک انہیں دیکھ رہا تھا۔سیاہ اور فیروزی عام سے شلوار قمیض میں کالی ہی چادر لیے وہ آج بھی بے حد خوبصورت لگ رہی تھیں۔

جزلان کو وہ کبھی بھولی ہی نہیں تھیں۔اس نے عورت کا اتنا دھیما روپ کبھی نہیں دیکھا تھا۔اس کی اپنی ماں کرخت جاگیردارنی ہی تھیں۔ایسی ماں جنہوں نے بچپن میں اسے لپٹا لپٹا کر کبھی پیار نہیں کیا تھا۔جب بھی صبورہ نشوہ کو پیار کرتیں۔جزلان حسرت سے انہیں دیکھتا تھا۔

پھر اسی حسرت کو ختم کرنے کے لیے وہ ان کی جانب بڑھا اور انہوں نے اسے بھی ویسا پیار دیا جیسے وہ نشوہ کو دیتی تھیں۔ماں کا اصل پیار بھرا روپ اسے صبورہ کے روپ میں نظر آیا مگر پھر نجانے کیا ہوا کہ وہ حویلی سے دو سال کی نشوہ کو لے کر نکل آئی۔

وہ تب اتنا چھوٹا تھا کہ اصل معاملے کو تو نہیں جانتا تھا مگر سب کا ان کے ساتھ حقارت آمیز رویئے کو ضرور

پہچانتا تھا۔
اسے اتنا یقین ضرور تھا کہ غلطی اسی کے گھر والوں کی ہوگی۔صبورہ تو بس محبت دیئے جانے والی عورت تھیں۔
''کیا دیکھ رہے ہو۔'' وہ جو چائے بنا رہی تھیں اور ساتھ ساتھ اس کے لیے لوازمات کی ٹرے تیار کر رہی تھیں۔آہٹ پر مڑ کر جزلان کو اپنی جانب یک ٹک دیکھتے دیکھ کر پوچھ بیٹھیں۔
''یقین نہیں ہو رہا کہ آپ میرے سامنے ہیں۔آپ نے میرے ساتھ بہت زیادتی کی میں نے ہمیشہ آپ کو اپنی ماں سے بھی بڑھ کر جانا اور آپ نے میرا ابھی خیال نہیں کیا۔''اس کی نظروں میں شکایت تھی۔
''اور دیکھ رہا ہوں کہ معاف کرنے والوں کے چہرے کتنے پرسکون اور روشن ہوتے ہیں۔آپ کا دل اتنا بڑا کیسے ہے۔میں یہ تو نہیں جانتا کہ تب کیا ہوا تھا۔ہاں مگر اتنا یقین ضرور ہے کہ غلطی آپ کی نہیں ہوگی۔تو پھر آپ نے میرے گھر والوں کو معاف کر کے اپنی بیٹی تک مجھے دینے کا فیصلہ کیسے کر لیا۔آپ کیا جانتی ہیں میرے بارے میں۔''اس کی حیرت کم ہونے کا نام نہیں لے رہی تھی۔
وہ اس کی جانب دیکھ کر مسکرائیں۔پھر پاس آ کر اس کے چہرے پر پیار سے ہاتھ رکھا۔
''میں تمہیں نہیں جانتی مگر اتنا ضرور جانتی ہوں کہ میرے اللہ نے میری بیٹی کے نصیب میں کوئی بہت اچھا لڑکا لکھا ہوگا۔وہ کبھی اپنے بندوں کے ساتھ زیادتی نہیں کرتا۔اور جب اس نے یہ رشتہ بنا دیا تو پھر میں کون ہوتی ہوں اس کے حکم اور اس کی مرضی کو چیلنج کرنے والی۔میرے اللہ نے ہر مقام پر میرا ساتھ دیا ہے۔مجھے ہر سرد و گرم سے بچا کر رکھا ہے تو اب وہ مجھے طوفانوں کی نذر کیسے کر سکتا ہے۔''ان کے اس اعتماد اور اللہ پر توکل نے جزلان کو ساکت کر دیا۔
''چلو چل کر بیٹھو اندر میں آ رہی ہوں۔''انہوں نے اپنے مخصوص دھیمے اور محبت بھرے لہجے میں کہا لیکن وہ وہیں کھڑا رہا۔
''اچھا کیا کرتے ہو۔''انہوں نے اس کو چائے کا کپ پکڑاتے ہوئے پوچھا۔
''کچھ خاص نہیں،بس فلمیں بناتا اور ڈائریکٹ کرتا ہوں۔اس کے علاوہ اپنا حصہ میں بہت عرصہ پہلے ہی لے کر اپنی بوتیک چلا رہا ہوں۔''اس نے چائے کا گھونٹ لیتے ہوئے تفصیل بتائی۔اس کے ایک ایک انداز میں

اتنا رکھ رکھاؤ تھا کہ وہ تو بس حسرت سے اسے دیکھ کر اللہ سے شکر کر رہی تھیں کہ ان کی بیٹی کی قسمت کتنی اچھی ہے۔

''تمہیں کب سے اس رشتے کا پتہ تھا۔''

ان کے سوال میں چھپا جو مقصد تھا وہ اس سے انجان نہیں تھا۔ وہ اسے اتنی عزیز تھیں کہ وہ ان کی خاطر اس نک چڑھی نشوہ کے لیے جھوٹ بھی بولنے کو تیار تھا۔

''کافی عرصے سے میں جانتا تھا۔'' اس نے جھوٹ کا سہارا لیا مگر نظریں نیچے رکھیں۔ کچھ لوگوں کے سامنے انسان نظر سے نظر ملا کر جھوٹ بولنے کی ہمت نہیں کر سکتا۔

''تم خوش ہو اس رشتے سے۔'' وہ ماں تھیں پریشان کیسے نہ ہوتیں۔

''ابھی تو کچھ نہیں کہہ سکتا کہ میں نشوہ کو جانتا بھی نہیں مگر آپ کی ان چند سالوں کی محبت کے عوض میں آپ کو یقین دلاتا ہوں میں آپ کی بیٹی کو ساری زندگی خوش رکھنے کی کوشش کروں گا۔'' اس نے محبت سے ان کے ہاتھ پکڑتے ہوئے کہا۔ ''مگر آپ کو اس کے لیے ایک وعدہ کرنا ہو گا۔''

وہ تو جزلان کی اس محبت پر ہی نہال ہوئی جا رہی تھیں۔

''ایک نہیں سو کہو میری جان۔'' وہی محبت سے لبریز لہجہ۔

''آپ میری ہمیشہ دوست رہیں گی۔ ساس اور داماد کا رشتہ کبھی ہمارے درمیان نہیں آئے گا۔''

اس کے اس مان پر وہ ہنس پڑیں۔

''وعدہ۔'' انہوں نے محبت سے مسکراتے ہوئے کہا۔

''تھینک یو۔'' اس نے عقیدت سے ان کے ہاتھوں پر بوسہ دیا۔

......۞......۞......

''خیریت ہے آج آپ بہت خوش لگ رہی ہیں۔'' وہ جو کچھ دیر پہلے مزنی کے ساتھ جا کر اپنی شادی کی شاپنگ بے دلی سے صرف دنیا دکھاوے کے لیے کر کے آئی تھی۔ اب تھکاوٹ سے چور صوفے پر بیٹھی تھی۔ کبھی کبھی ایسا ہوتا ہے کچھ فیصلے ایسے ہوتے ہیں جو جسمانی تھکاوٹ سے کہیں زیادہ ہمیں ذہنی تھکاوٹ سے دوچار کر دیتے ہیں۔

نشوہ کے لیے اپنی زندگی داؤ پر لگانے کا یہ فیصلہ بھی ایسا ہی تھا۔ وہ ہمیشہ سے جذباتی اور جلد بازی میں فیصلہ کرنے والوں میں سے تھی اور بہت مرتبہ اسے اپنے فیصلے کے نقصانات بعد میں نظر آتے تھے۔ یہی جلد بازی اس مرتبہ بھی اسے مہنگی پڑ گئی تھی۔

اس نے ابھی تک اس بندے کو دیکھا تک نہ تھا جس کو وہ اپنی زندگی میں شامل کرنے والی تھی۔ چاہے انتقام کی غرض سے ہی لیکن آخر تو وہ شخص اس کا کل مختار بن بیٹھے گا نا۔ یہی سوچ اب اسے کھائے جا رہی تھی۔

''ظاہر ہے جب بیٹیاں اپنے گھروں کو جانے والی ہوں تو مائیں خوش تو ہوتی ہیں۔'' انہوں نے اس کی شاپنگ دیکھتے کہا۔

''کوئی اور بات بھی ہے۔'' اس نے تفتیشی انداز میں کہا۔

''ہاں جزی آیا تھا مجھ سے ملنے۔'' انہوں نے سر اثبات میں ہلاتے مسکراتے ہوئے کہا۔ نشوہ کی ایک بیٹ مس ہوئی۔

''کیوں۔'' اس نے بے اختیار پوچھا۔

''کیوں کیا، ظاہر ہے تمہارے حوالے سے میرا اس کے ساتھ اب رشتہ بننے والا ہے۔ ویسے بھی وہ شروع سے مجھے بہت پیارا ہے۔ آج اسے دیکھ کر جو وسوسے ذہن میں اٹھے ہوئے تھے۔ وہ سب بس وسوسے ہی نکلے۔ نشوہ، وہ بہت اچھا ہے جیسا بندہ میں تمہارے لیے سوچتی تھی وہ اس سے بھی کہیں زیادہ اچھا اور سلجھا ہوا ہے۔ وہ شروع سے شہر میں رہا ہے اسی لیے میں نے تو اس میں ان شاہوں جیسی بے حسی اور غرور نہیں دیکھا۔ نشوہ، میرا دل بہت مطمئن ہوا ہے جزلان سے ملنے کے بعد۔ وہ بہت اچھا ہے۔ شرافت محبت ہر لحاظ سے وہ میری بیٹی کے لیے بالکل مناسب ہے۔'' انہوں نے محبت سے اس کا ذکر کیا جو جزلان نام سن کر ہی کچھ دیر کو ساکت رہ گئی تھی۔

''وہ یہاں آیا تھا۔'' اس نے تصدیق کروائی۔

''ہاں نا۔'' صبورہ نے مسکراتے لہجے میں بتایا۔

''کرتا کیا ہے وہ۔'' شک کے ناگ اس کے دماغ میں کلبلائیے۔ دل میں مسلسل دعا جاری تھی کہ وہ نہ ہو جسے وہ سمجھے ہوئے تھی۔

''تم تو جانتی ہوگی اسے۔فلم میکنگ کرتا ہے۔شکر ہے اس کے لہجے میں جاگیرداروں والا غرور نہیں اور نہ وہ ان کے ساتھ رہتا ہے۔مجھے تو سب سے بڑا اطمینان یہی ہوا کہ وہ یہیں شہر میں رہتا ہے۔کم از کم تم ان لوگوں کی گھریلو گندی پولیٹکس سے تو دور رہو گی۔''اس کی ماں اور بھی نجانے کیا کیا کہہ رہی تھیں مگر اس کے کان سائیں سائیں کر رہے تھے۔

وہ سر پکڑ کر بیٹھ گئی۔اپنے کچھ دن پہلے کے الفاظ دماغ میں گونجے جب وہ مزنی سے اس کا ذکر کرتے ہوئے بے اختیار کہہ گئی تھی۔

''اس نے مجھے دوستی کی آفر کی ہے شادی کی نہیں۔''اف کچھ الفاظ کیسے انسان کے آگے آجاتے ہیں۔اس کی تو ایسی کوئی نیت بھی نہیں تھی پھر......اس کا دل کیا وہ واقعی ایسی جگہ روپوش ہو جائے اب کی بار جہاں اس کی قسمت میں ایک شرابی اور ہر برائی میں لتھڑا شخص نہ ہو۔

اب اسے یہ فیصلہ مشکل لگنے لگ گیا تھا اور اپنی سادہ لوح ماں کی سادگی پہ رشک آیا جو اسے نشوہ کے لیے ایک پرفیکٹ میچ سمجھتی تھیں۔

''خیر مجھے یہ شادی کون سا بہت عرصہ برقرار رکھنی ہے۔کچھ دیر کی بات ہے اور بس پھر میں اس رشتے کو ختم کردوں گی تو مجھے کیا لگے کہ وہ جزلان ہو یا کوئی اور......''اس نے خود کو تسلی دی۔

✡......✡......✡

رات میں وہ کمرے میں بیٹھی کالم لکھ رہی تھی کہ موبائل پر انجان نمبر سے کال آئی۔گو کہ یہ نمبر اس کے لیے اب بھی اجنبی تھا کہ اس نے اس نمبر کو سیو نہیں کیا ہوا تھا مگر وہ اس نمبر سے اتنی انجان نہیں تھی۔یہی تو وہ نمبر تھا جس نے کچھ دن اس کی آنکھوں کی نیندیں تک اڑا دی تھیں۔اور اب بھی آنے والے دنوں میں اس کا مالک یقیناً اس کی زندگی کو پرسکون رہنے نہیں دے گا۔

اس نے ایک لمبی سانس خارج کرتے بالآخر فون اٹھا ہی لیا۔

''ہیلو۔''

اس کے سرد لہجے نے دوسری جانب موجود جزلان کے چہرے پر مسکراہٹ بکھرا دی۔

’’ہائے کیسی ہیں مس جرنلسٹ۔ مبارک ہو کچھ دن بعد آپ کی شادی ہونے والی ہے۔‘‘ اس نے نشوہ کو چڑانے کا آغاز کیا۔

’’تو کیا کروں پھر۔‘‘ اس نے روکھے انداز میں جواب دیا۔

’’تو یہ کہ ایک اسمگلر اور ڈان سے شادی ہونے پر آپ کوئی واویلا نہیں کر رہیں، حیرت کا مقام ہے۔ میں نے تو آج اظہار ہمدردی کے لیے فون کیا ہے کہ جس شخص سے آپ چند لمحوں کے لیے بات کرنا پسند نہیں کرتیں اس کے ساتھ عمر بھر کا رشتہ جڑنے جا رہا ہے۔ چچ چچ چچ......‘‘ جزلان کا ایک ایک لفظ اس کے زخموں پر نمک چھڑک رہا تھا۔ اسے اب ایک محاذ پر نہیں بہت سے محاذوں پر بیک وقت لڑنا تھا۔

’’مجھے آپ کی ہمدردی کی کوئی خاص ضرورت نہیں۔ آپ اپنی خیر منائیں کہ مجھ جیسی لڑکی آپ کی زندگی کو کتنا عذاب بنا دے گی۔ مجھے تو آپ سے ہمدردی ہو رہی ہے۔ آپ کے تو پورے سرکل میں کوئی شریف لڑکی نہیں۔ چچ چچ۔ آپ مجھ جیسی کے ساتھ شریفوں جیسی زندگی کیسے گزاریں گے۔ پہلے اس کے بارے میں غور و فکر کریں۔‘‘ وہ کہاں کسی کو حاوی آنے دیتی تھی اور جزلان تو اسے ہمیشہ سے زہر لگتا تھا۔ اسے ایسے مرد سخت ناپسند تھے جو عورت کو ٹشو پیپر سے زیادہ حیثیت نہیں دیتے تھے۔ نجانے کس کس کے ساتھ کس کس حد تک وہ جا چکا ہوگا۔

’’شٹ اپ۔‘‘ جزلان اتنی صاف گوئی برداشت نہیں کر پایا اور چلا اٹھا۔

’’میں بھی دیکھتا ہوں مجھ جیسے بے شرم انسان کی نفرت کو آپ کب تک اور کہاں تک سہہ پائیں گی۔‘‘ وہ پھنکارتے ہوئے بولا۔

’’ہمم......‘‘ اس نے جزلان کی بات کو خاطر میں لائے بنا فون بند کر دیا مگر خود سر پریشان سی اس مسئلے سے نپٹنے کا سوچنے لگی۔

⁂......⁂......⁂

مزنی کو جب اس نے بتایا کہ اس کی شادی جزلان سے ہو رہی ہے تو وہ کتنی دیر بے یقینی سے اس کی جانب دیکھتی رہ گئی۔ پھر نشوہ کو سارے حالات کے بارے میں مزنی کو بتانا پڑا۔ وہ تو ویسے بھی اس کی واحد دوست تھی جس سے اس نے اپنے تمام درد اور تکالیف کو ہمیشہ شیئر کیا تھا۔ اب کی بار بھی اس نے اچھے دوستوں کی طرح اس

کو ہمت دلائی۔

"مجھے سمجھ نہیں آ رہا میں کیسے ایسے شخص کو برداشت کروں گی۔" اس نے پریشانی سے مزنی سے کہا۔

"میری ایک بات سنو، تمہیں تو ویسے بھی اس رشتے سے کوئی مطلب نہیں تھا۔ تمہارا مین ایم تو وہ حصہ حاصل کرنا ہے جس پر تمہارے دادا یا ان کے باقی بچے غاصب بن کر بیٹھے ہیں۔ تم نے کون سا یہ رشتہ بہت چلانا ہے۔ لہٰذا تم شروع میں ہی سب سے کہنا کہ تمہیں حویلی میں ہی رہنا ہے۔ اس سے تم آسانی سے اپنے حصے کے لیے بھی لڑ سکتی ہو اور جزلان سے بھی دور رہ سکتی ہو۔ ویسے بھی اسے تم جیسی لڑکی میں کوئی انٹرسٹ نہیں ہوگا۔ جس کے دن رات بنی سنوری عورتوں میں گزرتے ہیں۔ تو تمہیں کیا ٹینشن ہے پھر۔" مزنی کی بات پر اسے لگا جیسے اس کے سر کا آدھا بوجھ کم ہو گیا ہو۔

"صحیح کہہ رہی ہو۔" اس نے مزنی کی بات کی تائید کی۔

"دیکھ لو یار کہیں وہ زبردستی کوئی بکواس نہ کرے میرے ساتھ۔" نشوہ نے اپنا خدشہ بتایا۔

"ارے بے وقوف تمہیں اس کے بارے میں اتنا نہیں پتہ کیونکہ وہ تمہیں کبھی اچھا نہیں لگا۔ جبکہ میں نے تو اس کا چھوٹے سے انٹرویو بھی پڑھا ہوا ہے۔ وہ بہت اونچی ناک والا بندہ ہے۔ جو لوگ اسے ایک مرتبہ اگنور کرتے ہیں وہ انہیں دس مرتبہ اگنور کرتا ہے۔ لہٰذا اسے شروع دن سے منہ مت لگانا۔ تم دیکھنا وہ تمہارے سائے سے بھی بھاگے گا۔ وہ ایسے لوگوں کو خاطر میں ہی نہیں لاتا جو اس کی حیثیت کو نہیں مانتے۔ تمہیں تو ویسے بھی اس سے الرجی ہے۔ وہ کبھی بھی زبردستی نہیں کرے گا تمہارے ساتھ۔"

مزنی کی باتوں نے اسے یک گونہ سکون پہنچایا مگر کبھی کبھی ہم جو باتیں کسی کے بارے میں سوچتے ہیں قسمت، وقت اور حالات اس کے الٹ کرتے ہیں۔

اور پھر بہت سے وسوسوں اور خوف کے باوجود وہ دن آ ہی گیا جب اس کے تمام جملہ حقوق جزلان کے نام ہو گئے۔ اس کی جانب سے تو اس کے آفس والے ہی تھے۔ جبکہ جزلان کی جانب سے بہت زیادہ گیدرنگ تھی۔ بہت سے لوگ حیران تھے کہ انہوں نے اپنے آپسی رشتے کو کبھی ڈکلیئر نہیں کیا اور بہت سی لڑکیاں افسردہ

تھیں کہ ان کا چارمنگ ہیرو کتنی آسانی سے ایک ایسی لڑکی کا ہو گیا جسے وہ کسی خاطر میں نہیں لاتی تھی۔

سبحان شاہ نے ان کی شادی کا سارا ارینجمنٹ خود کروایا تھا۔ جزلان تین بھائی اور ایک سوتیلی بہن تھے مگر سبحان شاہ کو اپنے پوتے پوتیوں میں سب سے زیادہ پیار جزلان سے ہی تھا۔

ان کے تین بیٹے اور دو بیٹیاں تھیں۔ بلال شاہ، پھر دانیال اور آخر میں نوفل شاہ سب سے چھوٹے تھے۔ دو بیٹیاں دینا بیگم اور سیما بیگم تھیں۔ سب اپنے بچوں والے تھے۔

نشوہ اس وقت ریڈ کلر کی شرٹ، بلو شرارے اور بلو ہی کلر کے دوپٹے میں ملبوس تھی۔ خوبصورتی سے کیے گئے میک اپ نے آج اس کی خوبصورتی کو جس انداز سے نکھارا تھا سب ششدر رہ گئے تھے۔ دلہن بن کر جس قدر روپ اس پر آیا تھا اس نے جزلان کو بھی کچھ لمحوں کے لیے ساکت کر دیا تھا جو اسٹیج پر کھڑا لحہ بہ لحہ سامنے سے آتی نشوہ کو دیکھنے میں محو تھا۔ اس کے اسٹیج کے پاس آتے ہی نجانے کس جذبے کے تحت اس نے آگے بڑھ کر اسے اوپر آنے کے لیے اپنا ہاتھ پیش کیا جسے نشوہ نے بدقت تھام لیا مگر اس کی ہچکچاہٹ نے جزلان کو طیش دلایا۔ اس کے اوپر آ کر جزلان کے ساتھ کھڑے ہونے تک جس سختی سے جزلان نے اس کا ہاتھ دبا کر چھوڑا تکلیف سے نشوہ کی آنکھوں میں آنسو سمٹ آئے۔ اس نے غصے بھری نظر اٹھا کر جزلان کو دیکھا۔

جو ڈل گولڈ کی شیروانی اور سر پر ریڈ رنگ کا کلہ پہنے محفل پر پوری طرح چھایا ہوا تھا۔ وہی مغرور نظر اس نے نشوہ پر ڈالی جو نشوہ کو زہر سے بھی زیادہ بری لگتی تھی۔

تمام کیمرے حرکت میں تھے۔ فلیش پر فلیش پڑ رہے تھے۔ کچھ تصویریں کھڑے ہو کر کھنچوانے کے بعد جونہی وہ بیٹھنے لگے پیچھے ہوتے نشوہ نے جان بوجھ کر جزلان کے پاؤں کو بری طرح کچلا۔ جزلان نے بڑی مشکل سے ضبط کیا ورنہ دل تو چاہ رہا تھا الٹے ہاتھ کی ایک اسے لگائے۔

بدقت اپنی جگہ پر بیٹھتے ہوئے جزلان اس طرح سے بیٹھا کہ نشوہ کا دوپٹہ اس بری طرح سے جزلان کی سائیڈ سے اس کے نیچے آیا کہ اس کے بالوں میں پنوں کی مدد سے لگے دوپٹے کے سبب اس کے بال بہت برے طریقے سے کھنچے کہ وہ کراہ کر رہ گئی۔

اپنی بے اختیار امڈنے والی مسکراہٹ کو روکتا ہوا جزلان آرام سے اٹھا، اس کا دوپٹہ اپنے نیچے سے نکالا اور

بیٹھ گیا۔کوئی نہیں جانتا تھا کہ دونوں کے درمیان کسی قسم کا بدلہ چل رہا ہے۔

رخصتی کے بعد نشوہ کو انہوں نے سیدھا حویلی لے کر جانا تھا۔شہر سے گاؤں میں بنی ہوئی حویلی تک کا راستہ تین سے چار گھنٹے پر مشتمل تھا۔لہٰذا فیصلہ یہ کیا گیا کہ نشوہ کو پہلے جزلان کے گھر لے جا کر آرام دہ کپڑے پہنائے جائیں گے پھر وہاں سے حویلی لے جایا جائے گا۔

جزلان کے گھر جاتے ہی اس کی بڑی بھابھی فیضان کی بیوی صبغہ نے نشوہ کو خوبصورت سا ہلکے کام والا آف وائٹ فراک دیا جس کے کناروں پر اورنج اور ریڈ رنگوں کی پٹی لگی تھی اور اسی طرح کا چٹا پٹی کا پاجامہ تھا۔

جزلان بھی کلہ اور شیروانی اتار کر آف وائٹ شلوار قمیض پر کیمل کلر کی شال شانوں پر لپیٹ کر لینڈ کروزر کی سیٹ پر نشوہ کے ساتھ بیٹھا ہوا تھا۔

جزلان اس کے دائیں جانب جبکہ اس کی ماں یعنی جزلان کی والدہ بائیں جانب براجمان تھیں۔

تمام راستہ خاموشی سے گزرا۔جزلان کی والدہ بھی خشک مزاج کی خاتون تھیں لہٰذا انہوں نے بھی نشوہ سے کوئی خاص بات نہ کی بلکہ بہت سارا راستہ سوتے گزارا۔

انہیں دیکھ کر نشوہ کو بھی نیند آ گئی اور پھر کچھ دنوں سے وہ اتنی بے چین تھی کہ نیند تک صحیح سے لے بھی نہیں پائی۔

اب تو دریا میں کود پڑی تھی ابھرے یا ڈوب جائے یہ تو آنے والے حالات نے بتانا تھا۔

یہ بھی اطمینان تھا کہ سبحان شاہ نے صبورہ کو اپنے ساتھ حویلی میں رہنے کے لیے زور دیا تھا۔کچھ پس و پیش کے بعد مان لیا تھا اور ایک اور گاڑی میں صبورہ بیگم بھی ان کے ساتھ حویلی جا رہی تھیں۔

ان تمام باتوں کو سوچتے کس وقت اسے اونگھ آئی وہ خود نہیں جانتی تھی۔ یکدم نیند میں اس کا جھولتا ہوا سر جزلان کے شانے سے ٹکرایا۔

اسے کچھ لمحے لگے سمجھنے میں کہ نشوہ کا سر کس خوشی میں اس کے کندھے پر آیا ہے مگر پھر اس نے بجائے اسے کے کہ نشوہ کا سر اپنے کندھے پر رہنے دیتا۔اس نے نشوہ کے سر کو ایک جھٹکے سے پیچھے کیا کہ اس بیچاری کی آنکھ کھل گئی۔

وہ اسے اب کسی قسم کی رعایت دینے پر تیار نہیں تھا۔اسٹیج پر اس کا ہاتھ تھامنے میں ہچکچاہٹ کو جس طرح وہ شکار

ہوئی اور جس طرح اس نے جزلان کا پاؤں کچلا تھا وہ اب اسے وہ مقام دینے کو تیار نہیں تھا جو شاید وہ اسے اس نئے بننے والے رشتے کے سبب دے ہی دیتا مگر اب تو اس کے لیے کوئی سافٹ کارنر پیدا کرنے کا سوال ہی پیدا نہیں ہوتا۔

نشوہ نے کھا جانے والی نظروں سے جزلان کو دیکھا جو اپنے موبائل میں گم تھا۔اس کی نیند اب پوری طرح اڑ چکی تھی۔گھنٹے کا باقی کا سفر جلد ہی کٹ گیا۔

جیسے ہی ان کی گاڑی اس عالیشان حویلی میں داخل ہوئی جس سے نشوہ ساری زندگی محروم رہی تھی۔ان کی گاڑی پر چاروں جانب سے پھولوں کی پتیوں کی بارش شروع ہوگئی۔

گاڑی رکتے ہی سب سے پہلے جزلان تیزی سے باہر نکلا ایسے جیسے قید سے رہائی ملی ہو۔نشوہ نے نخوت سے اس کے اس طرز عمل کو دیکھا جیسے وہ کوئی اچھوت ہو۔

گاڑی سے باہر آتے ساتھ ہی نجانے کون کون اس کے گلے لگا وہ تو سب چہروں سے انجان تھی۔جزلان کا چھوٹا بھائی ہینڈی کیم ہاتھ میں پکڑے ہر ہر منظر کو قید کرنے میں مصروف تھا۔

نشوہ بہت سے لوگوں کے ساتھ بڑے سے ہال نما کمرے میں داخل ہوئی۔صبورہ بھی ساتھ ساتھ تھیں اور خوش تھیں کہ انہیں تو نہیں مگر ان کی بیٹی کو یہاں کے لوگوں کی محبتیں مل رہی ہیں۔آنکھیں بھی جھلملا رہی تھیں کہ کاش آج دانیال بھی ان کے ہمراہ ہوتے۔

نجانے کون کون سی رسمیں ہوئی۔نشوہ کا اب تھکاوٹ اور نیند سے برا حال تھا۔اس کی حالت دیکھتے جزلان کی بھابھی نے سب کو رسمیں ختم کر کے انہیں کمرے میں پہنچانے کا کہا۔ویسے بھی رات کے تین بج چکے تھے۔

''چلو بھائی،اب اپنی طاقت کا مظاہرہ کرتے بھابھی کو اٹھا کر کمرے میں لے کر جاؤ۔'' جزلان سے چھوٹے ارمغان نے جزلان کو مخاطب کیا۔سب کزنز نے مل کر اسے بک اپ کیا۔

''یار پلیز میں بہت تھکا ہوا ہوں اور یہ فضول کی رسم ہے۔'' اس نے بیزاری سے کہا۔وہ تو اب اس کے سائے سے بھی دور بھاگنا چاہتا تھا کجا کہ اسے بازوؤں میں اٹھا کر کمرے میں لے کر جاتا۔

نشوہ کو اس رسم کا پتہ نہیں تھا لہٰذا وہ نظریں جھکائے کچھ الجھن کا شکار تھی۔

''بک بک نہ کر، چل میری بیٹی کو لے کر جا۔''سبحان شاہ جانتے تھے کہ ان کے کہے کو وہ نہیں ٹالے گا۔

جزلان نے اپنی خونخوار نظریں سر جھکائے شرم وحیا کی پوٹلی بنی نشوہ کو دیکھا۔دل تو کیا اٹھا کر نیچے پٹخے اسے مگرسب کی موجودگی کے سبب اس کے قریب گیا اوراس سے پہلے کہ وہ کچھ سمجھتی جزلان نے اسے نازک سی گڑیا کی مانند اپنے بازوؤں میں اٹھایا مگر نہ چہرے پر کسی محبت کے جذبات تھے اور نہ دل میں جبکہ نشوہ کا اس رسم پر دل کیا کہ یہاں سے بھاگ جائے۔کس مصیبت میں پھنس گئی تھی۔

جزلان ایک لمبی راہداری سے گزر کر ایک کمرے کے سامنے رکا۔بہت سے لوگ ان کے پیچھے تھے۔صبغہ نے بڑھ کر دروازہ کھولا۔

وہ کمرہ کیا تھا پھولوں کی دکان تھی۔بیڈ پر چھت سے لے کر چاروں اطراف پھولوں کی لڑیوں سے ڈھکا ہوا تھا۔اسی طرح بیڈ کے سامنے پھولوں کی پتیوں سے دل بنایا گیا تھا۔پورے کمرے میں دیواروں پر پھولوں کی کلیاں چسپاں کی ہوئی تھیں۔

''اب اتار دوں یا ساری رات ایسے ہی کھڑے ہونا ہے مجھے۔''اندر آکر جزلان نے طنزیہ لہجے میں صبغہ کو مخاطب کیا۔

''اگر تمہارا دل چاہ رہا ہے تو کھڑے رہو۔''انہوں نے شرارت سے کہا۔

''دل تو کر رہا ہے کہ.....''اسے اتارتے جزلان نے جن نظروں سے نشوہ کو دیکھتے جملہ ادھورا چھوڑا اس کی گہرائی صرف وہ دونوں ہی جانتے تھے۔

''سینسر پلیز ابھی ہم موجود ہیں اتنی رومانٹک گفتگو آپ دونوں اکیلے میں کیجئے گا۔''ارمغان نے شرارت سے کہا۔

اس کی بات پر ایک استہزائیہ مسکراہٹ جزلان کے لبوں کو چھو گئی۔

''اب آپ لوگ مہربانی کر کے ہمیں آرام کرنے دیں گے۔''جزلان اس سب ڈرامے سے اب اکتا گیا تھا۔

''اوئے ہوئے۔حوصلہ میرے بھائی۔''اس کے کسی کزن نے جزلان کو چھیڑا۔

آہستہ آہستہ کر کے وہ سب باہر نکل گئے اور بھابھی جانے سے پہلے نشوہ کو کمرے کے ساتھ بنے ڈریسنگ روم میں اس کی کپڑوں کی الماری دکھا کر چلی گئیں۔سب کے جانے کے بعد جزلان نے کمرہ لاک کیا اور کپڑے چینج کرنے دائیں سمت بنے واش روم میں چلا گیا جبکہ نشوہ نے ڈریسنگ روم میں کپڑے چینج کر کے میک اپ صاف کیا اور جزلان کے آنے سے پہلے بیڈ پر دراز ہو گئی۔

جزلان اسے بیڈ پر دیکھ کر بھنا گیا۔تیزی سے اس کی جانب بڑھا جو بلینکٹ سر تک لیے سونے کی ایکٹنگ کر رہی تھی۔اس نے بڑھ کر اس پر سے بلینکٹ کھینچا۔

''اٹھیں یہاں سے،کیا سوچ کر آپ یہاں لیٹی ہیں۔'' وہ کھڑا اسے گھور رہا تھا۔

''تو کہاں لیٹوں؟'' اس نے بھی اسی کے انداز میں پوچھا۔

''جہنم میں......اٹھیں یہاں سے جتنا برداشت کرنا تھا آپ کو کر لیا اس سے زیادہ میں نہیں کر سکتا۔وہ سامنے کاؤچ ہے جا کر لیٹیں وہاں۔'' اس نے دیوار کے سامنے رکھے کاؤچ کی جانب اشارہ کرتے اس کی نظروں کو نظر انداز کیا۔

''یہ سب مجھے یہاں لانے سے پہلے سوچنا چاہئے تھا۔میں نے ہاتھ جوڑ کر آپ کو اس شادی کے لیے مجبور نہیں کیا تھا۔تو پھر میں اپنا آرام کس خوشی میں آپ کے لیے برباد کروں۔آپ کو میں برداشت نہیں تو یہ مسئلہ اپنے دادا حضور کو بتائیں۔'' کہتے ساتھ ہی بلینکٹ اس کے ہاتھ سے کھینچتے دوبارہ اپنے اوپر لے کر کروٹ لے کر لیٹ گئی۔

''مجھے مجبور مت کریں کہ میں جاہل مردوں کی طرح آپ کے ساتھ زور زبردستی کروں۔'' جزلان نے اسے وارننگ دینے والے انداز میں کہا۔

''میں خود کو جاہلوں سے نبٹنے کے لیے تیار کر کے ہی آئی ہوں۔'' اس کے جواب نے جزلان کا دماغ حقیقت میں گھما دیا۔

اب کی بار اس نے نہ صرف بلینکٹ کھینچا بلکہ اسے ہاتھ سے پکڑ کر نیچے کھڑا کیا۔وہ اس افتاد کے لیے تیار نہیں تھی۔ہکا بکا اسے دیکھتی رہ گئی۔

''شکر کریں کہ میں چچی کی محبت کے آگے مجبور ہوں۔نہیں تو اس بات کا بہت اچھے سے جواب آپ کو دے سکتا تھا۔'' جن نظروں سے اس نے نشوہ کو سر سے پاؤں تک دیکھا تھا وہ حقیقت میں کانپ گئی تھی۔

جزلان نے اس کا بازو چھوڑا اور خود ڈریسنگ روم میں چلا گیا جبکہ نشوہ دل تھام کر بیٹھ گئی۔وہ یہ بھول گئی تھی کہ کچھ لمحے پہلے وہ اس کی ذات کا مالک بن چکا تھا اور اب کسی بھی حد تک جا سکتا تھا۔وہ کیسے اسے روک سکتی تھی۔اب اس نے جزلان کے سامنے اپنی زبان کو کنٹرول کرنے کا سوچا تھا۔واپس اسی جگہ پر لیٹتے ہوئے وہ جزلان کے بارے میں ہی سوچتے ہوئے سونے کی کوشش کرنے لگی۔

اگلے دن صبح سے لوگوں کا تانتا بندھ گیا۔سب جزلان شاہ کی بیوی کو دیکھنا چاہتے تھے۔گاؤں بھر کی عورتیں نشوہ کو دیکھنے آ رہی تھیں۔جو لائٹ پنک اور فون کلر کی شلوار قمیض میں ہلکے میک اپ میں بے حد خوبصورت مگر بیزار بیٹھی تھی۔اس کی پلیننگ میں یہ سب نہیں تھا مگر اسے مجبوراً یہ سب برداشت کرنا پڑ رہا تھا۔

دوپہر کے وقت اس کی تھکی ہوئی شکل دیکھ کر اسے کمرے میں جانے کی اجازت مل گئی۔اس کی پھوپھو کی بیٹیاں اسے اندر جزلان کے کمرے میں لے گئیں جہاں اس نے رات گزاری تھی۔وہ سب ریلیکس ہو کر اس کے سامنے بیڈ پر بیٹھی اس سے باتیں کر رہی تھیں۔نشوہ ان سے نارمل انداز میں بات کر رہی تھی۔

''بھابھی! جزلان بھائی نے آپ کو رونمائی میں کیا گفٹ دیا۔'' سمیا پھوپھو کی بیٹی بسمہ نے اشتیاق سے نشوہ سے سوال کیا۔

''محبتوں کے خزانے۔'' کچھ دیر سوچنے کے بعد اس نے سر جھکا کر جواب دیا جس کو سب نے اس کی شرم و حیا پر محمول کیا جبکہ اس کے لہجے کی کاٹ کمرے میں داخل ہوتا جزلان ہی سمجھ پایا۔نشوہ کی چونکہ دروازے کی جانب پیٹھ تھی اسی لیے اسے جزلان کے اندر آنے کا پتہ نہیں چل سکا۔

''ہائے جزلان بھائی! آپ اتنے رومینٹک ہو سکتے ہیں ہمیں اندازہ نہیں تھا۔'' اس کی ایک اور کزن نے جزلان کی جانب دیکھ کر شرارت سے کہا۔

جزلان کی آمد کا جان کر نشوہ کا دل کیا اسے کوئی منتر آتا ہوتا اور وہ خود کو اس منظر سے غائب کر لیتی۔

"مجھے تو واقعی معلوم نہیں تھا کہ میں اتنا رومینٹک ہوں مگر ان کی بے تحاشا محبت کے آگے میری سرد مزاجی زیادہ دیر قائم نہیں رہ سکی۔ جب ان جیسی محبت کرنے والی بیوی ہو تو بندہ خود بخود رومینٹک ہو جاتا ہے۔ کیوں نشوہ۔" اس کے سامنے آتے بیڈ کی سائیڈ ٹیبل سے اپنا والٹ اٹھاتے ہوئے اس نے جن کاٹ دار نظروں سے نشوہ کو دیکھا نشوہ نے فوراً نظروں کا زاویہ بدلا۔

نشوہ کو اپنا بلنٹ انداز آج خود ہی کھلا۔ کاش وہ خاموش ہی رہتی۔ کچھ دیر بعد بیوٹیشن آ گئی جس نے رات کے ولیمے کے فنکشن کے لیے نشوہ کو تیار کرنا تھا۔ اسٹیل گرے اور سلور کام والی میکسی پہنے میں ہلکے سے میک اپ میں بھی وہ ہر کسی کو مبہوت کر رہی تھی۔

جزلان بھی ڈارک گرے سوٹ پر وائٹ شرٹ کے اوپر سٹیل گرے ٹائی لگائے ہاتھ میں اپنا مخصوص سگار تھامے اپنے مغرور تیکھے نقوش سمیت وہ ناقابل تسخیر لگ رہا تھا۔ کل کی طرح وہ نشوہ کی خوبصورتی کو آج کسی خاطر میں نہیں لا رہا تھا۔

بہت کم وہ اس کے ساتھ اسٹیج پر بیٹھا تھا۔ ہاں مگر صبورہ بیگم کے احترام میں اس نے کوئی کمی نہیں آنے دی تھی۔ صبورہ کو اس نے اپنے ایک ایک مہمان سے لے جا کر ملایا تھا۔

"کیسی ہے میری بیٹی۔" انہیں صبح سے اب اس کے پاس بیٹھنے کا موقع ملا تھا۔

"یاد آ گئی ہے آپ کو میری اپنے چہیتے بھتیجے سے فرصت مل گئی ہے آپ کو۔" اس نے ماں کو اپنے ساتھ اسٹیج پر بیٹھتے دیکھ کر شکوہ کیا۔

"بے وقوف! اب وہ صرف میرا بھتیجا نہیں۔ تمہارے حوالے سے اس سے اب زیادہ اہم رشتہ بنتا ہے۔" انہوں نے اس کے ہاتھوں کو اپنے ہاتھوں میں لیتے محبت سے گھرکا۔

"ہمم۔ رشتہ۔" اس نے سر جھٹکا۔

"نشوہ! اپنی فضول سوچوں پر عمل کر کے اپنی زندگی کو جہنم مت بنانا۔ جزلان بہت اچھا ہے اور ہمیں اس دولت اور جائیداد کا کیا کرنا ہے جو اپنوں کو دشمن بنا دے۔ نہ تمہارے باپ نے اسے کبھی اہمیت دی نہ میں دیتی ہوں۔ پھر تم ان چیزوں کے پیچھے کیوں لگی ہو۔ اتنی اچھی زندگی ہے تمہاری۔ دولت کی ریل پیل ہے اور کیا چاہیے

تمہیں۔'' انہوں نے بیٹی کے تیور دیکھ کر دبے لفظوں میں اسے سمجھانا چاہا۔ماں تھیں اس کی رگ رگ سے واقف تھیں۔

''اس پر ہم پھر بات کریں گے۔'' اس نے اردگرد دیکھ کر بات کو ٹالا۔وہ جان گئیں کہ اس کے ارادے اس رشتے کو لے کر ٹھیک نہیں۔وہ اطمینان جو کچھ دیر پہلے ان کے چہرے پر تھا اب مفقود تھا۔

۞......۞......۞

تمام ارینجمنٹ حویلی سے تھوڑا فاصلے پر بنے ان کے فارم ہاؤس میں کیا گیا تھا۔کھانا کھانے کے بعد اس کے لان میں ان کو فوٹو سیشن کے لیے لے جایا گیا۔نشوہ جانے پر آمادہ نہیں تھی مگر جزلان نے صبغہ بھابھی کو کہہ کر اسے زبردستی راضی کیا تھا۔

فوٹو سیشن شروع ہوتے ہی ابھی فوٹو گرافر نے دو چار تصویریں کھینچی تھیں کہ جزلان نے اسے روک دیا۔وہ خود ڈائریکٹر تھا اور جانتا تھا کہ کپل شوٹس کے کیا کیا پوزز ہوتے ہیں۔اس کے بعد جس جس انداز سے اس نے تصویریں اتراوئیں نشوہ کی برداشت سے باہر تھا۔وہ نشوہ کا ہاتھ، کندھا اور کمر اس جارحانہ انداز سے پکڑتا جیسے اپنی انگلیاں اس کے جسم کے آرپار کر دے گا۔

''بس اتنی سی ہمت تھی۔ابھی تو میں نے اپنی محبتوں کے خزانے آپ پر لٹانے کا آغاز کیا ہے۔'' اس کی جانب دیکھتے اسے کمر سے تھامے اس نے طنزیہ انداز میں جس بات کا حوالہ دیا نشوہ کو پھر سے اپنی کہی گئی بات کا سوچ کر ڈوب مرنے کا دل کیا۔

''اپنی محبتیں انہیں پر لٹائیں جو آپ جیسوں کے لیے مری جاتی ہیں۔'' ایک مرتبہ پھر وہ سوچے سمجھے بنا بول گئی۔

بظاہر دیکھنے میں ایسا ہی لگ رہا تھا کہ تصویریں کھینچواتے وہ دونوں محبت بھری گفتگو کر رہے ہیں مگر ان کے مابین کس قسم کے طنز و تشنہ کا تبادلہ ہو رہا تھا یہ صرف وہی جانتے تھے۔

''ہاہاہا۔جیلس ہو رہی ہیں اب آپ......افسوس بیویوں والے جراثیم پیدا ہو گئے۔ابھی تو میں نے آپ کو کوئی مقام دیا تک نہیں۔'' جزلان کے سرد لہجے نے اسے اس کی حیثیت جتا دی تھی۔

”میں نے تو سنا تھا بڑے ایٹی ٹیوڈ والے ہیں۔ایک لڑکی مسلسل آپ کی حیثیت کی نفی کر رہی ہے پھر بھی اسے بانہوں میں بھرے محبت کی آس لگائے بیٹھے ہیں بس اتنی ہی ہمت تھی آپ میں کہ آپ کا غرور ایک حسین لڑکی کو دیکھ کر پاش پاش ہوگئی اور آپ اپنی حیثیت سے اتنی پستی میں آنے کو تیار ہو گے۔“اب جو تیر نشوہ نے چلایا تھا وہ سیدھا نشانے پر بیٹھا تھا۔

”آپ جیسی ہزاروں دن رات میرے آگے پیچھے پھرتی ہیں۔“اس نے دانت پیستے ہوئے کہا

”مگر افسوس ان میں کوئی بھی مجھ جیسی خالص اور ان چھوئی نہیں ہوتی۔آئندہ مجھے ان کے ساتھ کمپیئر مت کیجئے گا۔“اس نے تیکھی نظروں سے جزلان کو دیکھتے ہوئے کہا۔

جزلان کے مسکراتے لب سنجیدگی کا لبادہ اوڑھ گئے تھے۔لب سختی سے بھینچ کر اس نے نشوہ کو خود سے الگ کیا اور ہاتھ اٹھا کر فوٹو سیشن کا سلسلہ ختم کروایا۔اس رات پھر فنکشن ختم ہونے کے بعد وہ وہاں رکا نہیں۔ضروری کام کا بہانہ بنا کر شہر چل پڑا۔

نشوہ نے جانے سے انکار یہ کہہ کر کیا کہ اسے سب کے ساتھ رہنا ہے۔سبحان شاہ کے دونوں بیٹے اور ان کے بچے اسی حویلی میں رہتے تھے جبکہ سیما اور دینا دونوں بیٹیاں پاس کے گاؤں میں رہتی تھیں۔اکثر آنا جانا لگا رہتا تھا۔سب کزنز بھی آتے جاتے رہتے تھے۔کچھ شہر پڑھ رہے تھے اور کچھ گاؤں میں ہی تھے۔سب کو نشوہ کا فیصلہ پسند آیا اور سب نے اسے سراہا تھا۔سوائے زروہ بیگم کے جو نشوہ اور صبورہ کو صرف سبحان شاہ کی وجہ سے برداشت کر رہی تھیں۔

سبحان شاہ یہی سمجھے کہ نشوہ کے دماغ سے اب جائیداد کا بھوت اتر چکا ہے مگر وہ یہ نہیں جانتے تھے کہ یہ شادی اس کھیل کا ایک حصہ ہے جو اب نشوہ نے کھیلنی تھی۔وہ بھی سب کے ساتھ اچھا بن کر ایسے رہ رہی تھی جیسے اب اسے کسی سے کوئی گلہ نہیں۔گلہ اسے واقعی کسی سے نہیں تھا سوائے اپنے دادا، بلال شاہ اور ان کی بیوی کے۔

باقی سب اس سازش سے ناواقف تھے جس نے صبورہ بیگم کو مجبور کیا تھا کہ وہ دو سال کی نشوہ کو اس سیاہ کالی رات میں اس حویلی سے نکلنے پر مجبور کیا تھا۔

۞......۞......۞

''ہیلو۔'' مصروف سے انداز میں اس نے سبحان شاہ کا فون اٹینڈ کیا۔

''کیا بات ہے بھئی برخوردار، شادی کی اتنی خوشی چڑھی ہے کہ اب ہمیں شکل ہی نہیں دکھائی۔'' اس کی شادی کو بیس دن گزر چکے تھے۔ نہ اس نے وہاں کے کسی بندے کو فون کیا تھا نہ ہی وہاں جانے کا ارادہ رکھتا تھا۔ نشوہ نے جو بات اسے کہی تھی اب وہ اس کی شکل دیکھنے کا روادار نہیں تھا۔

''آپ شادی کا ڈرامہ چاہتے تھے وہ ہوگئی اب اور کیا کروں آپ کی پوتی کے گھٹنے سے لگ کر بیٹھا رہوں۔'' اس نے اکتاہٹ بھرے لہجے میں کہا۔ وہ ابھی تک یہ نہیں جانتا تھا کہ اچانک سبحان شاہ کو نشوہ کیسے ملی اور انہوں نے اس سے نکاح کا فیصلہ اتنی عجلت میں کیوں کیا۔ نشوہ کے ساتھ اتنے اچھے تعلقات تھے ہی نہیں کہ وہ یہ سب اس سے پوچھتا۔

''تم جس طرح یہ شادی کر کے بھاگے ہو لگتا ہے کوئی جرم سرزد ہوا ہے تم سے۔ کیا اتنی بری ہے میری پوتی، صبورہ کیا سوچتی ہوگی کہ زبردستی تمہیں اس شادی کے لیے آمادہ کیا ہے۔'' انہوں نے اب جذباتی انداز اختیار کر کے اسے ٹریپ کیا۔

''اب آپ کو کیا بتاؤں آپ کی پوتی کس قدر زہریلی ہے۔'' اس نے دل میں سوچا۔

''آجاؤں گا۔'' اس نے انہیں ٹالنا چاہا۔

''کتنے دنوں تک۔'' وہ بھی جیسے اسے ہر حال میں اسی جگہ بلانے پر تلے بیٹھے تھے جہاں وہ دوبارہ قدم نہیں رکھنا چاہتا تھا۔

''کل شام۔'' اس نے آخر فیصلہ کر کے کہتے اپنی جان چھڑائی۔

''ٹھیک ہے باقی بات کل شام کو ہوگی۔'' انہوں نے ہنکارا بھر کر کہتے فون بند کر دیا۔

وہ اس لڑکی کے سامنے نہیں جانا چاہتا تھا مگر کتنی دیر۔ اس نے سوچا۔

۞......۞......۞

''یہ سب زمینیں کس کی ہیں۔'' آج صبح ہی وہ سب اسے گاؤں دکھانے لائی تھیں۔

''ہماری۔'' زروہ شاہ جو کہ اس کی ساس بھی تھیں نخوت سے بولیں۔

’’اور میرے بابا کی زمینیں کہاں ہیں۔‘‘اس نے حسرت سے پوچھا۔باقی سب آگے جاچکے تھے جبکہ وہ اور زروہ شاہ پیچھے رہ گئی تھیں۔

’’تمہارے باپ کی اب کوئی زمین نہیں ہے، جتنا وہ نافرمان تھا بابا حضور نے اسے تب ہی عاق کر دیا تھا جب......‘‘ زروہ شاہ نے جس انداز میں اس کے باپ کے بارے میں بات کی اس کا دل کیا وہ ان کا منہ توڑ دے۔ضبط سے اس نے مٹھیاں بھینچ لیں۔

ان کا جملہ پورا ہونے سے پہلے ایک گاڑی تیزی سے پگڈنڈی سے گزری۔وہ سب وہاں سے تھوڑے سے فاصلے پر باغوں میں چل رہی تھیں۔

’’میرا جزلان۔‘‘انہوں نے بات ادھوری چھوڑ کر خوشی سے چہچہاتے اس گاڑی کی جانب دیکھا۔

’’اللہ کرے مر جائے۔‘‘نشوہ نے دل میں اسے بددعا دی۔وہ اس وقت شدید نفرت کے زیر اثر تھی۔

’’یعنی آج بھی ان لوگوں کے دلوں میں میرے بابا کے لیے اتنی ہی نفرت ہے۔‘‘اس نے دل میں سوچا۔

جس وقت وہ لوگ حویلی واپس آئی گھر کے مرد بھی ہال نما کمرے میں موجود تھے۔جہاں پر ان سب کا زیادہ تر وقت گزرتا تھا۔

’’آؤ بھئی بیٹا! کیسا لگا اپنا گاؤں۔‘‘انہیں اندر آتا دیکھ کر سبحان شاہ نے لہجے میں محبت سمو کر نشوہ سے پوچھا۔

اس نے ایک نظر جزلان کو دیکھا جو جبڑے بھینچے ایسے بیٹھا تھا جیسے زبردستی وہاں اسے بیٹھنے پر مجبور کیا گیا ہو۔

نشوہ کا دل تو کیا کہے’’آپ جیسا ہی سفاک‘‘ مگر مصنوعی مسکراہٹ سجا کر بولی۔

’’بہت اچھا۔‘‘

سبحان شاہ کی گردن کچھ اور اکڑ گئی۔

’’گریٹ! میں نے تمہاری اور جزلان کی کل کی پیرس کی ٹکٹس کروادی تھیں میری طرف سے تم دونوں کے لیے شادی کا گفٹ ہنی مون کی صورت......خوب انجوائے کرو۔‘‘انہوں نے مسکراتے ہوئے جو خبر نشوہ کو دی وہ اس کے لیے تو کسی موت کی خبر سے بھی بڑھ کر تھی جبکہ باقی سب نے خوب خوشی کا اظہار کیا۔

اس نے بے یقین نظروں سے جزلان کی جانب دیکھا اس امید پر کہ وہ انکار کردے مگر اس کے چہرے کے سنجیدہ تاثرات سے یہی لگ رہا تھا کہ وہ اس خبر سے واقف ہے اور اسی لیے ایسی سنجیدہ صورت بنا کر بیٹھا تھا۔

کچھ دیر بعد وہ وہاں سے اٹھ کر اپنے کمرے کی جانب چل پڑا۔ وہ بھی اس کے پیچھے آئی۔

''آپ نے انہیں منع کیوں نہیں کیا۔'' وہ اندر آتے ہی اس پر چڑھ دوڑی۔

جزلان جو کہ کاؤچ پر بیٹھا اپنے موبائل میں مصروف تھا تیکھی نظروں سے نشوہ کے لال بھبھوکا چہرے کو دیکھا۔

''ویسے تو بہت لمبی زبان ہے آپ کی اس کا استعمال کر کے آپ نے اپنے چہیتے دادا کو منع کر دینا تھا۔'' وہ آگے ہی سڑا بیٹھا تھا نشوہ کی بات نے اور بھی اسے جلا کر راکھ کیا۔

''سنا ہے چہیتے آپ ہیں ان کے۔'' اس نے جواب دینے میں دیر نہیں کی۔

''آپ کو خوف کس بات کا ہے۔ اتنے اچھے تعلقات ہیں ہمارے کہ ہم ہنی مون منائیں گے اور کس خوش فہمی میں ہیں آپ اتنی کوئی حسینہ عالم نہیں آپ جس کے لیے میں پاگل ہو جاؤں۔ شکل دیکھی ہے اپنی کوئی ایک نقش بھی تعریف کے قابل نہیں۔'' اس نے جس انداز میں بات شروع کرتے آخر میں نشوہ کے پرخچے اڑائے وہ کچھ دیر کے لیے اس کی بولتی بند کروا گئے۔

''مجھے آپ میں کوئی ایسا انٹرسٹ نہیں۔ لہٰذا اپنے دماغ سے یہ بات نکال دیں۔ میں آپ جیسی مغرور اور خود پسند لڑکیوں کو اس قابل بھی نہیں سمجھتا کہ انہیں کچھ لمحے اپنے پاس بٹھاؤں۔ آپ کے ساتھ یہ تعلق صرف مجبوری ہے اور کچھ نہیں۔'' اس نے تمسخرانہ لہجے میں نشوہ کا دماغ اچھی طرح ٹھکانے لگا دیا تھا۔ اپنی بات کہہ کر وہ زیادہ دیر وہاں رکا نہیں اور اس کے قریب سے گزرتا اپنے مخصوص شاہانہ انداز سے چلتے ہوئے کمرے سے باہر چلا گیا۔

....

اگلے دن صبح وہ دونوں گاؤں سے لاہور آئے جہاں لاہور ائیر پورٹ سے وہ دونوں پیرس کے لیے روانہ ہوئے۔ نشوہ کو جہاز کے سفر سے ہمیشہ خوف آتا تھا۔ پہلے تو ہمیشہ مزنی اس کے ہمراہ ہوتی تھی جس کے ساتھ لگ

کر وہ اپنا خوف شیئر کرتی تھی مگر اب اس کے ساتھ جو شخص تھا نہ تو وہ اسے تھام سکتی تھی نہ اپنے خوف کے بارے میں کچھ بتا سکتی تھی۔

بیلٹ باندھ کر جزلان نے اپنے موبائل سے ہینڈ فری لگائی اور مکمل طور پر نشوہ سے بے خبر ہو کر سگار سلگا کر چہرہ مکمل طور پر کھڑکی کی جانب موڑ کر بیٹھ گیا۔نشوہ نے جہاز کے ٹیک آف کرتے ہی سختی سے سیٹ کے ہتھے کو تھام کر آنکھیں زور سے میچ لیں اور تیزی سے آیات کا ورد کرنے لگی۔

جزلان نے سگار کی راکھ پھینکنے کے لیے جونہی رخ موڑ کر اپنا ایش ٹرے ساتھ لائے لیپ ٹاپ کے بیگ سے نکالنا چاہا نظر سیدھی خوف سے آنکھیں بند کیے نشوہ پر پڑی۔سرسری نگاہ اس پر ڈال کر اس نے سر جھٹکا پھر اپنے کام میں مصروف ہو گیا۔

جیسے ہی جہاز کے جھٹکے لگنے بند ہوئے نشوہ نے آنکھیں کھول کر سکھ کا سانس لیا مگر نظر تیسرا سگار جلاتے جزلان پر پڑی تو اس کے ماتھے پر ناگواری سے بل پڑ گئے۔

''آپ اپنا یہ شوق تنہائی میں پورا کیا کریں۔''نشوہ نے ناگواری سے جزلان کو کہا۔اپنی بات پر کوئی ردعمل نہ ہوتے دیکھ کر اس نے جزلان کی سمت چہرہ موڑ کر دیکھا تو نظر اس کے کانوں میں موجود ہینڈ فری پر پڑی۔اس نے بیل دبا کر ائیر ہوسٹس کو بلایا۔

''جی میم۔'' کچھ دیر بعد مسکراتے چہرے کے ساتھ ائیر ہوسٹس اس کی جانب آئی۔

''آپ پلین میں لوگوں کو سگریٹ اور سگار نوشی سے منع کیوں نہیں کرتے۔اب ان صاحب کی وجہ سے مجھ سے سانس لینا دشوار ہو گیا ہے۔''اس نے غصیلے لہجے میں ائیر ہوسٹس کو کہتے ساتھ ہی اس کی توجہ جزلان کی جانب دلائی جو ان دونوں سے بے خبر آنکھیں موندے سگار کے کش لینے میں مصروف تھا۔

''ایکسکیوزمی سر۔'' ائیر ہوسٹس نے جزلان کے قریب ہوتے ہلکا سا اس کا کندھا بجایا۔

جزلان نے آنکھیں کھول کر سوالیہ نظروں سے اس ائیر ہوسٹس کو دیکھا اور کانوں سے ہینڈ فری اتاری۔

''سر!یہ میم آپ کے سگار پینے سے تھوڑا اریٹیٹ ہو رہی ہیں اگر آپ مائنڈ نہ کریں تو......''اس نے متانت سے اس طرح بات کی کہ نشوہ کی بات بھی رہ جائے اور جزلان کو بھی برا نہ لگے۔

''ان محترمہ کو آپ کہیں اور ایڈجسٹ کر دیں اس کے بعد میں جب ڈرنک کروں گا تو ان کی پارسائی اس سے بھی زیادہ متاثر ہوگی۔'' اتنا کہہ کر اس نے واپس ہینڈ فری لگائی اور ایک مرتبہ پھر سے آنکھیں موند لیں جبکہ اس کے جواب پر نہ صرف ائیر ہوسٹس بلکہ نشوہ کی بھی آنکھیں کھلی کی کھلی رہ گئیں۔

پھر ائیر ہوسٹس نے واقعی نشوہ کو کہیں اور بٹھا دیا وہ یہ بھی نہیں کہہ سکی کے میں اپنے شوہر کے پاس ہوں۔ جس اجنبیت کا مظاہرہ کر کے اس نے ائیر ہوسٹس کو بلا کر جزلان کی عزت افزائی کرنی چاہی تھی اس کو یہ بتاتی کہ وہ اس کا شوہر ہے تو وہ یقیناً نشوہ کی ذہنی حالت پر شبہ کرتی جس نے خود جزلان کو اسموکنگ سے منع کرنے کی بجائے ائیر ہوسٹس کا سہارا لیا تھا۔

باقی کا سفر جیسے تیسے کٹ ہی گیا اور وہ دونوں پیرس کے ائیر پورٹ پر پہنچ گئے۔ جہاں پہلے سے ہی ہوٹل کی گاڑی موجود تھی جہاں سبحان شاہ نے ان کی بکنگ کروائی تھی۔ کمرے کی چابی لے کر جزلان لفٹ کی جانب بڑھا یہ دیکھے بنا کہ پیچھے وہ آ رہی ہے کہ نہیں۔ لاتعلقی کا عظیم مظاہرہ کر رہا تھا۔

نشوہ نے بھی کوئی بات کرنا ضروری نہ سمجھا۔

کمرے میں داخل ہو کر جزلان نے سامان پھینکا، جوتے اتارے اور بیڈ پر دراز ہو گیا۔

پہلی رات کے بعد سے جزلان نے یہ موقع ہی آنے نہیں دیا تھا کہ وہ دونوں ایک ہی کمرے میں رہتے۔ پہلی رات بھی بظاہر تو وہ ایک کمرے میں تھے مگر جزلان ڈریسنگ روم میں چلا گیا تھا مگر آج اتنے گھنٹوں کے سفر کے بعد وہ خود اتنا تھکی ہوئی تھی لیکن مسئلہ یہ تھا کہ بیڈ پر تو جزلان پھیل کر لیٹا تھا تو وہ اب کہاں لیٹتی۔ ٹھنڈا اتنی تھی کہ اس میں نیچے لیٹنے کی ہمت نہیں تھی۔

وہ آگے بڑھی اچھے سے جائزہ لیا کہ جزلان کی نیند گہری ہے کہ نہیں۔ وہ کروٹ لیے چہرے پر بازو رکھے لیٹا تھا۔ نشوہ نے ایک تکیہ اور کچھ کشنز اٹھا کر حفظ ماتقدم کے طور پر درمیان میں لگا کر دیوار سی بنائی۔ کچھ تسلی ہوئی تو دوسری جانب لیٹ کر پاؤں کے قریب رکھی رضائی اپنے اور جزلان کے اوپر لی۔

وہ جو آنکھیں موندے آنکھوں کی جھری سے اس کی سب حرکتیں ملاحظہ کر رہا تھا اپنے اوپر دیے جانی والی رضائی سے اتنا سا اطمینان تو ہوا کہ اس کے ساتھ لیٹی لڑکی بے حس نہیں ہے مگر وہ کیا حالات ہیں جنہوں نے اسے

اتنا تلخ بنا دیا یہ جاننا ضروری تھا۔

رات میں کہیں جا کر نشوہ کی آنکھ کھلی وہ بھی بھوک کے احساس سے۔اس نے فوراً اٹھ کر اپنے ساتھ خالی جگہ کو دیکھا۔اٹھ کر بیٹھتی اپنے بال سمیٹے جو سونے کے باعث بکھرے ہوئے تھے۔آنکھیں کچھ اردگرد کے منظر سے مانوس ہوئیں تو ٹیبل پر پڑی کھانے کی ٹرے نظر آئی اور ساتھ میں ایک چٹ بھی تھی جو یقیناً جزلان رکھ کر گیا تھا۔

''میں باہر جا رہا ہوں۔آپ کھانا کھا لینا کب واپسی ہو کچھ کہہ نہیں سکتا۔''بس اتنی سی تحریر۔

نشوہ نے غصے سے وہ چٹ موڑ تروڑ کر پھینک دی۔

''گیا ہوگا کہیں کلبوں میں عیاش انسان۔''اس نے نخوت سے سوچا۔

اور پھر یہ روزانہ ہونے لگ گیا۔جزلان ہوٹل آتا،نیند پوری کرتا اور بن ٹھن کر پھرنے نکل جاتا۔کبھی کبھار واپسی پر ہاتھ میں تھیلے پکڑے ہوتے۔نشوہ کو مخاطب تک نہیں کرتا۔بس وہاں کی انتظامیہ کو کہہ دیتا کہ اس ٹائم پر کھانا اور اس ٹائم پر چائے پہنچانی ہے مگر نشوہ ان حرکتوں سے تنگ آگئی۔

''کچھ تو انسان میں رواداری ہوتی ہے۔بندہ جھوٹے منہ ہی پوچھ لے تم بھی چلی چلو مگر نہیں۔پتہ نہیں باہر جا کر کیا کیا کارنامے کرتا ہے۔''وہ کمرے کی کھڑکی سے باہر پڑنے والی برفباری کو محویت سے دیکھتی اندر ہی اندر کھول رہی تھی۔اس رات جزلان کچھ جلدی آگیا تو نشوہ نے بھی اس کی کلاس لینے کی ٹھانی۔

''آپ شاید بھول گئے ہیں کہ میں بھی آپ کے ساتھ آئی ہوں۔''اس نے غصے سے دانت کچکچاتے جزلان کے بے پرواہ انداز دیکھے جو جوتے اتار کر سائیڈ پر رکھ کر اب بیڈ پر بیٹھا موبائل پر کچھ دیکھنے میں مصروف تھا۔

بیڈ سے ٹیک لگائے اس نے سرسری نگاہ اٹھا کر اپنے سامنے پنک ٹراوزر اور اسی کے ہمرنگ ٹی شرٹ میں ملبوس اور بلیک کارڈیگن پہنے گلے میں پنک اور ریڈ اسکارف لیے غصے میں کھڑی جزلان کو گھور رہی تھی۔

''نہیں یہ تلخ حقیقت میں نہیں بھلا سکتا۔''اس نے سپاٹ لہجے میں جواب دیا۔

نشوہ کا دل کیا اس کے ہاتھ سے موبائل لے کر دور پھینک دے۔

''اس سب کے لیے آپ لائے تھے مجھے۔خود تو باہر گھومتے پھرتے ہیں میں ایک ہفتے سے یہاں سڑ رہی

ہوں۔ پتہ نہیں کہاں سے رنگ رلیاں منا کر آتے ہیں۔‘‘

جزلان کا اسے کسی خاطر میں نہ لانے والا انداز نشوہ کو بھڑکا گیا۔ پھر جو دل میں آیا بولتی چلی گئی۔ جزلان نے تیکھی نظروں سے اسے دیکھا جو آگ بھڑکا کر اب سامنے رکھے صوفے پر ٹانگیں اوپر کو رکھے باہر دیکھ رہی تھی۔

وہ غصے سے اس کی جانب بڑھا۔ نشوہ کو اپنے الفاظ کی سنگینی کا اندازہ تب ہوا جب جزلان نے اسے بازو سے پکڑ کر اپنے سامنے کیا۔

’’کتنی پارسا ہیں آخر آپ جو ہر وقت مجھے عیاش اور اوباش ہونے کے طعنے دیتی ہیں۔ کتنی لڑکیوں کے ساتھ آج تک پکڑا ہے آپ نے مجھے۔ مسئلہ کیا ہے آخر آپ کے ساتھ۔ نہ خود چین سے رہتی ہیں نہ مجھے رہنے دے رہی ہیں۔ کس چکر میں آپ نے اس شادی کے لیے حامی بھری تھی۔ آج بتا ہی دیں مجھے۔ کس نے آپ کو مجبور کیا تھا۔ عذاب بن گئی ہیں آپ میرے لیے۔ میں نے آپ کو یہاں باندھا ہوا ہے کیا۔ میری طرف سے جہاں مرضی جا کر آپ بھی اپنے شوق پورے کریں۔ لیکن آئندہ عیاش ہونے کا طعنہ دیا تو مجھ سے برا کوئی نہیں ہوگا۔ اتنی ہی سچی مسلمان ہیں تو یہ تک نہیں پتہ آپ کو کہ تصدیق کیے بغیر کسی کے بارے میں غلط بات سوچنا اور کہنا بہتان ہے اور گناہ کے کس درجے پر یہ آتا ہے مجھ سے زیادہ آپ بہتر جانتی ہوں گی۔ کیونکہ آپ ہی تو یہاں مسلمان ہیں باقی تو سب کافر ہیں۔‘‘ جزلان تو جیسے آج پھٹ پڑا تھا۔

نشوہ تو اس کے تیور دیکھ کر ششدر ہی رہ گئی۔ کب سوچا تھا کہ وہ ایسا آتش فشاں ہوگا۔ اس کی بازو چھوڑ کر وہ واپس بیڈ پر جا بیٹھا اور اپنے پسندیدہ مشغلے میں مصروف ہو گیا۔

نشوہ کو سگار اور سگریٹ کے دھوئیں سے الرجی تھی۔ دو سگاروں کے سلگنے تک تو وہ خاموش بیٹھی رہی۔ جب کن اکھیوں سے جزلان کو تیسرا سگار سلگاتے دیکھا تو اسے اپنی خاموشی توڑنی پڑی۔

’’باقی کے سگار کیا آپ صبح میں پی سکتے ہیں۔‘‘ اس کا لہجہ نہ چاہتے ہوئے بھی طنزیہ ہو گیا۔

’’کیا چاہتی ہیں آپ کی مرضی سے اٹھوں، بیٹھوں، سانس لوں۔ کس خوشی میں آپ کون سی میری اتنی چہیتی بیوی ہیں۔ اپنے دماغ سے خوش فہمیوں کو نکال دیں تو بہتر ہوگا۔‘‘ اس نے سختی سے کہتے نشوہ کی اچھی خاصی تذلیل کی نشوہ کو ایسا ہی محسوس ہوا۔

”مجھے الرجی ہے اس کے دھوئیں سے تو کیا کروں کہاں جاؤں۔“ وہ غصے سے چیخی۔

”جہنم میں جائیں میری طرف سے گلے کا طوق بن کر رہ گئی ہیں“ وہ غصے سے کہتا اپنا کوٹ پکڑتا شرربار نگاہوں سے اسے دیکھتا بیڈ کے سائیڈ پر رکھے جوگرز پہنتا کمرے سے باہر نکلتا چلا گیا۔

نشوہ اتنی بے عزتی سہہ نہیں پائی۔

”کس خوشی میں میں اس بندے کی اتنی باتیں سنوں۔ٹھیک ہے پھر جہنم میں ہی جا کر دکھاؤں گی۔کب سے مجھے عذاب کہے جا رہا ہے میں تو جیسے مر رہی تھی اس سے شادی کے لیے۔“ بڑبڑاتے ہوئے وہ بھی اپنا گرم کوٹ پکڑتی سر کو اچھے سے اسکارف سے ڈھکتی شوز پہن کر کمرے سے اور پھر ہوٹل سے باہر سنسان سڑکوں پر چلنے لگی۔

آنسو قطار در قطار اس کی آنکھوں سے بہہ رہے تھے۔ ہر چیز دماغ سے محو ہو گئی تھی سوائے اس کے کہ اب دوبارہ اس بندے کے پاس نہیں جانا۔

آنسو بہاتی شوں شوں کرتی وہ آگے سے آگے بڑھتی جا رہی تھی۔رات کے بارہ بج چکے تھے اور سڑکوں پر سوائے کسی مجبور یا آوارہ گردوں اور شراب کے نشے میں دھت لڑکے اور لڑکیوں کے اور کوئی نہ تھا۔

کچھ دور چلنے کے بعد نشے میں جھولتے کچھ انگریز لڑکوں کا ایک ٹولا اسے اپنی جانب آتا دکھائی دیا۔اس نے یکدم اپنے آگے کو اٹھتے قدموں کو روک کر یہ تصدیق کی کہ آیا یہ اس کا وہم ہے یا واقعی وہ کسی مصیبت میں پھنسنے لگی ہے۔غصے میں نکلتے وقت نہ اس نے موبائل لیا تھا اور نہ ہی پیسے اس کے پاس تھے۔

اب اپنی حماقت کا احساس شدت سے ہوا۔وہ واقعی جذباتی تھی اور اسی وجہ سے بہت سے نقصانات اٹھاتی تھی مگر آج جو نقصان وہ اٹھانے والی تھی وہ عزت کا تھا اور اس سے بڑا نقصان عورت کے لیے اور کوئی ہو ہی نہیں سکتا جس کا متبادل کچھ اور کبھی نہیں ہوتا۔

اس نے خوفزدہ نظروں سے ان کی جانب دیکھ کر واپسی کے لیے قدم بڑھائے۔تیز تیز چلتے اسے ایک اور دھچکا لگا جب اسے واپسی کا راستہ بھول گیا۔اس نے بے اختیار پریشان ہوتے اللہ کو یاد کیا کہ وہ سب سے بڑی بچانے والی ذات ہے۔

کچھ دیر غصے میں کھولنے کے بعد اس نے واپسی کی راہ لی یہ سوچ کر کہ کل واپس پاکستان کی ٹکٹس کروائے گا۔ وہ مزید اس لڑکی کے ساتھ نہیں رہ سکتا تھا جو ہر لمحہ اسے اپنی تلخ باتوں سے کچوکے لگاتی تھی۔ صرف اس کی ظاہری شخصیت، اس کے پروفیشن اور اس کے اردگرد کی چکا چوند سے وہ اسے گھٹیا ترین انسان سمجھتی تھی۔

''انسان بھی سمجھتی تھی یا نہیں۔'' اس نے تلخی سے سوچا۔

ہوٹل کے کمرے میں واپس آیا تو کمرہ خالی ملا وہ یہی سمجھا کہ واش روم میں ہوگی۔ وہ آگے بڑھ کر جوگرز اتارتے جب انہیں واش روم کے آگے رکھنے کے لیے گیا تو واش روم کا دروازہ کھلا دیکھ کر وہ حیرت کا شکار ہوا۔ وہاں سے بالکونی کی جانب آیا وہ بھی خالی۔ اب حقیقت میں اس کی پریشانی عروج پر پہنچی۔

اس نے واپس جوگرز پہنے۔ سیدھا نیچے بنے کاؤنٹر پر گیا انہوں نے بتایا کہ اس کی ساتھ آئی لڑکی کچھ دیر پہلے ہی باہر گئی ہے۔ کمرے سے نکلتے اس نے اتنا تو دیکھ لیا تھا کہ اس کا موبائل بھی کمرے میں ہے۔

اپنے کچھ دیر پہلے کے کہے الفاظ یاد آئے۔ ''جہنم میں جائیں'' وہ اس وقت غصے میں تھا مگر وہ اسے کسی مصیبت میں ہرگز دیکھنا نہیں چاہتا تھا۔ اس نے فوراً موبائل پر پولیس کو انفارم کیا کہ اس کی بیوی اکیلی کہیں نکلی ہے، راستوں سے ناواقف ہے اور یقیناً واپسی کا راستہ بھول گئی ہے۔

وہاں کی پولیس فوراً حرکت میں آگئی۔ اس نے جلدی سے نشوہ کا حلیہ بتایا۔ شکر ہے کہ اس کے کوٹ کا رنگ اسے یاد تھا۔

''یا اللہ! وہ کہیں سے مل جائے۔ میں اس کا محافظ بن کر اسے یہاں لے کر آیا تھا اور اب خود بے بس ہوں۔ یا اللہ! اسے کوئی نقصان نہ پہنچے۔''

وہ جانتا تھا کہ یہاں رات کے وقت سڑکوں پر کیا کچھ ہوتا ہے اور اکیلی پریشان لڑکی کو یہاں کے نشئی لڑکے کیسے اپنی بھوک مٹانے کا سامان بناتے ہیں۔ جو بھی تھا وہ جیسی بھی تھی اس کی بیوی اس کی عزت تھی۔ وہ اپنی کیفیت پر حیران تھا اس نے بہت سالوں بعد اللہ کو پکارا تھا اور کس کے لیے جس کی حیثیت کو وہ کچھ دیر پہلے ماننے تک کو تیار نہیں تھا۔

......

وہ چھ لڑکے تیزی سے نشوہ کی جانب بڑھ رہے تھے۔اب اس نے بھاگنا شروع کر دیا تھا۔پیچھے مڑ کر دیکھنے کے چکر میں وہ یکدم ٹھوکر کھا کر منہ کے بل گری۔سردی کے سبب چوٹ بھی شدید آئی۔ہتھیلیاں اور ماتھا بری طرح چھل گئے۔

اس سے پہلے کہ وہ لڑکے نشوہ تک پہنچتے پولیس کی گاڑی کا سائرن بجنے لگ گیا۔وہ سب اتنے ہوش میں تھے کہ پولیس کے سائرن کو پہچان سکتے۔فوراً وہ سب وہاں سے دوسری سمت بھاگتے ہوئے غائب ہو گئے۔نشوہ کو تو یقین نہیں آرہا تھا کہ موت اتنی قریب آکر چلی گئی تھی۔وہ وہیں بیٹھی رونے لگ گئی یہاں تک کہ پولیس کی گاڑی اس کے نزدیک آگئی۔

ایک پولیس والا اتر کر اس کے قریب آیا اسے اٹھایا اور جزلان کا حوالہ دیا۔نشوہ کے آنسو اور بھی بے اختیار ہوئے۔جس حوالے کو وہ ماننے سے انکاری تھی آج اسی نے اس کی عزت بچائی تھی۔اس نے روتے ہوئے انہیں بتایا کہ وہ ہی جزلان کی بیوی ہے۔انہوں نے اسے گاڑی میں بٹھا کر جزلان کو فون کیا اور اسے قریبی ہاسپٹل آنے کا کہا۔نشوہ کے ماتھے اور ہاتھوں سے بہنے والے خون کے سبب وہ فوری اس کا ٹریٹمنٹ کروانا چاہتے تھے۔

نشوہ تو ابھی تک بے یقینی کی کیفیت میں تھی۔ہاسپٹل میں داخل ہوتے اس کی نظر جوں ہی جزلان پر پڑی وہ خود پر اختیار کھو گئی اور اس کی طرف تیزی سے بڑھتے ہوئے اس کے ساتھ لگتے اس کی مضبوطی سے تھامتے بس روتی چلی گئی۔

جزلان اس کی حرکت پر کتنے لمحے ہلنے کے قابل نہیں رہا۔پھر آہستہ سے اس کی کمر سہلاتا اپنے بازو کے حصار میں لیے اسے ایمرجنسی میں لے کر گیا اور اس کا ٹریٹمنٹ کروایا۔پولیس کا شکریہ ادا کر کے اسے لیے واپس ہوٹل آیا۔

نشوہ ابھی تک اس کا ہاتھ مضبوطی سے تھامے شاک کی سی کیفیت میں تھی۔

''نشوہ!لیٹ جائیں اور یہ دوائیں لے لیں پہلے۔'' کمرے میں آتے ساتھ ہی اس نے نشوہ کو بیڈ پر لٹانے سے پہلے دوائیں اس کے سامنے سائیڈ ٹیبل پر رکھیں۔

''آپ نے مجھے کیوں بچایا۔'' نشوہ یک ٹک اس کے چہرے کو دیکھتے ہوئے بولی۔

وہ جو مڑ کر اپنا کوٹ اتار رہا تھا نشوہ کے سوال پر اس کے ہاتھ تھم گئے۔ مڑ کر ایک نظر اس پر ڈالی پھر اپنا کام جاری رکھا۔

"کیونکہ آپ کو آپ کی ماں نے میرے حوالے کیا ہے اور آپ میرے گھر کی عزت ہیں کیونکہ اللہ نے ایک بہت اہم رشتے کے حوالے سے آپ کی حفاظت کا مجھے ذمہ دار ٹھہرایا ہے۔ کیا ان سب وجوہات کے باوجود میں آپ کی نہ بچاتا۔ اور سب سے بڑھ کر یہ کہ میں ایک انسان ہوں۔ اپنے ذہن کو زیادہ مت تھکائیں۔ میں نے یہ سب صرف انسانیت کے ناطے کیا ہے۔ کوئی لالچ آپ کی ذات سے نہیں ہے نہ ہی کوئی غرض۔" اس نے اتنا کہتے ساتھ ہی نشوہ کو شرمندگی سے دوچار کیا۔

وہ جو اسے جوتے کی نوک پر رکھ رہی تھی تو کس خوش فہمی میں تھی کہ جزلان اس کی محبت میں گوڈے گوڈے ڈوبا ہے۔ اس نے تو اس رشتے کی بنیاد ہی دھوکے سے کی تھی تو پھر یہ کیسے امید رکھ سکتی تھی کہ جزلان اپنے خالص جذبے اس کے نام کرے گا۔ وہ کیوں اور کس لیے یہ امید رکھ رہی تھی وہ خود نہیں جانتی تھی۔

......

نشوہ اس دن کے بعد سے جزلان سے نہیں الجھی اور نہ ہی جزلان نے ایسی کوئی حماقت کی۔ دو دن گزرتے ساتھ جیسے ہی جزلان نے دیکھا کہ اس کے زخم کچھ بہتر ہوئے ہیں تو اس نے واپسی کی سیٹ کروالی۔

نشوہ کو تو جیسے چپ لگ گئی تھی جو ان کے واپس جانے تک نہیں ٹوٹی۔ حویلی پہنچ کر سب انہیں تیسرے ہفتے ہی واپس آتے دیکھ کر پریشان ہوئے اور جب نشوہ کے زخم دیکھے تو اس سے بھی زیادہ پریشان ہوئے۔

"کچھ نہیں بس ہائیکنگ کے لیے یہ مجھے لے گئے تھے وہاں توازن نہیں برقرار رکھ سکی تو گر گئی اسی لیے تو جزلان نے ٹرپ بھی شارٹ کر دیا بہت پریشان ہو رہے تھے یہ۔" نشوہ نے جزلان کے کچھ بھی بولنے سے پہلے جس طرح بات سنبھال کر ایسی کہانی بنائی جس نے ہر طرح سے جزلان کو بچا لیا۔

جزلان نے الجھ کر اس کی جانب دیکھا۔ کیوں کا بہت بڑا سوالیہ نشان اس کے دماغ میں پیدا ہوا۔ اس نے جزلان کو کیوں بچایا کیا اس رات کے احسان کا بدلہ جبکہ اس نے نشوہ پر نہیں خود پر اور اس خاندان پر احسان کیا تھا۔

اس کی الجھن بھری آنکھوں کو اپنے وجود کے آر پار ہوتے وہ بہت اچھی طرح سے محسوس کر رہی تھی۔ وہ یہ سب کیوں کر رہی تھی وہ خود نہیں جانتی تھی۔

ان کی واپسی کے تیسرے دن جیسے ہی ان کی تھکاوٹ اتری سمیا پھوپھو کی بیٹی بسمہ کی شادی کے ہنگامے جاگ اٹھے۔ دونوں بہنیں آپس میں رشتہ کر رہی تھیں۔ شرجیل دینا کا بیٹا تھا جس سے بسمہ کی شادی ہو رہی تھی۔ دونوں بہنیں ایک ہی گھر میں بیاہی ہوئی تھیں اور ایک ہی حویلی میں رہتی تھیں۔ لہٰذا سبحان شاہ بسمہ کو اپنے پاس لے آئے کہ یہاں سے رخصت ہو کر وہ اپنے گھر جائے۔ سب کو یہ آئیڈیا پسند آیا۔

جزلان واپسی کے لیے پر تول رہا تھا مگر کسی نے اسے جانے نہ دیا۔ نجانے کیا ہو رہا تھا وہ جس کے سائے سے بھی وہ دور بھاگتا تھا آہستہ آہستہ دل اسی کے لیے ہمکنے لگا تھا۔

مہندی کی رات تھی۔ پرپل، شاکنگ پنک اور اورنج رنگ کے لہنگے اور لانگ شرٹ میں قرینے سے دوپٹہ لیے ہلکے سے میک اپ میں وہ جس کے نقش تعریف کے قابل نہیں تھے جزلان کو بار بار جکڑ رہے تھے۔

مہندی کی رسم شروع ہونے سے پہلے دینا کے بڑے بیٹے آفتاب کے ساتھ کھڑی وہ کسی بات پر بے اختیار کھلکھلائی اور اسی لمحے مہمانوں کو ریسیو کرنے کے لیے کھڑے جزلان کی نظر اس کے چہرے پر پڑی جو پھر پلٹنے کو انکاری ہو گئی۔

Carry brother کی آواز نے اس کے جذبات اور بھی بھڑکائے۔ اس کے کسی کزن نے اسٹیریو پر اونچی آواز میں اس کا گانا لگایا تھا اور جزلان کا دل بس گانے کی بس ایک ہی لائن میں اٹک کر رہ گیا۔

Can..you taket mu eyes off.you

وہ کب کی وہاں سے چلی گئی تھی مگر اس کے سحر نے جزلان کو اپنی لپیٹ میں لے لیا تھا۔ اندر کی جانب بڑھتے ہوئے وہ اسی کزن کے ساتھ کسی بات پر الجھتی نظر آئی۔

''جزلان بھائی! آپ کی بیگم بہت ٹیڑھی عورت ہیں۔'' وہ کسی بات پر تنگ آیا ہوا تھا بے اختیار جزلان کو پکار بیٹھا۔

جزلان نے محسوس کیا تھا کہ واپس آ کر نشوہ کا رویہ سب کے ساتھ کافی بہتر ہو گیا ہے۔ وہ بے زاری جو شروع

میں اسے نظر آئی تھی وہ اب نہیں تھی۔

جزلان کی نظر اس دشمن اول کے چہرے کے ارد گرد ہی تھی وہ بھی جزلان کو قریب آتا دیکھ کر خاموش ہوگئی۔

"کیا کر دیا میری بیگم نے۔" جس محبت سے اس نے نشوہ کے قریب کھڑے ہوتے پیار سے اسے میری بیگم کہا وہ نشوہ کی دھڑکن تیز کرنے کے لیے بہت تھا۔

"کل سے رٹ لگائی ہوئی ہے کہ فارم ہاؤس کے قریب جو جنگل ہے وہاں کل صبح ہر حال میں جانا ہے۔" اس نے اصل مسئلہ جزلان کو بتایا۔

"تو چلے چلیں گے نا یار، کل تو اسٹے ہے اور پرسوں بارات ہے نہ تو کل پروگرام بناتے ہیں مجھے بھی بہت ٹائم ہو گیا ہے شکار کھیلے ہوئے۔" جزلان نے کھڑے کھڑے سارا پروگرام طے کیا۔

نشوہ نے اپنے سامنے کھڑے چاکلیٹ براؤن شلوار قمیض اور کالا تسہ کندھوں پر لپیٹے جزلان کو دیکھا۔ اپنے تیکھے نقوش میں نجانے آج وہ اسے اتنا اچھا کیوں لگا۔ ہلکی سی شیو نے اسے اور بھی جاذب نظر بناتی تھی۔

جزلان نے اچانک اپنی نظروں کا رخ نشوہ کی جانب کیا۔ اس نے گڑبڑا کر نظروں کا رخ آفتاب کی طرف موڑا۔

"مجھ سے بہتر تو یہ آفتاب ہی ہے۔" اس نے دل میں سوچا اور پھر اپنی بدلتی کیفیت پر خود ہی ہنس پڑا۔

....

اگلے دن جزلان نے شکار کے لیے سب کو آمادہ کر لیا۔ لڑکیاں سب بہت خوش تھیں کہ انہیں پھرنے کا موقع مل گیا ہے جبکہ نشوہ یہ سمجھنے سے قاصر تھی کہ یہ پروگرام اس کے لیے بنا ہے یا جزلان نے واقعی شکار پر جانا تھا۔

تمام وقت لڑکے شکار میں مصروف رہے اور لڑکیاں اس جنگل میں پھرنے میں۔ نشوہ ایک درخت کے قریب کھڑی اس درخت کی عجیب و غریب شاخوں کو دیکھنے اور موبائل میں اس کی تصویریں کھینچنے میں اتنی محو ہوئی کہ اسے پتہ ہی نہیں چلا کب باقی لڑکیاں باتیں کرتی ہوئی کہیں آگے نکل گئیں۔

تھوڑی دیر بعد جب وہ تصویریں کھینچ کر فارغ ہوئی تو اندازہ ہوا کہ وہ اکیلی رہ گئی ہے۔ وہ تو رونے والی ہوگئی کیونکہ شام کے سائے پھیل رہے تھے اور وہ اس جگہ سے بھی ناواقف تھی۔ ارد گرد دیکھتے پھر اس نے جزلان

کوفون کرنے کا سوچا شکر تھا کا سگنلز آ رہے تھے۔
لڑکیوں کو نشوہ کے بنا آتے دیکھ کر وہ بھی پریشان ہوا۔ ابھی وہ اس کے نمبر پر فون ملانے والا تھا کہ نشوہ کا فون آ گیا۔
''کہاں ہیں آپ سب ادھر ہمارے پاس آ چکی ہیں۔'' جزلان نے پریشانی سے پوچھا۔ نشوہ نے روہانسی آواز میں اسے اندازے سے اس جگہ کی کچھ نشانیاں بتائیں جہاں وہ موجود تھی۔
''اوکے میں آ رہا ہوں۔'' جزلان نے موبائل بند کیا۔
''تم لوگ فارم ہاؤس پر پہنچو میں نشوہ کو لے کر آتا ہوں۔'' تیزی سے کہتا وہ اس سمت چل پڑا جہاں وہ تھی۔
وہ پریشان کھڑی جزلان کے جلدی سے آنے کی دعا مانگ رہی تھی ایک مرتبہ پھر وہی اس کا نجات دہندہ بنا تھا۔
کچھ دیر ہی گزری تھی کہ ایک سمت سے اسے جزلان تیزی سے اپنی سمت آتا ہوا دکھائی دیا اس نے ایک پرسکون سانس فضا کے سپرد کی۔
''بہت شوق ہے آپ کو مصیبتوں میں پھنسنے اور دوسرے لوگوں کو پھنسانے کا۔'' وہ آتے ہی نشوہ پر برس پڑا۔ سخت تیور لیے وہ اسے ایسے گھور رہا تھا جیسے نشوہ کو ایک جڑ دے گا۔
''یہ تو دن بدن خوفناک ہوتا جا رہا ہے۔'' نشوہ نے اس کی غصیلی نظروں سے خائف ہوتے ہوئے سوچا۔
''میں تو بس پکچرز لے رہی تھی وہ ایک دم ہی آگے چلی گئیں۔'' اس نے اپنی طرف سے صفائی دینی چاہی۔
نجانے کیوں اب اس شخص کے سامنے وہ جارحانہ انداز نہیں رہے تھے جو کچھ دن پہلے نشوہ کے تھے۔
''وہ کیا آپ کو اپنے کندھوں پر اٹھا کر یہاں سے واپس جانے کا کہتیں۔ اوپر کا چیمبر بالکل ہی خالی ہے۔'' اسے پھر سے ڈپٹتا وہ آخر میں آہستہ سے بڑبڑایا مگر آواز اتنی اونچی تھی کہ نشوہ کے کانوں تک پہنچ گئی۔ اس وقت وہ اس پر انحصار کیے ہوئے تھی، نہیں تھی زبان میں کچھ سنانے کی کھجلی بڑی شدت سے ہوئی تھی۔
''چلیں اب یا رات یہیں اس حسین درخت کے سائے میں گزارنی ہے۔ جب سانپ لٹکیں گے اس پر سے تب میں دیکھوں گا یہ درخت کتنا خوبصورت لگتا ہے۔'' جزلان نے اسے اپنے پیچھے آنے کا کہتے قدم آگے

بڑھائے۔لیدر کی براؤن جیکٹ اور بلو جینز کی پینٹ پہنے وہ نشوہ کو مضبوط سائبان لگا مگر اس کی باتیں۔

"ڈرائیں تو مت اب۔" اس کی بات سنتے وہ خوفزدہ ہوتی اس کے قریب ہوئی۔

ابھی وہ دونوں تھوڑا سا آگے گئے ہوں گے کہ ادھر ادھر خوف سے دیکھتی نشوہ کو دائیں جانب سے ایک سانپ پھن پھیلائے اپنی جانب بڑھتا دکھائی دیا۔

"سانپ۔" خوف سے چیخ مارتی وہ جزلان کے پہلو سے لگ گئی۔

جزلان بھی چوکنا ہوا۔مگر اپنے ساتھ کھڑی تھر تھر کانپتی نشوہ کو سنبھالنا مشکل ہو رہا تھا۔

"کہاں ہے مجھے دکھا تو دیں۔" اس نے چڑ کر نشوہ کو خود سے علیحدہ کرنے کی کوشش کی۔

"اس......اس طرف۔" اس نے جزلان کے ساتھ لگے لگے ہی جواب دیا۔

"آپ پیچھے ہٹیں گی تو میں دیکھوں گا ناں، نہیں تو وہ اپنا کام کر دکھائے گا۔" جزلان نے اسے رسانیت سے سمجھاتے کہا۔اب اسے بھی سانپ کی پھنکار کی آواز قریب سے آ رہی تھی۔

"نہیں نہیں۔ میں آپ کو آگے نہیں جانے دوں گی۔" اس نے جزلان کو مضبوطی سے پکڑتے ہوئے کہا۔

"کیا بچپنا ہے نشوہ! ہٹیں نہیں تو میں آپ کو سانپ کے آگے کر دوں گا۔ حد ہوتی ہے۔" اس نے جھٹکے سے اس سے خود کو چھڑواتے کہا اور ذرا سا ہی آگے بڑھا تھا کہ اسے پاس سے تیزی سے رینگتا ہوا سانپ نظر آ گیا۔ جزلان کے ہاتھ میں گن تھی اور اس کا نشانہ بھی بہت اچھا تھا۔اس نے سانپ کا نشانہ لیتے فائر کیا جو سیدھا اس کے سر پر لگا۔

فائر کی آواز پر نشوہ نے کانوں پر ہاتھ رکھ کر بے ارادہ چیخ ماری۔ جزلان نے مڑ کر نشوہ کو دیکھا جو کانوں پر ہاتھ رکھے آنکھیں میچے خوفزدہ کھڑی تھی۔ وہ اس کے قریب گیا۔

"نشوہ۔" اس نے اس کے ہاتھ ہٹاتے آہستہ سے اسے آواز دی۔

"کہاں گیا۔" اس نے ہاتھ نیچے کرتے آنکھیں کھولتے خوفزدہ لہجے میں پوچھا۔

"اپنی آخری آرامگاہ کی طرف۔" اس کی بات کا مطلب سمجھتے نشوہ کے چہرے پر اطمینان بکھرا۔

"شکر ہے۔" اس نے بے اختیار شکر ادا کیا۔

”صد افسوس بیچارے سانپ کی موت پر آپ شکر ادا کر رہی ہیں۔“ اس کا ہاتھ تھام کر چلتے ہوئے اس نے نشوہ کو چڑایا۔

”وہ بیچارا تھا۔ مجھے کاٹ لیتا تو اس کی جگہ میں آخری آرامگاہ کا سفر کر رہی ہوتی۔“ نشوہ نے برا مناتے کہا۔

”شٹ اپ نشوہ۔“ اس کی بات پر جس قدر دہل کر جزلان نے اس ناراضگی سے دیکھتے کہا نشوہ ساکت رہ گئی۔ جزلان نے پھر کوئی اور بات نہ کی اور نہ ہی نشوہ نے۔ نشوہ کو ایسا لگا وہ اپنی بے اختیاری پر خود ہی اب خفت زدہ ہے۔

⁂......⁂......⁂

رات میں ان سب کزنز نے اسی فارم ہاؤس میں رکنے کا پروگرام بنایا۔ رات کی تاریکی میں فارم ہاؤس کے بڑے سے لان میں انہوں نے بورن فائر کا سوچا۔ جھٹ پٹ سب نے عمل کیا اور کھانا کھا کر سب اپنی اپنی کافی کا مگ لیے جنوری کی سرد رات میں درمیان میں آگ دہکائے خوش گپیوں میں مصروف تھے۔

”ایوری بڈی ناؤ گیٹ ریڈی ٹو ہیئر آ بیوٹی فل سونگ ان جزلان بھائز وائس۔“ آفتاب نے اپنے موبائل کو مائیک کے سے انداز میں منہ کے پاس لاتے کھڑے ہو کر اعلان کیا۔

”نو وے۔“ جزلان نے ہاتھ اٹھا کر صاف انکار کیا۔ اس وقت وہ ڈارک گرے شلوار قمیض پر کریم کلر کا تسہ لیے ہر منظر پر چھا رہا تھا یا اس کے سامنے بیٹھی نشوہ کو محسوس ہو رہا تھا۔

”کوئی نخرے نہیں چلیں جزلان بھائی۔“ سب نے یک زبان ہو کر اس کی نہ کو خاطر میں لائے بنا کہا۔

ایک جلدی سے اندر سے گٹار لے آیا۔

”بھابھی! آپ بھی سفارش کریں۔“ کسی کزن نے نشوہ کو بھی بیچ میں گھسیٹا۔

”مجھے تو پتہ ہی نہیں یہ گانا بھی گا لیتے ہیں۔“ نشوہ کے جواب پر سب نے اووووکی آواز نکالی۔

”جزلان بھائی! چلیں آج بھابھی کو امپریس کر دیں۔“ ارمغان نے کہا۔

”وہ آل ریڈی مجھ سے بہت امپریس ہیں۔“ جزلان نے مسکراہٹ دباتے نشوہ کو دیکھا۔

”بھئی مجھے کیا پتہ باتھ روم سنگر ہیں یا واقعی کچھ گٹس بھی ہیں۔“ نشوہ نے اپنے ازلی خود اعتماد انداز میں

جزلان کو گویا اکسایا۔ جزلان کے حوالے سے سب کا چھیڑنا اور یہ خوابناک ماحول اور جزلان کی آنکھوں کی چمک سب بہت اچھے لگ رہے تھے جنہوں نے نشوہ کو بھی اس ماحول کا حصہ بننے پر مجبور کر دیا۔

جزلان نے بھنویں اچکا کر اس کی جانب دیکھا پھر گٹار تھام لیا۔

Ed Shreen

کے گانے کی دھن چھیڑتے وہ ماحول پر چھاتا جا رہا تھا اور نشوہ کے دل پر بھی

Givemelovelikeher

'CauselatelyI'vebeenwakingupalone

Paintsplatteredteardropsonmyshirt

ToldyouI'dletthemgo

AndthatI'llfightmycorner

MaybetonightI'llcallya

Aftermybloodturnsintoalcohol

No,Ijustwannaholdya

Givealittletimetomeorburnthisout

We'llplayhideandseektoturnthisaround

AllIwantisthetastethatyourlipsallow

Givemelovelikeneverbefore

'CauselatelyI'vebeencravingmore

Andit'sbeenawhilebutIstillfeelthesame

MaybeIshouldletyougo

YouknowI'llfightmycorner

AndthattonightI'llcallya

Aftermybloodisdrowninginalcohol

NoIjustwannaholdya

OfallthemoneythatE'erIhad

I'vespentitingoodcompany

Andalltheharmthate'erI'vedone

Alasitwastononebutme

AndallI'vedoneforwantofwidth

TomemorynowIcan'trecall

Sofilltometheparting glass

Goodnightandjoybewithyouall

OfallthecomradesthateverIhad

Theyaresorryformygoingaway

AndallthesweetheartsthateverIhad

Theywouldwishmeonemoredaytostay

Butsinceitfallsuntomylot

ThatIshouldriseandyoushouldnot

I'llgentlyriseandI'llsoftlycall

Goodnightandjoybewithyouall

Amanmaydrinkandnotbedrunk

Amanmayfightandnotbeslain

Amanmaycourtaprettygirl

Andperhapsbewelcomedbackagain

Butsinceithassooughttobe

Byatimetoriseandatimetofall

Comefilltomethepartingglass

Goodnightandjoybewithyouall

آگ کی تپش اور کچھ جزلان کے الفاظ کی تپش نے نشوہ کے گال دہکا دیئے تھے۔ سب سحرزدہ اس کی آواز سن رہے تھے۔ جیسے ہی گانا ختم ہوا سب نے تالیاں بجا کر اسے بھرپور داد دی۔

''یہ یقیناً بھابھی کے لیے تھا۔'' ارمغان نے شرارت سے دیکھتے ہوئے کہا۔

''ضروری نہیں۔'' جزلان کے جواب پر نشوہ نے الجھن بھری نظروں سے اس کی جانب دیکھا۔ چہرے پر شرم وحیا کی جو لالی کچھ دیر پہلے تھی اب وہاں فکر کی پرچھائیاں تھیں۔

۞......۞......۞

اگلے دن وہ سب صبح میں ہی واپس آ گئے کہ رات میں بسمہ اور شرجیل کی بارات کا فنکشن تھا اور بے شمار کام کرنے والے تھے۔ جزلان نے سب لڑکیوں کے لیے بیوٹیشن کا انتظام کیا ہوا تھا سو انہیں تیار ہونے میں کوئی خاص مشکل درپیش نہیں آئی۔

جزلان نے بلیک شلوار قمیض کے ساتھ سلیٹی رنگ کی شال لی ہوئی تھی۔ نشوہ نے غور کیا تھا کہ وہ مغربی لباس کی نسبت زیادہ تر شلوار قمیض پہنتا تھا اور اس کو وہ بے حد سوٹ بھی کرتی تھی۔

غلط فہمیوں کے بادل چھٹے تھے تو نشوہ نے جزلان کے مزاج اور عادات پر غور کیا تھا۔ اس کی فیلڈ اور افواہوں کے سبب وہ اسے جتنا برا انسان سمجھتی تھی اس کے نزدیک رہنے سے اس نے جانا کہ وہ اتنا برا نہیں اور خاص طور پر اس نے جزلان کو سب عورتوں کی عزت ہی کرتے دیکھا تھا۔

مگر وہ جو اتنے سارے سکینڈل تھے اور وہ جو گانا کل رات اس نے گایا تھا۔ اگر اس کی زندگی میں اور لڑکیاں

تھیں یا کوئی اور لڑکی تھی تو وہ اس رشتے کو برقرار رکھے ہوئے کیوں تھا۔نشوہ یہ بات سمجھنے سے قاصر تھی۔

ڈل گولڈ اور میرون لانگ شرٹ کے ساتھ غرارہ پہنے سلیقے سے کیے گئے میک اپ میں وہ بے حد پیاری لگ رہی تھی۔ بیوٹیشن نے زبردستی اسے ٹیکا پہنایا تھا۔وہ حیران تھی کہ یہ ٹیکا وہ بیوٹیشن اس کے کپڑوں کے ساتھ میچ کر کے کیسے لائی تھی۔

وہ یہ نہیں جانتی تھی کہ کسی کو مہندی کی رات ٹیکا ماتھے پر لگائے وہ کس قدر حسین لگی تھی کہ وہ آج صبح سے بازاروں کی خاک چھان کر چکے سے اس کے ڈریس کی شرٹ لے کر گیا ہوا تھا اور میچ کر کے اس کے لیے نہ صرف ٹیکا لایا بلکہ بیوٹیشن کو بھی خاص ہدایات کیں کہ وہ زبردستی کسی بھی طرح اسے ٹیکا پہنانے پر مجبور کرے۔اور پھر ویسا ہی ہوا تھا۔

نشوہ اپنے جوتے پہننے کمرے میں آئی تو ڈریسنگ ٹیبل کے سامنے کھڑے جزلان نے بھرپور نظروں سے اس کے سجے سنورے روپ کو دیکھا۔

لوگوں کے دل محبوبہ کے آویزوں میں اٹک جاتے ہیں اور اس کا دل اپنی محبوبہ کے ٹیکے میں اٹک گیا تھا۔

جلدی جلدی جوتے پہنتے وہ تیزی سے جزلان کے قریب آئی اور جھک کر ٹیبل سے اپنا موبائل اٹھا کر تیزی سے مڑی کہ اس کے ہاتھ سے موبائل اس اینگل سے گرا کہ اس کی اسکرین اچھی خاصی ٹوٹ گئی۔

''آآآآ۔''ایک چیخ اس کے حلق سے برآمد ہوئی۔

''کیا ہو گیا ہے۔''جزلان بھی تیزی سے مڑا۔اپنے موبائل کی حالت دیکھ کر نشوہ کے آنسو بس گرنے کو تیار تھے۔

جزلان نے جھک کر موبائل کو چیک کیا مگر وہ جس بری طرح ٹوٹا تھا ٹھیک ہونے کے آثار نہیں لگ رہے تھے۔

''میرا موبائل۔''نشوہ نے بسورتی شکل بنا کر آہستہ سے موبائل اس کے ہاتھ سے لیا۔

''کچھ نہیں ہوتا چیک کرواتے ہیں اگر ٹھیک نہیں ہوا تو اور لا دوں گا آپ کو۔''جزلان اسے تسلی دلاتے ہوئے بولا۔

http://sohnidigest.com

''اتنی محبت سے میں نے یہ موبائل لیا تھا۔ پیسے جمع کر کر کے۔''

اس کی بات پر جزلان شاکڈ رہ گیا جس دولت کی اس نے کبھی پرواہ بھی نہیں کی تھی اس کی بیوی بے تحاشا جائیداد کی مالک ہوتے ہوئے بھی کتنا عرصہ پیسے پیسے کی محتاج رہی تھی۔

''پلیز رونا نہیں ایسا ہی ایک اور موبائل لا دوں گا جتنے کہیں گی لا دوں گا مگر اپنے آنسوان چیزوں کے لیے مت بہائیں جن کی کوئی حیثیت نہیں مگر آپ کے یہ آنسو کسی کے لیے بہت قیمتی ہیں۔'' جزلان نے ہاتھ بڑھا کر اس کی آنکھ میں اٹکا ایک آنسو اپنی پور پر چن لیا۔

ایک عجیب سا تعلق ان کے درمیان بن گیا تھا جس سے دونوں نظریں بھی چرا رہے تھے اور اس میں بندھنے کے بھی خواہش مند تھے۔

کیا محبت ایسے ہی اپنا آپ منوا لیتی ہے۔ ایک دوسرے سے نفرت کرتے کرتے وہ کس موڑ پر آ گئے تھے جہاں نفرت نے محبت کا روپ دھار لیا تھا۔

نشوہ کا آنسو چن کر اس کے ماتھے کے ٹیکے پر اپنا محبت بھرہ لمس چھوڑ کر وہ کمرے سے باہر جا چکا تھا۔ یہ دیکھے بنا کہ نشوہ اس کی جرأت پر کتنی دیر اپنی سانسوں کو بحال کرنے میں ناکام رہی تھی۔

⁂ ...... ⁂ ...... ⁂

جزلان، سبحان شاہ کے کمرے میں کسی کام سے داخل ہونے لگا کہ اندر کی بات سن کر وہ کتنے لمحے اپنی جگہ سے ہل نہ سکا۔

''میرے خیال میں جزلان اس لڑکی کے ساتھ خوش نہیں اس سے کہو وہ اپنی پسند کی لڑکی سے شادی کر کے اسے بے شک شہر میں رکھے۔ ہمارا تو مقصد پورا ہو گیا اور ہم نے ان ماں بیٹی کے سارے کس بل نکال دیئے۔ اب میرا چچا جیسے مرضی اپنی پسند کی زندگی گزارے یہ لڑکی یہیں پڑی سڑتی رہے گی۔ اونہوں۔ ہم سے حصہ مانگنے چلی تھیں۔'' ان کی تکبرانہ آواز میں جو راز کھل رہے تھے جزلان کے لیے انہیں سہنا مشکل ہو گیا۔ وہ وہیں سے واپس پلٹ گیا تھا۔

دماغ میں جھکڑ چل رہے تھے۔ اتنا تو اندازہ ہو گیا تھا کہ وہ نشوہ اور صبورہ کے بارے میں بات کر رہے تھے مگر

اس قدر نفرت اور حصہ......وہ الجھتا جا رہا تھا۔

وہ سیدھا نشوہ کے پاس گیا جو کچھ عورتوں کے ہمراہ کھڑی باتیں کر رہی تھی۔بسمہ کی رخصتی ہو چکی تھی مگر ابھی بھی کچھ مہمان موجود تھے۔

''نشوہ!بات سنیں۔''ان سے تھوڑا دور رکتے اس نے نشوہ کو آواز دی۔نشوہ اس کی کمرے میں ہونے والی حرکت کے سبب کب سے اس سے چھپتی پھر رہی تھی۔ اب اتنے لوگوں کی موجودگی میں اس کو اگنور نہیں کر سکتی تھی۔ناراض نظروں سے اسے دیکھتے وہ اس کی جانب بڑھی۔

''جی۔''

جزلان اپنی پریشانی کے باعث اس کی ناراضگی کو محسوس نہیں کر سکا۔

''مجھے اکیلے میں آپ سے کچھ بات کرنی ہے اگر آپ کمرے میں چلیں تو زیادہ بہتر ہوگا۔''جزلان کا خطرناک حد تک سنجیدہ چہرہ دیکھ کر اسے کسی گڑبڑ کا احساس ہوا لہٰذا کسی بھی بحث کے بنا وہ اس کے ہمراہ کمرے میں آ گئی۔

جزلان نے اندر آتے ہی دروازہ بند کیا۔

''مسئلہ کیا ہے۔''اب نشوہ بھی پریشان ہو اٹھی۔

''میں نے پہلے بھی آپ سے پوچھا تھا کہ یہ شادی آپ نے کس کے دباؤ میں کی۔تب حالات کچھ اور تھے۔ مگر آج میں آپ سے سنجیدگی سے پوچھنا چاہتا ہوں کہ بابا حضور آپ کے پاس کیسے آئے۔آپ انہیں کیسے ملیں اور اچانک آپ میری منگ کیسے نکل آئی۔ہماری شادی جتنی جلدی میں ہوئی اور پھر جو حالات رہے ہیں ہم کبھی نارمل انداز میں ایک دوسرے کے سامنے نہیں آئے کہ میں آپ سے یہ سب پوچھتا۔آپ کی مسلسل ناگواری کا سبب میں یہی سمجھا تھا کہ میری فیلڈ کی وجہ سے آپ مجھے پسند نہیں کرتیں۔مگر کچھ دیر پہلے مجھے جو حقائق پتہ چلے ہیں ان کی وجہ سے اب مجھے اندازہ ہوا ہے کہ آپ کی ناگواری کا سبب کچھ اور ہے اور یہ کہ آپ ایکسیڈینٹلی نہیں کسی سازش کے نتیجے میں میری زندگی میں آئی ہیں۔پلیز نشوہ،اس وقت کچھ مت چھپانا جو بھی سچ آپ کے اینڈ پر ہے میں اس سے پوری طرح واقف ہونا چاہتا ہوں۔''جزلان کی کہی گئی باتوں نے گو کہ اسے بھی الجھایا تھا کہ

آخر کون سے حقائق اسے معلوم ہوئے ہیں اور یہ کہ وہ نشوہ کے عدالتی نوٹس بھجوانے والی بات سے ناواقف ہے۔

''میں نے ہماری شادی سے پہلے ایک عدالتی نوٹس بابا حضور کو بھجوایا تھا جس میں، میں نے بابا کے حصے کی جائیداد مانگی تھی۔انہوں نے معافی مانگی تھی اور پھر یہ بتایا تھا کہ میں آپ کی منگ ہوں۔انہوں نے امی کو اس انداز سے ٹریپ کیا تھا کہ وہ ان کی باتوں میں آگئیں۔میں تب تک یہ نہیں جانتی تھی کہ آپ ہی وہ شخص ہیں جن سے میری بات بچپن سے طے ہے۔یہ مجھے اس دن پتہ چلا جب آپ امی کے پاس آئے تھے۔میں نے یہ شادی صرف اپنا حصہ لینے کے لیے کی تھی کیونکہ اس میل ملاپ کے چکر میں میری اصل بات دب گئی تھی۔جب میرے والد نہیں تو ان کے حصے کی حقدار میں اور میری ماں ہیں۔ان کی نفرتوں کی وجہ سے ہم نے جن حالات میں زندگی گزاری ہے کاش کہ میں اس کی کوئی فلم آپ کو دکھا سکتی۔کس طرح امی نے نوکریاں کر کے مجھے پالا۔ایک ایک روپے کو ترسے ہم۔مجھے تو کبھی اندازہ نہ ہوتا کہ میرا تعلق کس خاندان سے ہے اگر میں ابو کی ڈائری نہ پڑھ لیتی جو انہوں نے اپنی شادی کے بعد کے حالات اور پریشانیوں میں اپنے گھر والوں کی بے رخی کے سبب لکھی تھی۔وہیں سے میں نے یہاں کا ایڈریس لے کر عدالتی نوٹس بھجوایا تھا۔

کس کو حق حاصل ہے کہ وہ میرے باپ کی جائیداد سے مجھے محروم رکھے۔کون سی کتاب یہ کہتی ہے۔اگر یہ سب مسلمان ہیں تو اتنا تو جانتے ہوں گے کہ اس وراثت میں میرا بھی حصہ ہے۔چاہے میں اس حصے کے ساتھ جو بھی کروں مگر دنیا کی کوئی عدالت مجھے وہ سب لینے پر چیلنج نہیں کرسکتی۔کتنے سفاک لوگ ہیں یہ سب جو میرے باپ کی جائیداد پر غاصب بنے بیٹھے ہیں۔''نشوہ نے آج ہر حقیقت پر سے پردہ اٹھا دیا تھا۔

جزلان کو اس سے کوئی شکایت نہیں تھی کہ ان کے درمیان یہ رشتہ کسی محبت کے نتیجے میں نہیں بلکہ مجبوریوں کے سبب بنا تھا۔ہاں اسے دکھ اس بات کا تھا کہ اس کے گھر والوں نے اس سے یہ سب چھپایا تھا اور کسی کی مجبوری کا فائدہ اٹھا کر اس کی تذلیل کی تھی۔نہ صرف یہ بلکہ کسی حقدار کو اس کے حصے سے محروم رکھنے کی بھی غلطی کی تھی۔

وہ حیران تھا کہ کیسے منافقوں سے اس کا گہرا رشتہ ہے۔

''آپ آج اور ابھی میرے ساتھ شہر جا رہی ہیں جو بھی پیکنگ کرنی ہے کرلیں اور آپ کو میں یقین دلاتا ہوں کہ آپ کو وہ سب ملے گا جو دانیال چا چو کا ہے مگر اس کے لیے ابھی میں جیسا کہوں آپ کو ویسا کرنا پڑے گا۔''

جزلان نے اس کے قریب آتے اس کے آنسوؤں سے تر چہرے کو صاف کرتے کہا۔

اب اس کا رخ سبحان شاہ کے کمرے کی جانب تھا جہاں اس کی ماں اور باپ پہلے سے موجود تھے۔

''ارے آؤ بیٹا! کچھ دیر پہلے ہم تمہاری ہی بات کر رہے تھے۔'' سبحان شاہ نے اسے دیکھتے اپنے پاس آنے کا اشارہ کیا۔

وہ ان کے پاس ان کے تخت پر بیٹھنے کی بجائے کھڑا رہا۔

''کیا میں آج پوچھ سکتا ہوں کہ نشوہ اور چچی آپ کو کب اور کیسے ملیں۔'' اس نے سوالیہ نظریں ان تینوں کے چہروں پر ڈالیں۔

''ارے کیا ہوا میرے شہزادے کو۔'' سبحان شاہ نے اپنے چہرے پر مصنوعی مسکراہٹ سجاتے اس کے سوال پر چھانے والی بوکھلاہٹ کو اپنے چہرے سے چھپانے کے لیے کہا۔

''دیکھا جیسی ماں ویسی بیٹی۔ بہت عاجز کیا ہوا ہے اس نے میرے بیٹے کو۔ جب سے شادی ہوئی ہے سوکھ کر رہ گیا ہے۔ یہاں رہنے کا ڈرامہ کر کے میرے بیٹے کی زندگی کو بے رونق کر دیا ہے۔ بیٹا اسی لیے ہم نے سوچا ہے کہ تم اپنی مرضی سے شادی کر لو۔ میں جانتی تھی یہ کبھی تمہیں سکھ نہیں دے گی۔ ماں اس کی اپنے شوہر کی زندگی کھا گئی۔ اللہ نہ کرے بیٹی کی نحوست اب......''

''پلیز امی کیسی باتیں کر رہے ہیں آپ لوگ یہ نحوست والی باتیں ہم مسلمانوں کو زیب دیتی ہیں۔ میں جانتا ہوں کہ میں بہت اچھا مسلمان نہیں مگر انسان میں شاید آپ لوگوں سے بہتر ہوں۔ کم از کم موت جیسی حقیقت کو ہمیں کسی انسان اور اس کی قسمت کے ساتھ جوڑنا نہیں بنتا۔ اور جہاں تک بات رہی دوسری شادی کی تو معاف کیجئے گا۔ آپ نے خود ساری زندگی دوسری عورت اور پھر اس کی بیٹی سے حسد کرتے گزاری جس میں آپ نے اپنی سگی اولاد کی محبت کو اگنور کر دیا۔ اب آپ چاہتی ہیں کہ میں آپ ہی جیسی ایک اور عورت کو اس کے ناکردہ گناہوں کی سزا دوں۔ آپ کو تو اپنی سچویشن کے بعد یہ احساس زیادہ کرنا چاہئے کہ دوسری عورت خاوند کی زندگی میں آنے کی اذیت کیسی ہوتی ہے۔ میں نشوہ کے ساتھ یہ زیادتی نہیں کر سکتا اور سب سے بڑھ کر صبورہ چچی کو کوئی دکھ نہیں دے سکتا جنہوں نے تب مجھے ماں کی محبت دی جب میں وہ محبت آپ سے پانے کا خواہشمند تھا۔ میں وہ

رات کبھی نہیں بھلا سکتا جب آپ کو بابا کی شادی کا پتہ چلا تھا اور آپ نے اپنے غم میں مجھے اتنا مارا تھا کہ میرے جسم پر نیل پڑ گئے تھے۔ میں حیران تھا کہ ایک ماں اپنی اولاد کے ساتھ ایسا کیسے کر سکتی ہے اور پھر میرے زخموں پر دو سال تک پھائے صبورہ چچی نے لگائے۔ اور یہاں تک سمجھایا کہ تمہاری ماں کسی ذہنی اذیت کا شکار ہے ورنہ تو وہ تم سے بہت پیار کرتی ہے۔ مگر افسوس وہ پیار اب مجھے آپ دینا چاہتی ہیں جب مجھے اس کی ضرورت نہیں۔

نشوہ سے میری جن بھی حالات میں شادی ہوئی ہے میں اسے اپنی آخری سانس تک نبھاؤں گا۔ میں بہت برا انسان ہوں مگر الحمدللہ میں منافق نہیں، نہ میرے چہرے پر ہزاروں ماسک ہیں اپنوں کے لیے۔

میں نشوہ اور چچی کو یہاں سے لے کر جا رہا ہوں اور انہیں وہ حصہ دلوا کر رہوں گا جس پر ان کا حق ہے۔ میں، آپ اس پر قبضہ نہیں کر سکتے جب اللہ نے وہ حق انہیں دیا ہے۔ معاف کیجئے گا بابا حضور! آپ نے کبھی نشوہ کو اپنے بیٹے کی اولاد سمجھا ہی نہیں آپ نے اسے صرف اپنی اس بہو کی اولاد سمجھا ہے جس کی سزا صرف اتنی ہے کہ آپ کے بیٹے نے اس سے پسند کی شادی کی۔'' تاسف بھری نظروں سے کہتا وہ کمرے سے نکل گیا۔ وہ کیوں اپنی بیوی کو ایسے لوگوں کی بھینٹ چڑھاتا جنہوں نے اپنے سگے بیٹے اور بھائی کی اولاد کے لیے اب بھی دل میں کدورت اور نفرت پالی ہوئی تھی۔

''چچی آپ بھی چلیں ہمارے ساتھ میں آپ کو یہاں نہیں چھوڑ سکتا۔'' جزلان اور نشوہ اس وقت صبورہ کے سامنے کھڑے تھے۔ کچھ ہی لمحوں میں پورے گھر کو جزلان کے فیصلے کے متعلق پتہ چل گیا۔

صبورہ نے اسے ایسا کرنے سے منع کیا اور زندگی میں پہلی مرتبہ جزلان نے ان کی بات ماننے سے انکار کیا اور انہیں اپنے ساتھ لے جانے پر بضد رہا۔

''جزلان! یہ معاملے ایسے ہوا کے گھوڑے پر سوار ہو کر حل نہیں کرتے بیٹا۔ ٹھیک ہے تم اپنی بیوی کو لے جاؤ مگر میں ابھی یہاں سے نہیں جاؤں گی۔'' صبورہ نے صاف انکار کیا۔

''امی! ابھی بھی وہ مجھ پر سوتن لانا چاہتے ہیں اور آپ ان کا ساتھ دے رہی ہیں۔'' نشوہ نے جس فکرمندی سے کہا۔ جزلان سنجیدہ صورت حال کے باوجود اسے محبت سے دیکھنے پر مجبور ہو گیا۔

''بیٹا! انہوں نے ویسے ہی کہہ دیا ہے ایسا نہیں ہو سکتا۔'' انہوں نے انہیں ٹھنڈا کرنا چاہا۔

''چچی! پلیز یہ میری ریکویسٹ ہے ایک بیٹے کی۔'' جزلان کی بات پر آخر وہ مان ہی گئیں مگر وہ ایسے یہاں سے جانا نہیں چاہتی تھیں وہ تو رشتوں کو دوبارہ جوڑنے آئی تھیں۔

''جزلان بیٹا! میری بات تو سنو۔'' سبحان شاہ نے اسے روکنا چاہا۔

''پلیز! میں مزید کسی گھٹیا پلیننگ کا نہ تو حصہ بننا چاہتا ہوں نہ ان دونوں کو بنانا چاہتا ہوں۔ یہ اب میری ذمہ داری ہیں اور میں کوئی غلط نگاہ ان کی جانب اٹھنے نہیں دوں گا۔ بہت جلد آپ کو ایک اور نوٹس موصول ہوگا۔'' جزلان بے لچک لہجے میں کہتا ان دونوں کو لیے باہر آیا۔ گاڑی میں بٹھایا۔ خود آگے بیٹھ کر ڈرائیور کو چلنے کا اشارہ کیا۔

✡......✡......✡

دانیال شاہ کو اپنے تمام بہن بھائیوں کی نسبت ہمیشہ سے شہر جا کر پڑھنے کا بہت شوق تھا مگر باپ کی خواہش تھی کہ پڑھ لکھ کر وہ واپس گاؤں آ کر اپنی زمینوں کو سنبھالے۔ ان کے ہاں وٹے سٹے کے رشتے قائم کیے جاتے تھے جبکہ دانیال ان کے سخت خلاف تھا۔

اس کے بڑے بھائی کی بیوی زروہ شاہ کی بہن دانیال کی منگ تھی اور ان کی دونوں بہنیں یعنی سبحان شاہ کی دونوں بیٹیاں سیما اور دینا زروہ شاہ کے بھائیوں کی بیویاں تھیں۔ دو لڑکیاں ان کے خاندان کی ادھر تھیں اور دو ہی لڑکیاں ان کے خاندان کی سبحان شاہ کے خاندان کا حصہ بنی تھیں۔ ایک تو بن چکی تھی۔

دانیال کی پڑھائی ختم ہوتے ہی زروہ کی بہن نے بھی اسی سبحان شاہ کی حویلی کا حصہ بننا تھا مگر قسمت میں کچھ اور ہی لکھا تھا۔ دانیال کو اپنی یونیورسٹی فیلو صبورہ پسند آ گئی۔ اس کے والدین نہیں تھے اور وہ اپنے چچا کے پاس رہتی تھی۔ چچا اور چچی اتنے اچھے نہیں تھے۔ صبورہ اس قید خانے سے کسی بھی صورت نکلنا چاہتی تھی۔ دانیال کے پرپوزل نے اس کی رہائی کا کام کیا۔ دانیال جانتا تھا کہ اس کے گھر والے راضی نہیں ہوں گے لہٰذا اس نے انہیں بتائے بنا ہی شادی کر لی۔ صبورہ کے چچا چچی کو اس سے غرض نہیں تھی کہ لڑکے کے گھر والے کیوں آمادہ نہیں ان کے سر سے تو ایک بوجھ اتر رہا تھا۔

انہوں نے سادگی سے ان کا نکاح دانیال سے کر کے اسے گھر سے رخصت کیا۔ کچھ دن تو دانیال اور صبورہ دنیا بھلائے ایک دوسرے میں گم رہے پھر جیسے ہی حالات کا اندازہ ہوا دانیال اسے لیے حویلی آیا اور وہاں تو جیسے ایک بھونچال آ گیا۔

⚝......⚝......⚝

''تم نے اتنی جرأت کیسے کی؟ کیا تم اس بات سے بے خبر ہو کہ تمہارا رشتہ پہلے سے ہی زروہ کی بہن سے طے ہے۔ تمہاری بہنیں اس گھر میں ہیں تم نے یہ سوچ بھی کیسے لیا۔ ان سب کی زندگیوں پر کتنا اثر پڑے گا۔''

دانیال جس وقت صبورہ کے ساتھ اپنی آبائی حویلی آیا وہاں تو جیسے ایک طوفان آ گیا۔ سبحان شاہ کی گھن گرج پوری حویلی سن رہی تھی۔ رولا، پیٹنا شروع ہو گیا۔ زروہ کی شرر بار نگاہیں صبورہ کے چہرے پر تھیں جو ایک کونے میں مجرموں کی طرح کھڑی ہوئی تھی۔ دانیال بھی سر جھکائے سبحان شاہ کے سامنے کھڑا تھا۔

''بابا! پلیز، یہ بچپن کی منگ وغیرہ یہ سب پرانی باتیں ہیں۔ میں مانتا ہوں کہ اس طرح سے آپ کی اجازت کے بغیر شادی کر کے میں نے غلطی کی ہے مگر صبورہ بہت اچھی ہے۔ آپ لوگ اسے ایک موقع تو دیں مجھے یقین ہے کہ وہ آپ لوگوں کو کبھی مایوس نہیں کرے گی۔ وریشہ بہت اچھی ہے خاندان میں اور بھی بہت سے اچھے لوگ ہیں مجھے امید ہے کہ اس کا رشتہ......''

''بس!'' دانیال کی بات ابھی پوری نہیں ہوئی تھی کہ سبحان شاہ کو گونج دار آواز نے اسے چپ کروا دیا۔

''دو کتابیں پڑھ کر تم ہمیں پڑھانے کی کوشش مت کرو۔ اب تم ہمیں سکھاؤ گے کہ ہم نے اس خاندان کو کیسے چلانا ہے۔ جو روایتیں ہمارے بڑوں نے بنا دیں اب انہیں تم چیلنج کرو گے اسی لیے تمہیں پڑھنے بھیجا تھا کیا کہ یہ گل کھلا کر آؤ؟ اور یہ لڑکی۔'' انہوں نے صبورہ کی جانب اشارہ کیا۔

''یہ جتنی اچھی ہے ہمیں ابھی سے اندازہ ہو گیا ہے۔ لڑکوں کو اپنی اداؤں سے لبھانے والی......''

''پلیز بابا!'' سبحان شاہ کی بات کو دانیال کی غصیلی آواز نے کاٹ دیا۔ ان کی غصیلی نگاہیں دانیال کے چہرے کی جانب اٹھیں۔

''میں کسی کو یہ حق نہیں دوں گا کہ میری بیوی کی پارسائی پر کوئی انگلی بھی اٹھائے چاہے وہ اٹھنے والی انگلی

میرے باپ کی ہی ہو۔"

"تمہاری یہ ہمت کہ ایک آوارہ لڑکی کے لیے اپنے باپ سے اس لہجے میں بات کرو۔" ان کی حیرانگی کم ہونے کا نام نہیں لے رہی تھی۔

"میں صرف یہ جانتا ہوں کہ میری بیوی شریف ہے اور یہ میری ذمہ داری ہے کہ اس کے بارے میں ہر غلط لفظ نکالنے والے شخص کو روکوں۔ اس کا تحفظ اور عزت کروانا میری ذمہ داری ہے۔ بہر حال میں نے کوئی گناہ نہیں کیا جس کے لیے میں اپنی بیوی کی بے عزتی کرواؤں۔ میں نے اسے اپنے نکاح میں لیا ہے۔ ایک حلال رشتہ بنایا ہے اس کے ساتھ۔ آپ سے میں معافی مانگتا رہوں گا کہ بہر حال مجھے آپ کی اجازت لینی چاہئے تھی۔ اس کے لیے میں بار بار آپ کے سامنے آؤں گا معافی کے لیے۔ مگر اپنی بیوی کی تذلیل میں کسی صورت برداشت نہیں کروں گا۔"

اس کے اٹل لہجے نے سبحان شاہ کے غصے اور بھی بڑھا وا دیا۔

"تو ٹھیک ہے اگر تمہارے نزدیک یہ سب ٹھیک ہے تو میں آج اور ابھی تمہیں عاق کرتا ہوں۔" ان کی لال بھبھوکا نظریں دانیال کے چہرے پر گڑی تھیں۔

"مجھے اس دولت اور شان و شوکت کا لالچ کبھی نہیں رہا اور نہ میری بیوی کو ہے۔ مجھے صرف آپ سے معافی کی خواہش تھی۔ یقیناً ابھی نہیں مل سکتی مگر میں بار بار یہاں آؤں گا تب تک جب تک آپ لوگ مجھے معاف نہیں کر دیتے۔" دانیال نے بات ختم کرتے صبورہ کا ہاتھ تھامتے واپسی کے لیے قدم بڑھائے۔

۞......۞......۞

دانیال صبورہ کو لے کر واپس شہر آ گیا۔ دونوں نے نوکری شروع کی۔ دن رات کا چکر یونہی چلتا رہا۔ دانیال شاہ ہر ہفتے حویلی جاتا، معافی مانگتا مگر ان کے دل جیسے پتھر ہو گئے۔ کچھ عرصہ تو بہنوں نے بات نہ کی مگر پھر وہ بھائی کے ساتھ ٹھیک ہو گئیں مگر بلال شاہ اور زروہ شاہ دانیال کو دیکھنے کے بھی روادار نہ تھے۔

دانیال نے بھی ہار نہ مانی۔ اسی میں ایک سال کا عرصہ نکل گیا اور دانیال اور صبورہ کے ہاں نشوہ کی آمد ہو گئی۔ حویلی جا کر دانیال نے یہ خبر بھی سنائی مگر وہاں کسی کا دل اس کے لیے نہ پگھلا۔ مزید ایک سال کا عرصہ اسی غم میں

گزر گیا اور دانیال کی صحت اسی فکر میں گھلنے لگی۔

''دانیال! ایک بات کہوں۔'' اس دن بھی دانیال حویلی سے واپس آ کر پریشان سوچ میں بیٹھا تھا۔صبورہ اس کے ہر دکھ درد سے واقف تھی۔دانیال کے قریب آ کر بیٹھتے اس نے دانیال کو پریشان کن سوچوں سے باہر نکالا۔

''ہمم......کہو۔'' دانیال نے آہستگی سے کہا۔

''آپ......اپنی اسی کزن سے شادی کر لیں......اور......اور مجھے چھوڑ دیں۔'' صبورہ ہاتھ مسلتے جس تکلیف سے یہ سب کہہ رہی تھی یہ صرف وہی جانتی تھی۔

''پاگل ہو گئی ہو آپ، ایسا کبھی بھی نہیں ہو سکتا میں نے یہ شادی آپ کو چھوڑنے کے لیے نہیں کی تھی ابھی میں اتنا مضبوط ہوں کہ سب کچھ سہہ سکوں۔آپ پریشان نہ ہوں، باپ ہیں کتنی دیر منہ موڑ لیں گے۔'' ماں اس کی بہت عرصہ پہلے ہی یہ دنیا چھوڑ چکی تھی۔بس سبحان شاہ تھے جن کا غصہ کم ہونے کا نام نہیں لے رہا تھا۔

''میری وجہ سے آپ کو کتنی تکلیفیں سہنی پڑ گئیں۔'' بالآخر آنسو اس کی پلکوں کی باڑ توڑ کر باہر آ گئے۔

''کچھ نہیں ہوا یار، ایسے نہیں کریں۔آپ تو میری ہمت ہو آپ کو دیکھتا ہوں تو نئے سرے سے تازہ دم ہو کر ان کے سامنے کھڑا ہوتا ہوں۔دیکھنا اگلی مرتبہ اپنی شہزادی کو ساتھ لے کر جاؤں گا۔مجھے امید ہے کہ اس کی پریوں سی شکل دیکھ کر وہ ساری ناراضگی بھلا دیں گے۔'' دانیال نے اس کے آنسو چنتے ہوئے کہا مگر کیا خبر تھی کہ ڈیڑھ برس کی نشوہ کو دانیال وہاں لے جا ہی نہیں پائے گا۔

اپنے منتشر ذہن کے ساتھ وہ ایک دن سڑک پار کر رہا تھا کہ سامنے سے آتے ٹرالے نے اسے کچل دیا۔

صبورہ کی تو دنیا اندھیری ہو گئی۔

ریسکیو وین پر دانیال کو ہاسپٹل پہنچایا گیا۔اس کے شناختی کارڈ اور آفس کے کارڈ سے انہوں نے باری باری نشوہ اور پھر حویلی میں اطلاع دی۔

حویلی میں کہرام برپا ہو گیا۔آناً فاناً سب ہاسپٹل پہنچے۔دنیا کی نظر میں اچھا بننے کے لیے سبحان شاہ نشوہ اور صبورہ کو بھی اپنے ساتھ لے گئے۔دانیال کی موت کے کچھ عرصے بعد ہی سب نے صبورہ کو نوکرانی سے بڑھ کر

کوئی درجہ نہ دیا۔

نجانے کیسے مگر ایک دن سبحان شاہ نے صبورہ، بلال شاہ اور زروہ سے کہہ کر نشوہ کو جزلان کی منگ بنا دیا۔ زروہ کو یہ رشتہ کسی طرح قابل قبول نہیں تھا۔ وہ تو صبورہ کو ہی مشکل سے برداشت کرتی کہاں اس کی بیٹی۔

انہی دنوں بلال شاہ نے کسی کوٹھے والی سے دوسری شادی کر لی۔ زروہ شاہ ابھی صبورہ کو برداشت کرنے والے صدمے سے نہیں نکلی تھیں کہ ایک اور صدمہ مل گیا۔ اس کا تو دماغ بالکل ہی الٹ گیا۔

''میں اب اس عورت اور اس کی بیٹی کو برداشت نہیں کر سکتی۔'' وہ سبحان شاہ کے سامنے بیٹھی تلخی سے بولی۔

''منحوس ہے وہ آپ کے بیٹے کو کھا گئی، میری زندگی میں عذاب لے آئی۔ کل کو اسی کی بیٹی اور یہ اس جائیداد پر راج کریں گے۔ کیا فائدہ ہوا آپ کو دانیال کو اتنا عرصہ خود سے دور رکھنے کا۔ جن کے لیے دور رکھا وہ تو یہاں پر خوش باش زندگی گزار رہے ہیں۔'' وہ اچھی طرح سبحان شاہ کا برین واش کر رہی تھی۔

''تو کیا کروں اس بدذات کا۔'' انہوں نے غصے سے کہا۔

''مار ڈالیں۔'' سفاک لہجے نے باہر کھڑی صبورہ کو خوفزدہ کر دیا۔

''اس کی بیٹی کو مار ڈالیں اور اس کو بھی نکال باہر کریں۔ کل کو کوئی دانیال کی جائیداد کا واث بن کر آپ کو نیچا تو نہیں نہ دکھا سکے گا۔ ایسے کمی کمین لوگوں کو ہم اپنی جائیداد دے دیں جن کے آگے پیچھے کوئی نہیں۔ ایک چھوٹے سے گھٹیا گھرانے کی لڑکی ہے۔ کیا آپ کو زیب دیتا ہے کہ آپ اس کو اس قابل بھی جانیں کہ ہمارے گھر میں رکھیں عیش کرنے کو۔ یہ سب شان وشوکت ہماری اور اس پر دعویدار یہ غیر بن جائیں۔'' وہ اپنے اندر کی کھولن نکال رہی تھی۔

''صحیح کہہ رہی ہو۔ مروا دو اس کی بیٹی کو۔'' سبحان شاہ کی زہر میں ڈوبی آواز زروہ کو سنائی دی۔

صبورہ الٹے قدموں واپس اپنے کمرے میں آئی۔ کمرہ کیا تھا ایک اسٹور تھا جہاں جگہ جگہ پرانا سامان بکھرا پڑا تھا جس کے درمیان ایک چارپائی رکھ کر ان ماں بیٹی کو رہنے کی جگہ دی تھی۔ صبورہ نے اسی رات سب کے سونے کے بعد نشوہ کو اٹھایا اور اس سرد رات میں وہ حویلی ہمیشہ ہمیشہ کے لیے چھوڑ آئی۔

وہاں سے نکل کر راستے میں جزلان کے بار بار اصرار پر صبورہ کو اس رات وہاں سے نکلنے کی وجہ بتانی پڑی۔ جزلان کو یقین نہیں آیا کہ اس کی ماں اس قدر سفاک بھی ہو سکتی ہیں۔ باقی کا تمام راستہ تینوں نے اپنی اپنی سوچوں میں گم ہو کر گزارا۔

جزلان کا گھر کیا تھا پورا محل تھا۔

اس نے پہلے ہی فون کر کے نوکروں کو کمرے صاف کرنے کا حکم دے دیا تھا۔ گھر آتے ہی اس نے ایک کمرہ صبورہ کو دکھایا تاکہ وہ راستے کی تھکن اتار سکیں۔ راستے سے ہی انہوں نے کھانا کھا لیا تھا۔ گھر پہنچتے پہنچتے انہیں رات ہو چکی تھی۔

صبورہ کے کمرے میں جاتے ہی جزلان اس کی جانب آیا جو لاؤنج کی دیوار پر ایستادہ پینٹنگ دیکھنے میں مگن تھی۔

''آپ میرے کمرے کو شرف بخشیں گی یا آپ کے لیے الگ کمرے کا انتظام کرواؤں۔'' پچھلے کئی دنوں وہ دونوں حویلی میں ایک ہی کمرہ شیئر کر رہے تھے۔ جزلان کو اب اس کے ساتھ کی عادت ہو گئی تھی۔ ایک آس لیے اس نے پوچھا۔

''آپ کے ہی روم میں رہ لوں گی۔'' نشوہ نے رخ موڑے موڑے ہی جواب دیا۔

''موسٹ ویلکم ڈیئر۔'' جزلان نے خوشگوار حیرت سے اس کی پشت دیکھتے کہا۔ نشوہ نے مڑ کر اس کی جانب دیکھے بنا اس کی تقلید کی۔

''کیا میں جان سکتا ہوں کہ اچانک یہ احسان کسی خوشی میں۔'' جزلان دیکھ رہا تھا کہ وہ جزلان سے اب تلخ رویہ رکھے ہوئے نہیں ہے۔ کمرے میں آ کر بیڈ پر اس کے ہمراہ بیٹھتے جزلان نے سوال کیا

''اس لیے کہ میں پہلے یہ سمجھ رہی تھی کہ آپ سب حقیقت سے واقف ہیں اور جان بوجھ کر یہ شادی کی ہے مجھ سے انتقام لینے کے لیے مگر کل سے اب تک یہ اندازہ ہوا ہے کہ آپ تو بہت سی حقیقتوں سے انجان تھے۔ اور بے قصور لوگوں کے لیے میں کوئی کدورت نہیں رکھتی۔'' اس کے صاف گوئی سے کہنے پر جزلان کے ہونٹوں پر مسکراہٹ بکھری۔

"اور اس بے قصور بندے پر مزید احسان کرنے کا سلسلہ کہاں تک چلے گا اور اس سلسلے کی انتہا کیا ہوگی۔"

جزلان کی ذو معنی بات پر اس کا چہرہ سرخ ہوا۔

"ابھی اتنا احسان ہی کافی ہے کہ میں یہاں ہوں۔" نشوہ نے فوراً اپنے خول میں سمٹتے مسکراہٹ چھپاتے سنجیدگی خود پر طاری کرتے ہوئے کہا۔ اجزلان نے بھنوئیں سکیٹر کے اس کی جانب دیکھا۔

"آہاں......کہیں محبت کا روگ تو نہیں پال لیا۔" جزلان کے شرارتی انداز میں پوچھے جانے والے سوال پر اسے اپنا اعتماد قائم رکھنا مشکل لگا۔ اسی لیے نظریں چرا گئی۔

"بندے کو اتنا بھی خوش فہم نہیں ہونا چاہئے۔" اپنی جگہ سے اٹھتے اپنے سامان کے پاس گئی جو وہ حویلی سے لائی تھی۔ بیگ کی زپ کھولتے کپڑے نکالنے لگی۔

"چلیں شکر ہے غلط فہمی نہیں ہے یہ......" جزلان نے اس کے الفاظ سے اس کے دل میں چھپی چوری پکڑ لی۔

"اف اپنی فلموں کا اسکرپٹ بھی خود ہی لکھتے ہیں کیا۔" نشوہ اس کی بات سے بات نکالنے کی حرکت پر بھنا گئی۔

"ہاہاہا۔ آپ کہتی ہیں تو وہ بھی کرلوں گا۔ ایک لو اسٹوری تو شروع کرلی ہے۔" جزلان کا لہجہ مسلسل شرارت لیے ہوا تھا۔

نشوہ اسے گھوری ڈال کر واش روم میں کپڑے چینج کرنے اور وضو کرنے چلی گئی۔

"کب تک چھپیں گی۔" جزلان اس کے تصور سے مخاطب ہوا۔ ایک اطمینان تھا کہ نشوہ کا رویہ کم از کم اس کے ساتھ بہتر ہوگیا ہے۔ جزلان کا ذہن ہلکا پھلکا ہوگیا تھا۔

✿......✿......✿

اگلے دن وہ سب سے پہلے اپنے ایک دوست طلحہ کے پاس گیا جو کہ وکیل تھا۔

"یار! تم اپنے ہی دادا پر کیس کرواؤ گے۔" وہ ساری بات سن کر ہچکچایا۔

"بات میرے دادا کی اور میری بیوی کی نہیں بات حق کی ہے۔ جب اپنے جان بوجھ کر گناہ کررہے ہیں تو

ان کا ساتھ دینے کی بجائے انہیں راہ راست پر لانے کی کوشش کرنی چاہیئے۔ جب وہ باتوں سے نہ مانیں تو عمل سے انہیں احساس دلانا پڑتا ہے کہ وہ غلط کر رہے ہیں۔ میں جانتے بوجھتے اتنا برا کسی کے ساتھ نہیں کر سکتا۔ انہوں نے اگر آنکھیں بند کر لی ہیں تو اس کا یہ مطلب یہ نہیں کہ میں بھی صرف یہ سوچ کر آنکھیں بند کر لوں کہ وہ میرے بڑے ہیں۔ میں نے انہیں سمجھایا اب جب وہ نہیں مان رہے تو میں اس سب کو ایسے نہیں چھوڑ سکتا۔ میں پہلے ہی بہت گناہگار ہوں مزید گناہگار نہیں بننا چاہتا۔ اب تک میرے گناہوں کا دائرہ میری ذات تک تھا جس میں شاید اللہ مجھے معاف کر دیتا مگر اب یہ دائرہ اللہ کی مخلوق تک بڑھ گیا ہے اور اس کی کہیں کوئی چھوٹ نہیں۔''

جزلان کے جواب نے طلحہ کو بے حد حیران کیا وہ جزلان سے ایسی بات کی امید نہیں رکھتا تھا۔ اس نے کیس تیار کرنے کی حامی بھر لی۔

⁂......⁂......⁂

''کافی پینے چلیں۔''

ابھی وہ لوگ کھانا کھا کر فارغ ہی ہوئے تھے کہ جزلان نے نشوہ اور صبورہ کو باہر چلنے کا کہا۔

''بھئی تم لوگ جاؤ، میں تو اب سوؤں گی پھر تہجد کے ٹائم پر اٹھا نہیں جائے گا۔ شب بخیر۔'' صبورہ اپنے کمرے کی جانب جاتے ہوئے بولیں۔

''اور آپ۔'' جزلان کی جگر جگر کرتی نظروں کا رخ نشوہ کی جانب ہوا۔

''ہائے اتنی ٹھنڈ میں باہر جا کر کافی پیئیں گے۔'' نشوہ نے منہ بناتے کہا۔

''آپ کے لیے اب میں جون کا موسم تو باہر کروانے سے رہا اور میری عقل مند بیگم کافی سردیوں میں ہی پیتے ہیں۔'' جزلان اس کی بات سن کر بدمزہ ہوا۔

''اوکے لیکن جلدی واپس آئیں گے۔'' نشوہ نے مانتے ہوئے کہا۔

''شکر چلیں دیکھتے ہیں۔'' نشوہ کا ہاتھ پکڑتے اسے اپنے ساتھ گھسیٹتے ہوئے وہ بولا۔

''دیکھتے نہیں ہیں۔'' نشوہ نے اسے تنبیہہ کی۔

گاڑی ڈرائیو کرتے بھی اس کا سارا دھیان بلیک جینز پر بوٹل گرین شرٹ پر بلیک ہی کوٹ پہنے اور گرین کلر

کا اسکارف سر پر لپیٹے نشوہ کی جانب تھا۔

وہ ایک اچھے اور صاف دل کی لڑکی تھی۔ نشوہ کی یہ کچھ خصوصیات انہی دنوں جزلان پر کھلی تھیں۔ دل میں کوئی بات نہیں رکھتی تھی جو بات ہوتی منہ پر کہہ دیتی تھی۔ ہاں مگر سوچے سمجھے بنا بولنے کی عادی تھی۔

"جس رفتار سے آپ گاڑی چلا رہے ہیں اس حساب سے ہم اگلے ایک ہفتے تک کافی شاپ پر نہیں پہنچیں گے۔" نشوہ نے اس کی رفتار پر لطیف سا طنز کیا۔

"ہاہاہا۔ ڈیئر اسے لانگ ڈرائیو کہتے ہیں۔" جزلان نے اس کے طنز کا مزا لیا۔

"لانگ نہیں سست ترین ڈرائیو۔" نشوہ نے لقمہ دیا۔

"سردیوں کی راتوں میں، ایک خوبصورت سی لڑکی کی ہمراہی میں بھی میں تیز رفتاری جیسی حماقت کروں تو مجھ جیسا گھامڑ اس پوری دنیا میں کہیں نہیں ہوگا۔" جزلان نے اپنی جذبے لٹاتی نظروں کو اس کے صبیح چہرے پر ڈالا۔

"سچی میں حالانکہ کسی نے بڑے وثوق سے کہا تھا کہ میرا تو کوئی ایک بھی نقش تعریف کے قابل نہیں۔" نشوہ نے جزلان کو جس بات کا حوالہ دیا جزلان اسے بھول بھی چکا تھا مگر اب پوری جزئیات سے وہ لڑائی یاد آئی۔

"تب میں نے آپ کو غور سے اور پاس سے دیکھا نہیں تھا۔" جزلان نے مسکراہٹ دباتے نشوہ کے ناراض چہرے کو دیکھا۔

"اور پھر یہ انکشاف کب ہوا کہ میں خوبصورت ہوں۔" نشوہ نے ناراضگی سے ہی پوچھا۔

"جب جہاز میں ایک دبنگ لڑکی کو خوف سے آنکھیں میچے دیکھا، جب خون کے قطروں سے بھرے چہرے کو اپنے سینے میں چھپ کر روتے دیکھا......اور جب بندیا لگائے کسی کو ہنستے دیکھا۔"

نشوہ کو اندازہ نہیں تھا اس کے سادہ سے سوال کا جواب جزلان اتنے محبت بھرے انداز میں دے گا۔ نشوہ کو اپنی دھڑکنیں بے ترتیب ہوتی محسوس ہوئیں۔

"ایک بات پوچھوں؟" وہ دونوں اس وقت کافی کے کپ ہاتھ میں لیے تاریک اور سنسان سڑک پر چل رہے تھے۔ یہ آئیڈیا بھی جزلان کا تھا۔ کافی شاپ سے کافی لیتے وہ نشوہ کو ایک ایسی سنسان سڑک پر لے آیا جہاں

وہ اکثر پہلے بھی آتا رہتا تھا۔

نشوہ نے پہلی مرتبہ اس کی تخلیقی صلاحیت کو سہارا تھا۔ساتھ ساتھ چلتے وہ کافی کے سپ لے رہے تھے۔

''سو باتیں پوچھیں ڈیئر۔'' جزلان کا نرم لہجہ نشوہ کو بہت بھلا لگتا تھا۔

''آپ کے بارے میں، میں نے نہ صرف بہت سے سکینڈلز سنے ہیں اور بہت سی لڑکیوں کے ساتھ آپ کو کلبز اور پارٹیز میں بھی دیکھا ہے۔کیا یہ سب صرف دوستی کی حد تک ہے یا......'' نشوہ کو جو بات اتنے دنوں سے پریشان کر رہی تھی وہ اس وقت پوچھے بنا نہ رہ سکی۔

جزلان کے ہونٹوں پر خوبصورت سی مسکراہٹ ٹھہر گئی۔ یکدم وہ دو قدم اس سے آگے چل کر اس کا راستہ روک گیا۔نشوہ بروقت بریک نا لگاتی تو ٹکرانا تو تھا ہی۔کافی بھی جزلان پر گر جاتی۔ رک کر اس نے خشمگیں نظروں سے جزلان کو دیکھا۔

''مجھے کیوں ایسا محسوس ہو رہا ہے کوئی بہت شدت سے میرے بارے میں سوچنے لگ گیا ہے۔ میرے دوست کہتے ہیں میری چھٹی حس بہت تیز ہے۔آپ بتائیں کیا واقعی ایسا ہے۔'' جزلان کی شرارتی نظروں نے اس کی لرزتی پلکوں کا چھوا۔

''بالکل خراب چھٹی حس ہے۔میں ایکچولی اپنی جاب کو پھر سے جوائن کرنے کا سوچ رہی ہوں۔سو میں نے سوچا آپ کا انٹرویو کرلوں۔ جاتے ہی دھما کا کروں گی کہ وہ بندہ جو بہت کم لوگوں کو انٹرویو دیتا ہے میرے پاس اس کی زندگی سے متعلق بہت سی حقیقتیں ایسی ہیں جن کا کسی کو نہیں پتہ۔کتنا مزہ آئے گا ناں۔ میرے باس بہت خوش ہوں گے۔'' نشوہ نے جس طرح بات کو گھمایا تھا جزلان سراہے بغیر نہ رہ سکا۔صحیح سنا تھا اس کے بارے میں کہ وہ بہت خطرناک اور ٹیلنٹڈ صحافی تھی۔ جزلان واپس پھر سے اپنی جگہ آیا اور چلنا شروع کر دیا۔

''اول تو یہ کہ آپ دوبارہ سے جاب بالکل بھی نہیں کریں گی۔اور دوسری بات یہ کہ جھوٹ کے پاؤں نہیں ہوتے۔''

جزلان کی بات کا مطلب سمجھتے اس نے اپنی بے ساختہ امڈنے والی مسکراہٹ کافی کا سپ لیتے چھپائی۔

''نشوہ! میں نے عورت کی کبھی تذلیل نہیں کی اور نہ اسے ٹشو پیپر کی طرح استعمال کیا ہے۔انفیکٹ میں بہت

چھوٹی عمر سے شہر آ کر پڑھنے لگ گیا تھا۔ جب نوجوانی کی عمر میں پہنچا تو لڑکیاں خود بخود میری جانب بڑھیں میں کبھی کسی لڑکی کی جانب نہیں بڑھا۔ میں نے ابھی تک اپنے سرکل کی سب وہ لڑکیاں دیکھیں جن کے لیے خود کو ارزاں کرنا کوئی معنی نہیں رکھتا تھا۔ میں آپ کو ایک حقیقت بتاؤں، لڑکیاں مجھے خود دوستی سے آگے بڑھنے کی خواہش کا اظہار کرتی تھیں مگر نجانے کیوں میں کبھی اس حد تک خود ہی نہیں گیا۔ مجھے کبھی عورت کے وجود کی ہوس رہی ہی نہیں۔ ہاں بس دوستی تک ٹھیک تھا۔ اسی لیے میں نے اس رات آپ کو جب دوستی کی آفر کی تھی تو اسی تناظر میں کی تھی کہ آپ بھی قبول کرلیں گی۔ جب آپ نے انکار کیا تو میں نے جانا کہ لڑکیوں کی ایک قسم یہ بھی ہے جس کے لیے مرد میں کوئی اٹریکشن نہیں ہے۔ اب تو جن سے دوستی تھی وہ بھی نہیں رہی۔'' جزلان نے اس کے چہرے کو دیکھا جس پر نجانے کیوں مگر اطمینان بکھرا تھا۔

''کیوں۔'' وہ بے اختیار پوچھ بیٹھی۔

''کیا آپ واقعی انجان ہیں۔'' جزلان نے گہری نگاہوں سے اسے دیکھا۔

''آپ ڈرنک بھی کرتے ہیں۔'' نشوہ نے اس کے سوال کو نظر انداز کر کے ایک اور سوال پوچھا۔

''کرتا تھا مگر چچی نے اپنی قسم دی تو وہ بھی چھوڑ دی، ویسے مجھے لگتا ہے کہ میری زندگی میں اب آنے والی دو عورتوں نے مجھے اچھا مسلمان بنا کر ہی چھوڑنا ہے۔'' جزلان نے کافی ختم کرتے ہاتھ پیچھے باندھتے سر کو ہلکا سا جھکائے کہا۔

''کن دو نے۔''

جزلان جانتا تھا کہ فوراً یہی سوال آئے گا۔

''آپ اور چچی۔'' جزلان نے سر اٹھاتے چہرہ اس کی جانب موڑتے مسکرا کر کہا۔

''ایکسکیوز می، میں عورت نہیں ہوں۔'' نشوہ نے پرسکون ہوتے منہ بنا کر کہا۔

''ہاہاہا! افسوس آپ تو کبھی مجھ سے اپنی عمر بھی نہیں چھپا سکیں گی۔ کزنز میر جز کا ایک یہی نقصان ہوتا ہے۔''

جزلان نے اس کے چڑنے کو کسی خاطر میں نہ لاتے قہقہہ لگاتے اسے اور چڑایا۔

''واپس چلیں اب۔ آپ مجھے تھوڑی دیر کا کہہ کر لائے تھے۔ جب ہم گھر سے نکلے تھے تب ساڑھے نو تھے

اوراب بارہ بجنے والے ہیں۔نشوہ نے اپنی گھڑی دیکھتے ناراض نظراس پرڈالتے ہوئے کہا۔

''آج تو اتنے انکشافات ہورہے ہیں کہ دل ہی نہیں کررہا گھر جانے کو۔'' جزلان کی ذومعنی بات پرنشوہ نے نظریں پھرادھراُدھر دوڑائیں۔

''اب اگرآپ نہیں گئے تو میں آپ کو یہیں چھوڑ کرخود ڈرائیو کر کے چلی جاؤں گی۔'' نشوہ نے اسے دھمکی دی۔

''چلیں بھئی......'' جزلان نے بدمزہ ہوتے واپسی کی طرف قدم بڑھائے۔

''اوراب واپسی پر میں ہی ڈرائیو کروں گی آپ کی سست رفتار ڈرائیونگ نے ہمیں صبح تک ہی گھر پہنچانا ہے۔'' وہ مزید بولی۔

''واؤ! یہ تو بہت ہی رومینٹک آئیڈیا ہے۔'' جزلان نے اسے پھر چھیڑا۔

''مجھے لگتا ہے آئندہ آپ نے کبھی میرے ساتھ باہر نہیں آنا۔آپ کی یہی حرکتیں رہیں نا تو میں دوبارہ نہیں آؤں گی۔'' نشوہ نے اسے گھورا۔

''بیوی سے بہتر گرل فرینڈز ہی ہوتی ہیں رعب میں تو رہتی ہیں۔'' جزلان کی بات پر وہ اپنی بے ساختہ مسکراہٹ نہیں روک پائی۔

''تو اپنی کسی گرل فرینڈ کو ہی لانا تھا نا مجھے کیوں لائے۔'' نشوہ نے کندھے اچکاتے کہا۔

اس کی بات پر جزلان نے اپنے قدم روکے اوراس کا ہاتھ پکڑ کر اسے اپنی جانب کھینچا۔نشوہ اس سب کے لیے تیار نہیں تھی۔ یکدم اس کے سینے سے ٹکرائی۔

''کیا واقعی آپ کو میرے ساتھ کسی اور لڑکی کے ہونے نہ ہونے سے کوئی فرق نہیں پڑتا۔'' جزلان نے اس کی لٹ کو اس کے اسکارف میں کرتے ہوئے پوچھا۔

اس کے لمس نے نشوہ کی بولتی بند کردی۔

''میں نے کچھ پوچھا ہے۔'' جزلان نے اس کی بازو کو تھامتے جھٹکا دے کر پوچھا۔

''ابھی تو میں خود کنفیوزڈ ہوں آپ کو کیا بتاؤں۔''

جزلان کی اس کی صاف گویائی بہت پسند تھی۔

''کب تک اس کنفیوزن سے باہر آئیں گی۔'' ایک اور سوال۔

''کچھ دن اور۔'' نشوہ کی نظر اس کی شرٹ کے بٹنز سے الجھ رہی تھی۔

''وہ دن آجائے گا میری زندگی میں ہی۔''

جزلان کی بات پر اس نے کانپ کر اس کا چہرہ دیکھا۔

''اگر آپ نے آئندہ اتنی فضول بات کی تو میں......میں......'' اسے سمجھ نہیں آیا وہ کیا کہہ دے اور کیا کر دے۔

''تو آپ کیا کریں گی۔'' جزلان نے بھنویں اچکاتے جیسے اس کی کیفیت کا مزہ لیا۔

''تو میں آپ کے سارے سگار کوڑے کی نذر کر دوں گی۔'' نشوہ کو کوئی اور بات نہ بن پڑی تو اس کی پسندیدہ چیز کا حوالہ دیا۔

''ہاہاہا! بصد شوق۔'' جزلان نے قہقہہ لگایا۔

''اللہ کرے کوئی پولیس والا آجائے اور آپ کے سارے دانت اندر کرے۔ رات میں ایک لڑکی کے ہمراہ دیکھ کر آپ کو تھانے کی سیر کروائے۔''

نشوہ کے جلی کٹی باتوں نے جزلان کو قہقہے لگانے پر مجبور کر دیا۔ یکدم اسے ساتھ لگاتے خود میں بھینچتے جزلان نے اپنے لب اسکارف سے ڈھکے سر پر رکھ دیئے۔ نشوہ کی سانسیں جیسے تھم گئیں۔

''چلیں۔'' کچھ دیر اسی حالت میں رہنے کے بعد اسے خود سے الگ کرتے جزلان نے اس کا ہاتھ پکڑ کر گاڑی کی جانب جاتے کہا۔ نشوہ کو لگا وہ ابھی تک اسی لمحے میں ہے۔

✡......✡......✡

''میں کہتی ہوں جزلان کو فون کریں وہ دونوں چڑیلیں کیسے اسے اپنے قبضے میں لے کر چلی گئیں۔ اللہ کرے مر جائیں وہ۔'' زروہ شاہ بین کرتے ہوئے بولیں۔

ایک ہفتہ ہو گیا تھا انہیں۔ نہ جزلان نے ان سے رابطہ کیا تھا اور نہ ہی حویلی سے کسی نے اسے فون کیا تھا۔

”وہ کوئی دودھ پیتا بچہ نہیں کہ وہ ان ساری باتوں کو سمجھ نہ سکے۔ کچھ دنوں کی بات ہے وہ لڑکی اس کے ساتھ ٹکنے والی ہی نہیں۔ میں نے اس کی جزلان سے بیزاری نوٹ کر لی ہے۔ مجھے یقین ہے وہ خود جزلان کو چھوڑ جائے گی۔“ بلال شاہ نے انہیں تسلی دلاتے ہوئے کہا۔

”اور وہ جو تمہارا بیٹا بھڑ کیں مار کر گیا تھا کہ انہیں حق دلا کر رہوں گا۔ دیکھ لو ہفتہ ہو گیا ہے کوئی نوٹس آیا۔ وہ بس وقتی جوش تھا۔ ہمارا ہی خون ہے کہاں جائے گا۔ ہمارے پاس ہی آئے گا۔“

بلال شاہ کی بات پر انہیں کچھ تسلی ہوئی۔

جزلان کی نئی فلم آئی تھی جس کی پروموشنز میں وہ بے حد مصروف تھا۔ فلم ریلیز ہونے کے بعد پہلے شو نے ہی فلم کو بے حد منافع دیا۔ اسی خوشی میں ساری کاسٹ نے ایک پارٹی ارینج کی۔

جزلان بھی چلا گیا۔ اس نے نشوہ کو فون کر کے بتا دیا تھا۔ ویسے بھی ٹی وی پر ایک چینل اس کی کوریج کر رہا تھا۔ نشوہ نے دیکھ لیا تھا۔

وہ کھانا کھا کر کمرے میں آ گئی۔ ابھی اس نے عشاء شروع کی ہی تھی کہ اس کے کمرے کا دروازہ آہستہ سے کھلا اور جزلان کے مخصوص کلون کی خوشبو آئی۔ سلام پھیر کر اس نے بیڈ کی جانب دیکھا جہاں وہ آنکھوں پر ہاتھ رکھے نیم دراز تھا۔

نشوہ نے واپس اپنی نماز جاری رکھی۔ الجھی تو تھی کہ وہ اتنی جلدی کیوں آ گیا۔ حالانکہ کچھ دیر پہلے اس نے فون کر کے کہا تھا کہ وہ لیٹ نائٹ آئے گا وہ انتظار نہ کرے اور سو جائے۔

نماز ختم کر کے کچھ تسبیحات پڑھ کر وہ جائے نماز سے اٹھی ہی تھی کہ جزلان نے آہٹ پر آنکھوں سے ہاتھ ہٹا کر اس کی جانب دیکھا۔

”خیریت، آپ جلدی آ گئے۔“ اس نے فکرمندی سے اسے دیکھتے پوچھا۔

”ہاں بس ویسے ہی۔“ اس نے سیدھے ہوتے سائیڈ ٹیبل سے سگار نکال کر سلگایا۔

”ابھی تو رقص و سرود کی محفل شروع بھی نہیں ہوئی ہو گی۔“ نشوہ خود اس فیلڈ میں رہ چکی تھی لہٰذا وہ جانتی تھی کہ

ایسی پارٹیز میں کیا کچھ ہوتا ہے۔

''شکر نہیں کر رہی کہ حرام کو چھوڑ کر حلال کے پاس آ گیا ہوں۔'' جزلان نے تپے ہوئے لہجے میں کہا۔

''حلال کو بھی کب حلال کیا ہے۔'' نشوہ ہمیشہ کی طرح سوچے سمجھے بنا بولی پھر خود ہی اپنی زبان کی تیزیوں پر خائف ہوئی۔ کچھ اسے شرمندہ کرنے کی کسر جزلان کے قہقہے نے پوری کر دی۔

''واقعی میں؟'' جزلان کی حیرت زدہ آواز آئی جبکہ وہ اس کی معنی خیز نظروں سے بچنے کے لیے خواہ مخواہ ہی الماری میں کچھ تلاش کرنے لگی۔ ہمیشہ کی طرح اس کا سوال ان سنا کیا۔ پھر الماری بند کر کے اپنی جگہ پر آ کر لیٹنے لگی۔ مگر جزلان کی ایکسرے کرتی نظریں اسے کنفیوز کیے جا رہی تھیں۔

''کیا مسئلہ ہے۔'' آخر تنگ آ کر اسے دیکھ کر پوچھا۔

''میں نے کیا کہا ہے۔'' جزلان نے اچھنبے سے کہا۔

''کیوں دیکھے جا رہے ہیں اور مسکرا بھی رہے ہیں۔'' اس نے بیڈ پر بیٹھتے ہوئے چڑچڑے لہجے میں کہا۔

''مسکرانے اور آپ کو دیکھنے پر پابندی ہے۔'' جزلان کے سوال پر وہ جزبز ہوئی۔

''نہیں، مگر ایسے مت دیکھیں۔''

''کیسے۔''

''اف مجھے نہیں پتہ۔'' تکیہ صحیح کر کے اس پر سر رکھتے وہ عاجز آ کر بولی۔ اب وہ اسے کیا بتاتی کہ اس کی نظروں نے اس کے اندر کیسی ہلچل مچائی ہوئی ہے۔

جزلان نے اٹھ کر لائٹ آف کی۔ پھر واپس اپنی جگہ سیدھا لیٹتے ہوئے نظریں پہلے چھت پر ٹکائیں پھر رخ موڑ کر نشوہ کو دیکھا جو منہ دوسری جانب کیے لیٹی ہوئی تھی۔

''نشوہ۔'' بے ارادہ اسے آواز دی۔

''جی۔''

''انتظار کے کتنے لمحے ابھی ہمارے درمیان ہیں۔''

جزلان کے پوچھے جانے والے سوال پر اس کی ہتھیلیاں بھیگیں۔

"پتہ نہیں۔" نشوہ نے لاعلمی کا اظہار کیا۔

"کیا واقعی......حالانکہ کسی آنکھوں میں محبت کے جگنو تو بہت واضح دیکھے ہیں میں نے۔" جزلان کے جواب پر اس کی دھڑکنیں بڑھ گئیں۔

"نظر کا دھوکہ بھی ہو سکتا ہے۔" نشوہ نے ایک مرتبہ پھر اسے جھٹلایا۔

اس کے بعد جزلان نے کوئی بات نہیں کی۔نشوہ یہی سمجھی کہ وہ برا منا گیا ہے۔مڑ کر اسے دیکھا جو گز بھر کے فاصلے پر آنکھیں موندے دونوں ہاتھ سینے پر رکھے چت لیٹا تھا۔

"جزلان۔" بے اختیار اسے آواز دی۔

"جی جان۔" جزلان نے بند آنکھوں سے مسکراتی آواز میں جواب دیا۔

"اف! کتنی فلمی باتیں کرتے ہیں آپ۔" وہ اس کے جزلان کہنے پر بولی۔حالانکہ جزلان کے جذبوں سے چور لہجے نے دل کی دنیا تہہ و بالا کی تھی۔

"ہاہاہا! تو کیا کہوں......ڈارلنگ، سویٹ ہارٹ، مائی لائف، مائی باربی ڈول......"

"اف بس بس......آپ صرف نشوہ ہی کہیں۔" اس نے جزلان کو درمیان میں ٹوکتے ہوئے کہا۔

"کیا میں آپ کو وشہ کہہ سکتا ہوں۔" جزلان کی بات پر وہ حیران ہوتی باز و موڑ کر ہتھیلی پر چہرہ ٹکاتے اونچی ہوئی۔حیرت سے اسے دیکھتی مسکرائی۔

"کہہ سکتے ہیں۔" پھر شاہانہ انداز میں اسے اجازت دی۔

"تھینکس میم۔" جزلان کے انداز پر وہ پھر سے مسکرا اٹھی۔

"آپ کا بوتیک اتنا اچھا چلتا ہے پھر آپ یہ حرام کا پیسہ کیوں کماتے ہیں۔" نشوہ کی بات پر وہ چند لمحے کچھ بولنے کے قابل نہ رہا۔

"یار محنت کرتا ہوں۔فلمیں بنانے میں بھی خون پسینہ ایک ہوتا ہے۔" اس نے اپنی طرف سے مضبوط دلیل دی۔

"مگر آپ اسی محنت کو بوتیک پر لگائیں تو مجھے یقین ہے آپ بہت جلد بہت زیادہ گرو کریں گے۔" نشوہ کی

بات پر وہ یکدم چونکا۔

''کیا مجھ سے کترانے کی وجہ یہ انڈسٹری ہے۔'' جزلان کی بات پر اب کی بار چپ ہونے کی باری نشوہ کی تھی۔

وہ آج اس کی ذہانت کی قائل ہوگئی۔

''مجھے نیند آرہی ہے۔'' اس نے نظر چراتے پھر سے رخ دوسری جانب موڑ لیا۔

''لڑکی! میری نیندیں اڑا کر اتنے آرام سے کیسے سو لیتی ہو۔'' اس کے گھنے سیاہ بالوں میں ہولے سے ہاتھ پھیرتے ہوئے وہ بولا۔

''سونے کہاں دے رہے ہیں آپ، مسلسل باتوں میں لگایا ہوا ہے۔'' نشوہ کی بے چارگی لیے آواز پر وہ ہولے سے مسکرایا۔

''میری بات کا جواب تو دے دو۔'' اس نے دہائی دی۔

''خود سوچیں، اپنے دماغ کا بھی کبھی استعمال کر لیں۔'' اس نے جزلان کو جتایا۔

''شکر کرو ابھی تک دماغ سے کام لے رہا ہوں جس دن دل سے کام لیا نا تو آپ سب سے پہلے زد میں آؤ گی۔'' جزلان کی بات میں چھپی پیار بھری دھمکی پر وہ کھسک کر اور آگے ہوئی۔

''یہ نہیں کہا کہ ابھی عمل کروں گا۔'' جزلان نے اس کی حرکت پر اسے چھیڑا۔

''لاحول پڑھیں شیطان آیا ہوا ہے آپ پہ۔''

''سب سے بڑا شیطان تو میرے ساتھ لیٹا ہے۔''

''کیا کیا۔'' اس کی بات پر وہ پنجے تیز کرتی اٹھی۔

''کچھ نہیں...... کچھ نہیں سو ہی جائیں اب۔'' جزلان نے ڈرنے کی ایکٹنگ کی۔ دونوں ہنس پڑے۔

......

وہ ابھی ناشتے میں چائے پی ہی رہے تھے کہ ملازم نے اخبار کے ساتھ ایک خاکی لفافہ بھی پکڑایا۔ انہوں نے عینک لگاتے حیرانگی سے اس لفافے کی جانب دیکھا۔ پھر ہنکارا بھرتے اسے چاک کیا مگر اندر موجود عدالتی

نوٹس پڑھتے انہیں یقین نہیں آیا کہ وہ پوتا جسے وہ اپنے سب بچوں میں سب سے زیادہ پیار کرتے ہیں وہ ان پر نشوہ کی جائیداد کے لیے واقعی کیس بھی کرواسکتا ہے۔

وہ ابھی تک اسی خوش گمانی میں تھے کہ وہ سب اس کا وقتی غصہ تھا اور وقت گزرنے کے ساتھ یہ بھی ختم ہوجائے گا مگر وہ بھول گئے تھے کہ وہ شروع سے جو کہتا تھا کر دکھاتا تھا وہ اتنے ہی اٹل اور پکے ارادوں والا تھا۔ اب جب اس نے ان دونوں کی ذمہ داری اٹھائی تھی تو اس نے ہر حال میں اسے پورا کرنا تھا اس سب کے لیے انہوں نے ہی اسے مجبور کیا تھا۔

ایک خاکی لفافے نے کچھ ماہ پہلے ان کا سکون درہم برہم کیا تھا اور ایک خاکی لفافے نے آج ان کا سکون ختم کر دیا تھا۔ انہوں نے اس لفافے کو مٹھی میں چڑ مڑ کر لیا تھا۔ آخر کیا تھا ان ماں بیٹی میں کہ ماں نے ان کے بیٹے کو پاگل کر دیا اس قدر کے اس نے کوئی ریت روایت نہیں دیکھی اور اب بیٹی نے ایسا کیا جادو کیا کہ وہ جو کبھی ان کی حکم عدولی نہیں کرتا تھا آج انہیں عدالت میں گھسیٹنے کے چکر میں ہے۔

ان کا دماغ غصے سے کھول رہا تھا یکدم ان کے موبائل کی آواز نے سناٹے کو چیر دیا۔ انہوں نے موبائل اٹھا کر دیکھا تو اسکرین پر جزلان کا ہی نمبر چمک رہا تھا۔ انہوں نے کھولتے دماغ سے فون اٹھایا۔

”ہیلو۔“ ان کی گرجدار آواز سنائی دی۔

”میں نے صرف یہ بتانے کے لیے فون کیا ہے کہ نوٹس میں نے بھیج دیا تھا اور امید کرتا ہوں کہ آپ کو مل بھی گیا ہوگا۔ میں نے کبھی نہیں چاہا تھا کہ کبھی آپ کو تکلیف سے دوچار کروں مگر آپ کی بے جا ضد کے آگے مجھے مجبور ہونا پڑا اور اس بات کا بھی افسوس ہے کہ آپ نے مجھے ایک مہرہ بنا کر اپنی سازش میں شریک کیا۔ میں نے ہمیشہ بابا سے بھی زیادہ آپ کی عزت اور آپ سے محبت کی اور آپ نے میرے ساتھ کیا کیا۔ افسوس سے کہنا پڑ رہا ہے کہ آپ نے کبھی کسی سے محبت نہیں کی سوائے پیسے کے۔

نہ دانیال چاچو سے ایک باپ والی محبت کی اور نہ مجھ سے دادا والی۔ میں نے تو سنا تھا کہ اصل سے سود پیارا ہوتا ہے۔ آپ نے تو اسے جڑ سے اکھاڑ دینے کی سازش کی جس نے صبورہ چچی کو اس رات حویلی سے جانے پر مجبور کیا۔ یہ روپیہ پیسہ سوائے آزمائش کے اور کچھ نہیں۔ رشتوں کو ان میں مت تولیں۔ ایک بیٹے کو تو آپ گنوا

چکے ہیں۔ جو سچے رشتے باقی ہیں ان کو بچا سکتے ہیں تو بچا لیں۔ جو آپ کے ارد گرد ہیں وہ صرف آپ کی دولت کی کشش کی وجہ سے آپ کے ساتھ جڑے ہیں۔ جنہیں لالچ نہیں وہ تو آپ سے دور ہیں۔ آپ کو اب بھی اندازہ نہیں کہ کون سچا ہے کون جھوٹا۔ آپ اگر محبت سے نشوہ اور صبورہ چچی کو اپنی سرپرستی میں لیتے تو میں یقین سے کہہ سکتا ہوں وہ کبھی کسی حصے کی ڈیمانڈ نہ کرتیں۔ ان دونوں کو پیسے کی ہوس ہے ہی نہیں۔

کتنے دنوں سے وہ میرے ساتھ ہیں۔ میں کبھی خود سے کچھ دلا دوں تو دلا دوں انہوں نے کبھی مجھ سے کچھ مانگا ہی نہیں۔ آپ نے لوگوں کو جاننے میں بہت بڑی غلطی کر دی۔ مجھے اب بھی آپ سے اتنی ہی محبت ہے اسی لیے آخری امید کے طور پر آپ کو فون کیا ہے کہ اس روپے پیسے کو رشتوں میں مت آنے دیں۔ اور جو حقدار کا حق ہے وہ خوشی خوشی محبت کے ساتھ انہیں دے دیں۔ یہ نہ ہو آپ بے حسوں میں اکیلے رہ جائیں...... خدا حافظ۔"

فون بند ہونے کے بعد نجانے کتنی دیر تک وہ ساکت اسے کان سے لگائے بیٹھے رہے۔ کتنا سچ کہہ گیا تھا وہ۔ انہوں نے واقعی ساری زندگی اس دولت سے ہی محبت کی تھی اور اسی لیے اللہ نے انہیں اسی تک محدود کر دیا تھا رشتوں اور ان کے خالص پن کو محسوس کرنے کی حس ہی ختم کر دی تھی۔ جزلان نے سوچوں کے نئے در ان پر وا کر دیئے تھے۔

✡......✡......✡

"سنیں۔"

وہ جو آج چھٹی کے دن کمرے میں مزے سے بیٹھا لیپ ٹاپ گود میں رکھے کچھ کام کرنے میں مصروف تھا نشوہ کی آواز پر پوری طرح اس کی جانب متوجہ ہوا۔ شام کا وقت تھا۔ وہ چائے لے کر آئی ساتھ میں شاید کوئی فرمائش لے کر بھی۔ کیونکہ وہ اس طرح اسے بہت کم مخاطب کرتی تھی۔

"جی سنائیں، چچی کہاں ہیں۔" اسے اجازت دیتے ساتھ ہی اس نے صبورہ کے بارے میں پوچھا۔

"امی یہاں ساتھ والوں کی طرف گئی ہیں۔ ان کی کچھ طبیعت ٹھیک نہیں تھی تو امی نے کہا کہ ان کی عیادت کر آؤں۔" نشوہ نے تفصیل بتائی۔

"اچھا آپ سے ایک بات کہنی تھی۔" وہ اس کے سامنے بیڈ کے کنارے پر بیٹھتے ہوئے بولی۔

"زہے نصیب زہے نصیب۔آپ نے مجھ ناچیز کو بھی اپنے کسی کام کے قابل سمجھا۔" جزلان نے خوشگوار لہجے میں کہا اور خود چائے کے گھونٹ بھرنے لگا۔

"اف! اب آپ کے ڈائیلاگ شروع ہو جائیں گے۔کس قدر فلمی انسان ہیں آپ۔" نشوہ نے ماتھے پر ہاتھ مارتے ہوئے نفی میں سر ہلاتے کہا۔

"کیا کریں اب آپ کی قسمت میں یہ فلمی بندہ ہی تھا۔" جزلان نے بھی افسوس کرنے میں اس کا ساتھ دیا۔

"ویسے لوگوں کے مطابق...... میرے مطابق نہیں...... آپ بہت ہینڈسم ہیں کہ فلموں میں کام کر سکتے ہیں۔ایکٹنگ بھی اچھی کر لیتے ہیں اور سنگنگ بھی تو پھر یہ سب کام بھی خود کیوں نہیں کر لیتے الگ الگ جو سنگرز اور ایکٹرز رکھتے ہیں وہ پیسے بھی بچ جائیں گے اور آپ کا شوق بھی پورا ہو جائے گا۔" نشوہ نے شرارتی لہجے میں کہا۔

"مشورہ اچھا ہے میں ضرور کام کروں گا۔ڈن ہو گیا مگر اس کی ایک شرط ہے۔" جزلان جتنی آسانی اور سنجیدگی سے بس کی بات مان گیا وہ نشوہ کو حیران کر گیا۔

"وہ کیا۔" اس نے حیران ہوتے سوال کیا۔

"اگر میری فلم کی ہیروئن آپ ہوں تو میں ضرور کام کروں گا۔" جزلان کی شرارتی نظریں اس کے چہرے کا طواف کر رہی تھیں۔

"پھر آپ کے فینز آپ کو فلموں میں دیکھنے سے محروم ہی رہیں گے۔آپ لوگوں پر ہی پیسے خرچ کریں یہ زیادہ بہتر ہے۔" اس نے منہ بناتے ہوئے کہا۔

"مفت مشورے دینا بہت آسان ہوتا ہے عمل کرنا بہت مشکل۔"

"آپ اپنی گرل فرینڈز پر ہی گزارا کریں۔"

"اب تو وہ بھی نہیں ہیں ظالم لڑکی۔" جزلان نے ٹھنڈی آہ بھری۔

"اف! ایک تو آپ ایسا باتوں میں لگاتے ہیں نا...... مجھے کچھ پیسے چاہئیں۔" اس نے اپنے آنے کا مقصد بتایا۔

"آپ سارے ہی لے لیں۔" جزلان نے سائیڈ ٹیبل سے اپنا والٹ اٹھا کر اس کے ہاتھ میں پکڑا دیا۔

"سوچ لیں بعد میں نہ کہنا بیوی نے ڈاکہ مارا ہے۔" نشوہ نے اسے تنبیہہ کی۔

"آئی وش، کبھی میری بیوی بن کر آپ ڈاکہ ماریں میں لٹنے کے لیے تیار ہوں۔" جزلان نے نرم گرم نگاہوں سے اس کی جانب دیکھا۔

"اف جزلان! آپ کے ڈائیلاگز سے اللہ بچائے۔"

"یہ اچھا طریقہ ہے میری محبت کی شدتوں سے بھاگنے کا کہ اسے ڈائیلاگز کا نام دے دیا جائے، لڑکیاں ترستی ہیں محبت کرنے والے شوہروں کے لیے۔آپ کو میری قدر ہی نہیں۔" جزلان نے مصنوعی تاسف بھری نظروں سے اسے دیکھا۔

"آپ تو ہر وقت ہی محبتیں لٹاتے رہتے ہیں۔افسوس اپنی ساری گرل فرینڈز کی محبت اب مجھ اکیلی کو پر لٹانی پڑتی ہیں ناں اسی لیے ابھی تک پٹارہ بھرا ہوا ہے۔ویسے کبھی ایسا ہوا کہ آپ کی فرینڈز نے ایک جگہ مل کر آپ کی پٹائی کی ہو۔ڈیٹ پر کسی کو لے گئے اور باقی سب کو بھی پتہ چل گیا ہو۔" نشوہ کا لہجہ صاف مذاق اڑاتا ہوا لگا۔

"کوئی خاص دشمنی ہے آپ کو مجھ سے۔اس دن پولیس کی دھمکیاں دیں رہی تھیں آج فرینڈز سے پٹنے کی باتیں۔مجھے ڈان کہتی تھیں آپ کی اپنی سوچ کسی بڑے ڈان سے کم نہیں۔" جزلان جل کر بولا۔

"ہاہاہا! آپ کو یاد ہے۔" نشوہ کو خوشگوار حیرت ہوئی۔

"انہی تعریفوں نے تو آپ کے پیچھے آنے پر مجبور کیا تھا۔" جزلان نے سگار سلگاتے کہا۔نشوہ نے بڑھ کر اس کے منہ سے سگار نکالتے اٹھ کر ڈسٹ بن میں پھینکا۔جزلان اس کی اس حرکت پر ششدر رہ گیا۔

"مجھے آپ کی بہت ضرورت ہے اور میں آپ کو کسی ایسے کام میں انوالو نہیں دیکھ سکتی جس کا آپ کی صحت پر برا اثر پڑے۔آج کے بعد مجھے آپ کے پاس یہ نظر بھی نہ آئے۔" جس حق سے اس نے یہ سب کیا تھا جزلان کا دل کیا اٹھ کر اسے خود میں گم کر لے۔

"اور یہ پیسے میں نے اسی لیے لیے ہیں کہ مالی بابا کی بیٹی کی شادی آرہی ہے تو سوچا انہیں کچھ کپڑے دلا دوں۔جانتی ہوں کہ باقی کا سارا خرچ آپ نے اٹھایا ہے۔" نشوہ نے اس کے والٹ سے دس ہزار نکالتے ہوئے کہا اور والٹ واپس کرنے کے لیے جونہی ہاتھ بڑھایا والٹ کے ساتھ جزلان نے اس کا ہاتھ بھی پکڑ کر

اسے اپنے پاس بیٹھنے کا اشارہ کیا۔

"یہ توجہ، یہ خیال رکھنے کے انداز۔ ابھی بھی انکاری ہیں۔" جزلان کی آنکھوں سے لپکتے جذبوں نے نشوہ کو نگاہیں جھکانے پر مجبور کر دیا۔ اس نے آہستہ سے جزلان کے کندھے پر سر رکھ دیا۔ جزلان تو آج اس کے انداز دیکھ دیکھ کر حیرت کا شکار ہوتا جا رہا تھا۔

"میری لائف ہمیشہ ذمہ داریوں کے چکر میں ہی گزری اور کبھی میں نے محبت کی نہیں۔ دوسرے الفاظ میں ان رومینٹک ہوں۔ تو اتنی شدید محبت کو اتنے قریب سے محسوس کرنے کے لیے اور محبت کا اقرار کرنے میں کچھ تو وقت لگے گا۔ آپ کی اپنی زندگی میں اہمیت کو تو مان چکی ہوں محبت کو بھی محسوس کر چکی ہوں مگر اپنی محبت آپ پر آشکار کرنے میں کچھ وقت چاہیے۔" نشوہ کے لفظوں نے اسے الجھا دیا۔

"کس بات کا انتظار کر رہی ہیں۔" اس نے نشوہ کے سر پر اپنے گال مس کرتے اسے اپنے حصار میں لیتے کہا۔

"میں نے اس دن بھی کہا تھا اپنا دماغ استعمال کریں۔" نشوہ نے اس کے کندھے سے سر اٹھاتے آج پہلی بار اس کے چہرے کو اتنے قریب سے دیکھا۔ دل نے کیا کیا خواہشیں اس ایک لمحے میں نہیں کی تھیں مگر ابھی وہ انتظار میں تھی۔

"وشہ! کیوں کنفیوز کر رہی ہیں دل میں جو بھی کہہ دیں۔" جزلان نے اکتا کر کہا۔

"کچھ باتیں اپنے وقت پر اچھی لگتی ہیں۔" کہتے ساتھ ہی اس نے جزلان کا حصار آہستہ سے توڑا اور کمرے سے چلی گئی۔

⁂ ...... ⁂ ...... ⁂

"دیکھا آپ نے یہ کیا بھیجا ہے اس نے۔ میں کل ہی اس صاحبزادے کا دماغ ٹھیک کرتا ہوں۔ جمعہ جمعہ آٹھ دن ہوئے نہیں اس لڑکی کو اپنی زندگی میں شامل کیے ہوئے کہ ہم اسے زہر لگنے لگ گئے۔ ہماری برسوں کی محبتوں کا یہ صلا دے رہا ہے۔ اب اس سب پر حتمی بات کرنی بہت ضروری ہو گئی ہے۔" بلال شاہ کے ہاتھ وہ عدالتی نوٹس لگ گیا تھا جو جزلان نے بھیجا تھا۔

''نہیں۔'' سبحان شاہ راکنگ چیئر پر بیٹھے تھے۔ دونوں اس وقت سبحان شاہ کے کمرے میں موجود تھے۔

''کیا مطلب۔'' انہوں نے الجھ کر باپ کی جانب دیکھا۔

''کوئی اس کے پاس نہیں جائے گا۔'' وہ جو سامنے بنی پینٹنگ پر نظریں گاڑے بیٹھے تھے مضبوط لہجے میں بولے۔

''مگر کیوں بابا حضور۔'' بلال شاہ الجھ گئے۔

''کیونکہ جزلان نے مجھے ضمیر کے کٹہرے میں کھڑا کر دیا ہے۔ پہلے یہاں سے پیشیاں بھگتا لوں پھر اس سے بات کروں گا۔'' انہوں نے کھوئے ہوئے لہجے میں کہا۔

بلال شاہ اور کوئی بھی نہیں جانتا تھا اس دن فون پر ان کی جزلان سے بات ہو چکی تھی جس دن نوٹس ملا تھا۔ اس دن سے لے کر سبحان شاہ گم صم ہو گئے تھے۔ جزلان نے انہیں سچائی کے آئینے میں انہیں انہی کا وہ چہرہ دکھایا تھا کہ جس کے کرخت نقوش وہ دیکھ کر سہہ نہیں پا رہے تھے۔ انہیں لگا دانیال کی موت کے پیچھے صبورہ کا نہیں بلکہ ان کا اپنا ہاتھ تھا۔

اگر وہ تب کھلے دل سے اسے قبول کر لیتے تو شاید دانیال کے ساتھ وہ سب نہ ہوتا۔ اور یہ شاید انسان کو گھن کی طرح کھا جاتا ہے کیونکہ اس سے آگے صرف پچھتاوے کی آگ سلگتی رہ جاتی ہے جو لمحہ بہ لمحہ انسان کو جلا کر آخر میں راکھ کا ڈھیر بنا دیتی ہے وہ بھی جل رہے تھے لمحہ بہ لمحہ۔

''وشہ! میری فلم نے ریکارڈ بزنس کیا ہے اور کل شام ہی باہر بھی اس کے شوز سٹارٹ ہوئے ہیں۔ سب نے مل کر گرینڈ پارٹی رکھی ہے میری وش ہے کہ آپ بھی چلیں آج۔'' شام سات بجے کا وقت تھا جزلان کچھ دیر پہلے ہی واپس آیا تھا اور اب پارٹی میں جانے کی تیاری کر رہا تھا۔ ساتھ ساتھ نشوہ سے بھی ساتھ جانے کی رضامندی چاہ رہا تھا۔ جو جزلان کے پریسڈ کپڑے الماری میں ہینگ کر رہی تھی۔

''میں جانے کو تیار ہوں لیکن اگر وہاں آپ کے کسی ایکٹر، کسی کو ڈائریکٹر یا کسی پروڈیوسر نے مجھ سے ملتے ہوئے بوسہ دیا...... یا پھر میرے کندھے پر ہاتھ رکھا، جو کہ وہاں ایک عام سی بات ہے تو کیا آپ برداشت کریں

گے۔'' نشوہ کے سوال نے اس کے چہرے کا رنگ اڑا دیا۔

''کیا فضول بات ہے۔'' جزلان نے ناگواری اور کسی قدر غصے سے کہا۔ اس کے لیے یہ تصور ہی سوہان روح تھا کہ نشوہ کو کوئی غیر گھور کر دیکھے بھی کہاں یہ...... اس نے سر جھٹکا۔

''جزلان! اسی لیے میں نے اس رات بھی آپ کو کہا تھا کہ یہ سب حرام کام ہے۔ جب آپ کے پاس رزق کمانے کے حلال طریقے موجود ہیں تو اس کو چھوڑ کیوں نہیں دیتے۔ آپ کی فلم کی جو ہیروئن ہے وہ شادی شدہ ہے۔ اس انڈسٹری میں تو آ کر پتہ ہی نہیں چلتا کون کس کا شوہر ہے اور کون کس کی بیوی۔ جس بے غیرتی سے سب ایک دوسرے سے ملتے ہیں کیا کل کو آپ مجھے کسی کے ساتھ شیئر......''

''نشوہ۔'' جزلان کی دھاڑ نے نشوہ کو خاموش کروا دیا۔

''کیا میں غلط کہہ رہی ہوں، آپ اپنے فلم کی ہیروئن کو ہی دیکھ لیں۔ دو بچوں کی ماں ہے اور دو بچے اصل میں ہیں کس کے۔ کیا آپ یا کوئی اور جانتا ہے۔ کیا وہ اسی شوہر کے ہیں جس کو اس بات سے غرض نہیں کہ اس کی بیوی دن میں کس کے ساتھ ہوتی ہے اور رات...... جزلان! یہ سب دلدل ہے اور میں چاہتی ہوں آپ اس سے باہر آ جائیں۔ میں آپ کی امانت ہوں اور آپ ہی کی رہنا چاہتی ہوں۔'' وہ جزلان کے قریب آتے ہوئے بولی۔

''میں یہ سوچنا بھی نہیں چاہتی کہ میرے اندر جو لقمہ جا رہا ہے وہ دوزخ بنا رہا ہے یا میرے تن پر جو کپڑا ہے وہ مجھے کل کو قبر میں ناگ بن کر کاٹے گا یا پھر یہ کہ کسی نامحرم کا کوئی لمس بھی چھو کر میری جسم کو ناپاک بنا دے کہ کل کو میں اللہ کے سامنے نظر بھی نہ اٹھا سکوں۔ میں صرف اس دنیا میں ہی نہیں جنت میں بھی آپ کے ساتھ داخل ہونا چاہتی ہوں آپ کی پیروی کرتے ہوئے۔''

نشوہ کی باتوں نے جزلان کی پوری ہستی ہلا کر رکھ دی۔ وہ سوچ بھی نہیں سکتا تھا کہ وہ جس کام کو کام سمجھ رہا تھا وہ اس کی دنیا تو تباہ کر ہی رہا تھا اللہ کے پاس جانے والے رستے بھی کھوٹے کر رہا تھا۔

''میں یہ سب پہلے بھی کہہ دیتی مگر ہمارا دین کہتا ہے کہ نصیحت بھی تب کرو جب یہ سمجھو کہ اب اس کا اثر ہوگا۔ اب جب آپ اور میں محبت کے اس موڑ پر آ گئے ہیں جہاں سے آگے مان کا رشتہ شروع ہوتا ہے تو میں نے یہ

سب کہنے کا سوچا ہے۔ پہلے کہتی تو شاید آپ ان باتوں کو سوچتے بھی ناں۔'' نشوہ کی بات کو اس نے دل میں سراہا اللہ نے واقعی اس کی قسمت میں ہیرا لکھا تھا۔

ایک ہیرا اللہ نے دانیال چاچو کی قسمت میں لکھا تھا اور ایک ہیرا اللہ نے اسے دیا تھا۔ چاچو کی عمر نے انہیں اس ہیرے کو سنبھالے رکھنے کا موقع نہیں دیا مگر وہ اس کو تاعمر سنبھال کر رکھنا چاہتا تھا۔

''اور اگر میں پلٹ آؤں۔'' جزلان نے محبت پاش نظروں سے اپنی نیک سیرت بیوی کو دیکھا۔ وہ جو اس دنیا اور آخرت دونوں کے لیے اس کا انعام تھی۔ ہاتھ بڑھا کر اسے اپنے ساتھ لگایا۔

''تو میں ایک لمحہ بھی ضائع کیے بنا آپ کو ہر وہ مان بخش دوں گی جو ایک شوہر کا حق ہے۔ وہ لمحہ ہماری محبت کی تکمیل کا ہوگا۔'' اس کی محبت بھری نظروں میں زیادہ دیر اس کی دیکھنے کی ہمت نہیں تھی۔

''مکر تو نہیں جائیں گی؟'' جزلان نے یقین مانگا۔

''بالکل بھی نہیں۔'' نشوہ نے یقین دلایا۔

اور اس رات اس محفل کا حصہ بن کر نشوہ کے الفاظ اس کے دماغ میں گونجتے رہے۔

اس رات اس نے وہاں موجود کسی لڑکی سے نہ تو ہاتھ ملایا اور نہ کسی کو اجازت دی کہ اس کے بازو اور کندھوں پر ہاتھ رکھے۔ اب وہ کسی کی امانت تھا اور وہ اس میں ایک لمس کی بھی خیانت نہیں کرنا چاہتا تھا۔

وہ اپنے اردگرد دیکھ رہا تھا نشوہ نے کتنا صحیح کہا تھا جس بے حجابی سے سب آپس میں مل رہے تھے واقعی یہ تفریق کرنا مشکل تھا کہ کون کس کی بیوی ہے اور کون کس کا شوہر اور کئی تو ایسی تھیں جو غیر شادی شدہ تھیں مگر وہ اس طرح لڑکوں کے ساتھ کھڑی تھیں کہ ابھی تک جزلان نشوہ کے ساتھ کبھی ایسے کھڑے ہونے کی ہمت نہیں کر پایا۔ اسے لگا وہ گدھوں کے درمیان کھڑا ہے جو ایک دوسرے کے جسموں کو نوچ رہے ہیں اور پھر اس نے ایک فیصلہ کیا۔

۞......۞......۞

''ہیلو!'' نشوہ کے نمبر پر انجان نمبر سے میسجز آرہے تھے۔ اس نے انباکس کھولا تو وہ مزنی کا نمبر تھا۔ وہ اسے فون اٹینڈ کرنے کا کہہ رہی تھی۔ ابھی وہ اسے کال کرنے ہی لگی تھی کہ مزنی کا فون آ گیا۔

"کہاں ہوتی ہو لڑکی!"

"میں تو یہیں ہوتی ہوں تم کہاں ہوتی ہو آجکل۔ میں پچھلے دو ہفتوں سے کال کر رہی ہوں فون ہی بند ہے تمہارا اس سے پہلے کتنے میسجز کیے کسی ایک کا بھی جواب نہیں۔" نشوہ نے شکوہ کیا۔

"ہاں یار بس ایک ماہ پہلے میرا موبائل گم ہو گیا اور تمہیں پتہ ہے نمبرز سارے موبائل میں سیو کر دو تو پھر کہاں یاد رہتے ہیں۔ موبائلز کا سب سے بڑا نقصان......تو بس نیا لیا پھر تمہارا نمبر لیا مگر پھر پچھلے دنوں کچھ مصروف رہی کہ تمہیں بتا ہی نہیں سکی کہ یہ سب ہوا۔ خیر تم سناؤ کیسی گزر رہی ہے زندگی۔ اتنے دلوں کی دھڑکن کے ساتھ زندگی گزارنے کا ایکسپیرینس کیسا ہے۔" مزنی نے شرارتی لہجے میں پوچھا۔

نشوہ نے اسے سارے حالات سے آگاہ کیا۔

"یار یقین نہیں آتا کہ کوئی اپنوں کے ساتھ اتنا بھی سفاک ہو سکتا ہے۔ حد کر دی تمہارے دادا نے۔ مگر مجھے یہ جان کر خوشی ہوئی ہے کہ جزلان بھائی تمہارے حق میں اتنے اچھے ہیں۔ اب مزید ان کا امتحان مت لو اور اچھی سی زندگی شروع کرو۔ انہوں نے پھر وہاں سے آنے کے بعد تمہارے دادا پر کیس کیا؟"

"پتہ نہیں یار، جزلان نے اس طرح کی کوئی بات نہیں بتائی۔ اور ویسے بھی امی کہتی ہیں جب وہ شخص تمہارے حق میں اس قدر اچھا ہے تو تمہیں کیا ضرورت ہے اس روپے پیسے کی۔ اور صحیح بھی ہے یار، یہ پیسہ سوائے رشتوں کو توڑنے اور کیا دیتا ہے۔ میرے پاس امی کے علاوہ ایک جزلان کا ہی رشتہ ہے میں انہیں اب کسی بھی خاندانی گندی سیاست کی نذر نہیں کرنا چاہتی۔" نشوہ کے لہجے میں جزلان کے لیے محبت ہی محبت تھی۔

"بہت محبت کرنے لگ گئی ہو۔" نشوہ نے محظوظ ہوتے سوال کیا کہاں نشوہ جیسی خشک مزاج لڑکی سے ایسے کسی رشتے کی امید کی جا سکتی تھی۔

"یار! سچ کہوں وہ بندہ ہے ہی محبت کے قابل۔ اس نے مجھے کبھی پچھلی بدتمیزیوں کا طعنہ دیا ہی نہیں۔ وہ میرے ہر نئے دن کو پہلے سے زیادہ محبت سے لبریز کر دیتا ہے۔ اس نے میرے کوئی ایسی راہ ہی نہیں چھوڑی کہ جہاں میں اس کی محبت سے بھاگ جاتی۔ عجیب پاکیزہ محبت ہے اس کی۔ مجھے لگتا ہے مجھے اس سے محبت نہیں عشق ہو گیا ہے اس کی ہر ادا اتنی پیاری لگتی ہے۔ اس کا دیکھنا، مجھے مخاطب کرنا، مجھے محبت سے تھامنا۔ مزنی میں

اس کے عشق میں مبتلا ہو گئی ہوں۔'' نشوہ نے اپنی سب محسوسات ہمیشہ کی طرح مزنی سے شیئر کیے۔

''اللہ نشوہ! یقین نہیں آ رہا یہ تم کہہ رہی ہو۔'' مزنی تو حیرت زدہ رہ گئی اس کی باتیں سن کر۔

''مجھے بھی یقین نہیں آتا یہ میں ہوں ایسے جذبوں سے دور بھاگنے والی۔ اب لگتا ہے سرتاپا اس کی محبت کی بارش میں ساری عمر بھیگتے رہنا چاہتی ہوں۔'' نشوہ نے کھوئے ہوئے لہجے میں کہا۔

''جزلان بھائی کو بتایا ہے یا سب۔'' مزنی نے رازداری سے پوچھا۔

''نہیں یار! نہیں بتانے کی ہمت نہیں کر سکتی اور پھر کچھ جذبے صرف محسوس کرنے کے ہوتے ہیں۔ بتانے کے نہیں۔ خیر یہ بتاؤ کب ملو گی تم سے ملنے کو تو اب دل بے چین ہو گیا ہے۔'' نشوہ نے محبت سے کہا۔

''بس یار آجکل کچھ مصروف ہوں جلد ہی کوئی ملنے کا پروگرام رکھتے ہیں۔ اللہ تمہیں بہت خوشیاں دے۔ میری سب دعائیں تم دونوں کے ساتھ ہیں۔'' مزنی کے لہجے میں سچے دوستوں والی محبت جھلک رہی تھی۔

''تھینکس ڈیئر۔ بس دعا کرتی رہنا اور اپنا خیال رکھنا۔ اللہ حافظ۔''

نشوہ عشاء کی نماز کے بعد چائے بنا رہی تھی۔

''امی آپ لیں گی اس وقت چائے۔'' نشوہ نے ماں سے پوچھا جو لاؤنج میں بیٹھی کوئی سورۃ پڑھنے میں مصروف تھیں۔

''نہیں بیٹا، اس وقت چائے پی تو پھر نیند نہیں آئے گی۔ جزلان کا پتہ کیا کہاں ہے؟'' صبورہ نے سہولت سے منع کرتے جزلان کے بارے میں استفسار کیا۔ رات کے دس بج چکے تھے۔

''میں کر رہی تھی ابھی تو ان کا فون بزی تھا۔ دوپہر کو جب نکل رہے تھے تو رات دیر سے آنے کا کہا تھا۔'' نشوہ نے کچن سے ہی کھڑے کھڑے جواب دیا ابھی وہ چائے کا کپ لیے لاؤنج میں آئی ہی تھی کہ جزلان کا میسج آیا۔

''وشہ! ٹی وی آن کریں آپ کے لیے ایک سرپرائز ہے۔'' ساتھ میں کسی چینل کا نام بھی تھا۔ نشوہ میسج پڑھ کر یہی سمجھی کہ اس کی فلم سے متعلق کوئی خبر ہو گی۔

''اچھا نشوہ! میں کمرے میں جا رہی ہوں جزلان آئے تو مجھے بتا دینا ابھی جاگ رہی ہوں۔'' صبورہ بیگم اسے ٹی وی آن کرتے دیکھ کر بولیں۔

جزلان نے جس چینل کا کہا تھا نشوہ نے معمول کے سے انداز میں وہ چینل لگایا تو لائیو جزلان کی پریس کانفرنس آ رہی تھی۔ بڑی سی ٹیبل کے دوسری جانب وہ بیٹھا کچھ کہہ رہا تھا۔

نشوہ نے تیزی سے آواز اونچی کی۔ اس کے اسٹیج کے پیچھے جو لکھا تھا وہ نشوہ کو حیرت زدہ کرنے کے لیے بہت تھا۔

''فیرویل کانفرنس ٹو دا موسٹ ٹیلنٹڈ اینڈ ینگ ڈائریکٹر اینڈ پروڈیوسر جزلان شاہ۔''

''آج میرا آپ سب کے ساتھ یہ آخری دن ہے۔ کچھ وجوہات ایسی ہیں جن کی وجہ سے میں یہ انڈسٹری چھوڑ رہا ہوں۔ میں آپ سب کا بے حد مشکور ہوں جنہوں نے اس تمام عرصے میں مجھے عروج کی بلندیوں پر پہنچایا۔ شہرت، محبت سب مجھے مل گیا اب اس سے زیادہ کی چاہ نہیں۔ میں امید کرتا ہوں کہ آپ سب اچھے الفاظ میں مجھے یاد رکھیں گے۔ میں نے جس جس کے ساتھ کام کیا میرے ایکٹرز سے لے کر ٹیکنیشنز، سپورٹ بوائز اور حتیٰ کہ میرے پروڈکشن ہاؤس کے چوکیدار تک سب کا میں تہہ دل سے مشکور ہوں جنہوں نے ہر لمحے میرا ساتھ دیا۔ میں کبھی بھی آپ سب لوگوں کو بھلا نہیں سکتا اور خاص طور پر میرے فینز جن کی محبتوں نے میرے پہلے پروجیکٹ سے لے کر آخری تک مجھے پذیرائی دی۔ آخر میں میری محبت کا شکریہ جس نے مجھے سب خامیوں سمیت قبول کیا۔'' آخری میسج اس نے کس کو دیا نشوہ اچھی طرح جانتی تھی۔

وہ سوچ بھی نہیں سکتی تھی کہ تین چار دن پہلے اس کی فلم کے سلسلے میں ہونے والی پارٹی سے پہلے جو بات ہوئی جزلان اس پر اتنی جلدی عمل کر ڈالے گا۔ وہ اس کی محبتوں کی شدتوں پر اپنے آنسو روک نہیں پائی۔ کیا تھا وہ شخص نشوہ کو لگا وہ اسے کبھی جان نہیں پائے گی۔ اس کا ہر عمل اتنا حیران کن تھا کہ نشوہ کو لگا وہ ساری زندگی اس کے لیے ایک بند کتاب ہی رہے گا جسے وہ ہر بار نئے سرے سے پڑھے گی۔

وہ اپنے ہر عمل سے اسے اور بھی خاص بناتا جا رہا تھا وہ بے اختیار روتے ہوئے اللہ کے حضور سجدے میں جھک گئی جس نے اسے قدر کرنے اور بے انتہا محبت کرنے والا شخص دیا تھا۔ وہ کیسے اس کی محبتوں کا شکریہ ادا کر

پائے گی۔اسے لگا وہ ساری زندگی اس کی محبت کے احسانوں کے بوجھ سے اٹھ نہیں پائے گی۔

آنسو قطار در قطار بہتے جا رہے تھے۔یقیناً وہ اللہ کی نظر میں بھی بہت خاص تھا کہ اتنی جلدی وہ اسے راہ راست پر لے آیا تھا۔نشوہ نے بے اختیار سوچا۔

''سر! آپ کے اتنے بڑے فیصلے کی وجہ کیا کسی سے کوئی چپقلش ہے۔''اب صحافی سولوں کی بوچھاڑ کر رہے تھے۔

''نہیں، میں نے پہلے بھی کہا ہے کہ میرے اس فیصلے کی وجہ کسی سے کوئی لڑائی، کینہ اور کوئی بھی ایسی وجہ نہیں۔ میرا خیال ہے میرا سفر اس انڈسٹری میں یہیں تک تھا۔میں اب زیادہ توجہ اپنے بوتیک کے بزنس کو دینا چاہتا ہوں۔''اس نے نہایت سہولت سے جواب دیا۔ایک دو اور لوگوں کے سوالوں کا جواب دے کر اس نے کانفرنس ختم کر دی۔نشوہ بھی ٹی وی بند کر کے کمرے میں چلی گئی۔

کمرے میں آ کر وہ ادھر ادھر کی چیزیں سمیٹنے لگی پھر کچھ دیر بعد ابھی وہ اپنے واٹس ایپ اسٹیٹس پر ایک موٹیویشنل کوٹ لکھ کر پوسٹ کر رہی تھی کہ جزلان کا پھر سے میسج آیا۔اس نے پوسٹ کر کے میسج کھولا۔

''میں نے اپنے الفاظ کا پاس رکھا ہے اب دیکھتے ہیں کہ آپ کہاں تک اپنے الفاظ کو یاد رکھے ہوئے ہیں۔ وانا میک یو مائن ناؤ......سو گیٹ ریڈی۔''جزلان کی بات کا مفہوم سمجھتے اب اس کے ہاتھ پاؤں ٹھنڈے ہوئے تھے۔

وہ تو ابھی اس کے الفاظ سے اس کی محبتوں کی شدتوں کو سہہ نہیں پاتی تھی کہاں......یہ سوچ کر ہی اس کے دل کی دھڑکن تیز ہوئی۔ابھی وہ اسی ادھیڑ بن میں تھی کہ جزلان کا سامنا کیسے کرے گی کہ اس کی گاڑی کا ہارن بجا۔وہ بجلی کی تیزی سے اٹھی۔کمرے کی لائٹ بند کی، نائٹ بلب جلایا اور بیڈ پر لیٹ کر کمبل سر تک لے کر سوتی بن گئی۔کچھ دیر بعد دروازہ کھلنے کی آواز آئی اور ساتھ ہی نشوہ کی دھڑکنوں میں تیزی آ گئی۔

تھوڑی دیر بعد اسے محسوس ہوا جیسے جزلان بیڈ پر بیٹھا ہے اور پھر اس نے نشوہ کا کمبل منہ سے ہٹایا۔

''چچ چچ......لوگوں کو اتنے بڑے بڑے دعوے نہیں کرنے چاہئیں۔''جزلان کی مسکراتی آواز اس کے کانوں سے ٹکرائی۔

”میں سو رہی ہوں۔“

نشوہ کی بات پر ایک بے ساختہ مسکراہٹ اس کے ہونٹوں پر بکھری۔

”پہلی مرتبہ کسی کو سوتے میں یہ کہتے سنا ہے کہ وہ سو رہا ہے۔اور حیرت ہے کہ واٹس ایپ پر دو منٹ پہلے اپنا اسٹیٹس اپ لوڈ کرنے والے اتنی جلدی سو بھی جاتے ہیں ایسی نیند کا ٹوٹکہ مجھے بھی بتائیں۔“ جزلان نے لطیف سا طنز کیا۔

اب کی بار نشوہ نے پوری آنکھیں کھول کر اسے خفگی سے دیکھا جو بیڈ سے ٹیک لگائے اسی کو دیکھا رہا تھا۔

”ستیا ناس ہو اس واٹس ایپ اور فیس بک کا۔کوئی بات بندے کی راز نہیں رہ سکتی۔“ وہ اٹھتے ہوئے پھولے منہ کے ساتھ بولی۔

”آپ تو پہلے وعدے پر ہی مکر گئیں۔“ جزلان نے تاسف بھری نظروں سے اسے دیکھا۔

”ایسا نہیں ہے۔“ اب وہ اسے کیا بتاتی کہ جزلان کا صرف ہاتھ پکڑ لینا ہی اس کی جان نکال دیتا ہے۔

”تھینک یو۔“ یکدم نشوہ نے اس کے قریب ہوتے اس کے کندھے پر سر رکھتے کہا۔

”کس بات کا۔“ جزلان نے ایک بازو اس کے کندھے پر رکھتے اسے اپنے حصار میں لیا۔

”میں سوچ بھی نہیں سکتی تھی کہ آپ اتنی جلدی یہ سب کر لیں گے۔“

”وشہ! اس رات اس فنکشن میں جانے کے بعد مجھے احساس ہوا کہ آپ نے کتنا ٹھیک کہا ہے۔رشتوں کی عزت تبھی برقرار رہتی ہے جب ہم ان میں فاصلے قائم رکھتے ہیں نہیں تو وہ بس ہوس کے لبادے میں لپٹ کر اتنے بدبودار ہو جاتے ہیں جیسے گلے سڑے کوڑا کرکٹ کی بدبو جس کے قریب کھڑا بھی نہیں ہوا جاتا۔مجھے اس رات ہر ایک چہرے پر سوائے گندگی کے اور کچھ نظر نہیں آیا۔کوئی اپنے حسن کو عیاں کرنے کی گندگی لیے ہوئے تھا تو کوئی اس حسن کو نچوڑنے کی گندگی لیے ہوئے۔مجھے وہاں سانس لینی محال ہو گئی۔بس پھر لمحوں میں فیصلہ ہو گیا اور اس سب کے لیے میں اللہ کا جتنا شکر ادا کروں کم ہے کہ اس نے آپ جیسی پاکیزہ بیوی کو میری قسمت میں لکھ کر مجھے برائی کی دلدل میں دھنسنے سے بچا لیا۔“ جزلان کا ایک ایک لفظ اس کے دل میں اتر رہا تھا۔

کچھ لوگوں پر اللہ کی خاص رحمت ہوتی ہے کہ وہ برائی سے بھی ایسے بچ نکل آتے ہیں کہ ان کی اچھائی متاثر

نہیں ہوتی۔ کیا تھا کہ اگر جزلان بھی وہاں کے مردوں کی طرح اپنی راتوں کو رنگین بناتا۔ وہ کہتا تھا کہ وہ نہیں جانتا کہ اس نے عورت کی کبھی چاہ کیوں نہیں کی اسی لیے کہ اللہ نے نہیں چاہا تھا کہ وہ برائی کی تہہ تک جائے۔ اللہ اسے کنارے سے ہی نکال لایا تھا۔

''کیا سوچ رہی ہیں؟'' جزلان نے اس کی خاموشی کو محسوس کر لیا تھا۔

''اس رات وہ گانا کس کے لیے گایا؟'' نشوہ کی شکوے بھری آواز آئی۔

''کس رات؟'' جزلان کو یاد نہیں آیا وہ کب کی بات کر رہی ہے۔

''فارم ہاؤس پر بورن فائر کی رات۔ جب ارمغان نے کہا تھا کہ یہ آپ نے بھابھی کے لیے گایا ہے تو آپ نے کہا تھا ضروری نہیں۔'' نشوہ کا منہ ابھی بھی پھولا ہوا تھا۔

''ہاہاہا! وہ تو میں نے اپنی جان کے لیے گایا تھا۔''

جزلان کے شرارتی لہجے پر وہ سیدھی ہو کر اس کے سامنے بیٹھتے ہوئے اسے گھورنے لگی۔

''ابھی بھی کنفیوزڈ بات کر رہے ہیں۔'' گھورنے کا سلسلہ جاری تھا۔

''لڑکی! مجھ سے محبت کی ہوتی تو یہ پوچھنے کی ضرورت نہ ہوتی کہ میری جان کون ہے۔'' جزلان نے نفی میں سر ہلاتے گویا اس کی عقل پر ماتم کیا۔

''بتانے میں کیا حرج ہے۔'' اس نے تیوری چڑھائی۔

''اوکے وہ گانا میں نے......'' جزلان نے تھوڑی کے نیچے ہاتھ رکھ کر سوچتے ہوئے وقفہ لیا۔

''میں نے۔'' نشوہ نے اس کے الفاظ دہرائے۔

''اپنی ایک ایکس گرل فرینڈ کے لیے گایا تھا۔'' جزلان کی شرارتی نظروں نے نشوہ کے لال بھبھوکا چہرے کو اپنی لپیٹ میں لیا۔

''مذاق کر رہا ہوں۔'' اس کے خطرناک تیور دیکھ کر جزلان نے جلدی سے بات سنبھالنی چاہی اور لجاجت سے کہتے اس کا ہاتھ تھامنا چاہا جسے جھٹکے سے اس نے ہٹایا۔

''ہاتھ نہیں لگانا اب مجھے۔''

”یار آپ کے لیے ہی گایا تھا۔ اچھا یقین نہیں تو ایک اور گا لیتا ہوں۔“ وہ جلدی سے اسے ٹھنڈا کرنے کے لیے بولا۔

”نہیں نہیں، اسی کو جا کر سنائیں۔“ وہ ہاتھ چھڑاتے بولی۔

”ڈرامے نہ کریں۔ مجھے ساری سمجھ آ رہی ہے یہ باتوں کو گھمانے والی۔“ جزلان نے اب کی بار دو منٹ خاموش ہو کر اس کی حرکتوں پر غور کرتے ہوئے سب سمجھتے کہا۔

نشوہ کی بے اختیار ہنسی نکل گئی۔ جزلان نے بھنویں اچکائیں۔

”سیدھی ہو جائیں۔“ جزلان نے اسے دھمکی دی۔

”پہلے گانا سنائیں۔ اف کتنا رومینٹک ہے نا کوئی آپ کے لیے گانے گا رہا ہے۔“ نشوہ نے دونوں ہاتھوں کو آپس میں ملاتے حسرت بھرے انداز میں کہا۔

”اس سے بھی زیادہ رومینٹک ہے کہ کوئی آپ کو عمل سے اپنی محبت کا یقین دلا رہا ہے۔“ جزلان نے اپنی محبت پاش نظریں اس کے حسین چہرے پر گاڑیں۔

”جی نہیں پہلے گانا۔“ نشوہ نے اصرار کیا۔

”اس سے بھی پہلے ایک سوال۔“

”ضرور۔“

”میری محبت کا انکشاف کب ہوا اب یہ نہیں کہنا ابھی تک نہیں ہوا۔“

جزلان کی بات پر وہ مسکرائی۔

”پیرس میں اس رات جب میں غصے میں ہوٹل سے نکل کھڑی ہوئی تھی اور ان ہوس زدہ لڑکوں کے ہاتھ لگنے لگی تھی۔ وہاں اللہ کے بعد جس کا خیال آیا وہ آپ تھے۔ اس لمحے شدت سے اپنی عزت بچاتے یہ خیال شدت اختیار کر گیا کہ میرا وجود کسی کی امانت ہے۔ اور پھر جب اس پولیس والے نے بتایا کہ مسٹر جزلان نے کال کی ہے کہ ان کی بیوی کھو گئی ہے تو کیا وہ آپ ہیں۔ اس لمحے شدت سے دل کیا میں پیرس کی ان گلیوں میں ان ہواؤں میں ہر جگہ چیخ چیخ کر کہوں کہ میں ہی جزلان کی نشوہ ہوں۔ میرا دل کیا آپ کہیں سے میرے سامنے

آ جائیں اور میں اپنی ان کچھ لمحوں کی تکلیف کو بیان کروں اور آپ مجھے سمیٹ لیں۔ مجھے اتنا خوف محسوس ہوا کہ اگر وہ لڑکے کچھ بھی غلط کر کے مجھے مار کر وہاں پھینک دیتے تو کون ہوتا جو مجھے کندھا دینے والا ہوتا۔ اتنی بری موت میں مرنا نہیں چاہتی تھی۔ وہاں صرف آپ میرے اپنے تھے......اور پھر جب آپ کو میں نے ہاسپٹل میں اپنے انتظار میں دیکھا تو مجھے آپ پر بے تحاشا پیار آیا۔ سب کدورتیں، سب رنجشیں وہیں ختم ہو گئی تھیں۔'' نشوہ اس قدر جذب سے جزلان کے حوالے سے اپنے محسوسات بتا رہی تھی کہ وہ ساکت رہ گیا۔ وہ تو سوچتا تھا کہ اتنی شدید محبت صرف وہی نشوہ سے کرتا ہے اس کی محبت کی شدت کا تو آج اندازہ ہوا تھا۔

بے اختیار جزلان نے اسے کھینچ کر اپنے ساتھ لگا کر زور سے بھینچ لیا۔

''آپ سے اتنی سی ریکوئیسٹ ہے ہمیشہ مجھ سے اتنی ہی محبت کرنا۔'' جزلان نے اس کے ماتھے پر اپنے لب رکھتے ہوئے آنچ دیتے لہجے میں کہا۔ نشوہ نے آنکھیں بند کرتے اس کی محبت کی انتہا کو بھرپور انداز میں اپنے ماتھے پر محسوس کیا تھا پھر شدت جذبات سے وہ رو پڑی۔

''وشہ۔'' جزلان حیران ہوا۔ ''یہ کیوں؟''

حیرت در حیرت تھی۔

''ہمیشہ میرے رہی گے نا۔'' اس کی خدشوں بھری آواز پر اس نے نشوہ کے ہاتھوں کو تھام کر ان پر اپنے لب رکھ دیئے۔

''آپ کا ہی تھا اور آپ کا ہی رہوں گا ہمیشہ......آپ کے سوا اور اب نظر ہی کچھ نہیں آتا۔'' اس کی شدتیں اب بڑھتی جا رہی تھی۔ اور نشوہ کو اسے روکنا مشکل ہوا وہ روکنا چاہتی بھی نہیں تھی۔

''گانا۔'' اس کی شدتوں پر بند باندھتے وہ بولی

''اف بیوی رنگ میں بھنگ ضرور ڈالنا۔'' جزلان بدمزہ ہوئی اور وہ اس کی حالت پر مسکرائی۔

YouknowI'dfallapartwithoutyou

Idon'tknowhowyoudowhatyoudo

'Causeeverythingthatdon'tmakesenseaboutme

Makessensewhenl'mwithyou

Likeeverythingthat'sgreen,girl,Ineedyou

Butit'smorethanoneandonemakestwo

Putasidethemathandthelogicofit

Yougottaknowyou'rewantedtoo

'CauseIwannawrapyouup

Iwannamakeyoufeelwanted

AndIwannacallyoumine

Wannaholdyourhandforever

Andneverletyouforgetit

Yeah,Iwannamakeyoufeelwanted

Anyonecantellyouyou'repretty,yeah

Andyougetthatallthetime,Iknowyoudo

Butyourbeauty'sdeeperthanthemake-up

AndIwannashowyouwhatIseetonight...

Asgoodasyoumakemefeel

Iwannamakeyoufeelbetter

Betterthanyourfairytales

Betterthanyourbestdreams

You'remorethaneverythingIneed

You'realleverwanted

Allleverwanted

AndIjustwannawrapyouup

جزلان کی خوبصورت آواز میں گھلی محبت نے اسے یقین دلایا کہ وہ اس کے لیے بہت بہت خاص ہے اور پھراس رات اس کے لیے جزلان کی محبت کو دامن میں سمٹنا مشکل ہو گیا۔محبتوں بھری رات نے انہیں اپنی لپیٹ میں لے لیا۔وہ رات ان کی محبت کی تکمیل کی رات تھی

✡......✡......✡

جس وقت جزلان کی آنکھ کھلی نشوہ سامنے جائے نماز بچھائے دعا مانگنے میں مشغول تھی۔اس نے اٹھ کر گھڑی میں ٹائم دیکھا تو ساڑھے پانچ کا وقت ہوا تھا۔وہ تیزی سے اٹھا اور واش روم میں گیا۔کچھ دیر بعد شاور لے کر اور وضو کر کے باہر آیا مسجد جانے کا وقت تو نکل چکا تھا اس نے گھر میں ہی نماز پڑھنے کا سوچا۔

نشوہ کی دعا ابھی تک جاری تھی۔وہ دوسری جائے نماز بچھا کر نماز پڑھنے لگا۔جس وقت وہ نماز پڑھ کر سلام پھیر کر فارغ ہوا نشوہ ابھی تک وہیں بیٹھی تھی۔وہ دعا مانگ کر اس کے پاس بیٹھا۔

''وشہ۔'' آہستہ سے آواز دی۔

اس نے چہرے پر سے ہاتھ ہٹاتے جزلان کو دیکھا۔اسے نشوہ کا چہرہ آج سے پہلے اتنا حسین نہیں لگا تھا ایک عجیب سی روشنی پھوٹ رہی تھی اس کے چہرے سے۔کیا یہ محبت کا اعجاز تھا یا کچھ اور......وہ سمجھنے سے قاصر تھا۔

''کیا ساری دعائیں آج ہی مانگ لینی ہیں۔'' جزلان نے اس کے چہرے کو نظروں کی گرفت میں لیتے پوچھا۔وہ ہولے سے مسکرائی۔

''ہم اللہ سے شکوے کرنے میں نہ تو دیر کرتے ہیں اور نہ دیر تلک کرتے رہنے میں کوئی شرم محسوس کرتے ہیں

تو پھر شکر کرنے میں وقت کا تعین کیوں کریں۔ مجھے آج سمجھ ہی نہیں آ رہی کس کس بات پر اس کا شکرادا کروں بس فہرست بنتی جا رہی ہے۔اور وہ مجھے اٹھنے ہی نہیں دے رہا۔آپ کو پتہ ہے میں نے ایک مرتبہ کہیں پڑھا تھا نعمتوں کا شکرادا کرو تو وہ بڑھتی جاتی ہیں دو گنا...... تین گنا یا شاید اس سے بھی بڑھ کر ملتی ہیں اور میں ایک نعمت کا شکر بار بار ادا کر رہی ہوں۔'' وہ اتنے جذب سے نظریں جھکائے بول رہی تھی کہ جزلان کا دل کیا وہ اتنی ہی خوبصورت باتیں کرتی جائے اور وہ سنتا جائے۔نجانے کیسا سحر تھا اس کی باتوں میں۔

وہ اکثر صبورہ سے کہتا تھا کہ ''جتنی اچھی باتیں آپ کرتی ہیں دلوں کو چھو لینے والی ایسی ہی اپنی بیٹی کو بھی سکھا دیں وہ تو ہر وقت جلی کٹی سناتی ہے۔''

اور وہ کہتی تھیں۔ ''جتنی پرتاثیر باتیں نشوہ کی ہیں شاید میری بھی نہیں۔''

آج اسے یقین ہو گیا تھا وہ ساحرہ تھی اور وہ اس کے سحر میں تاعمر گم رہنا چاہتا تھا۔

''کون سی نعمت۔'' جزلان کے سوال پر اس نے نگاہیں اٹھائیں اور جزلان کو لگا اس کا دل ان نظروں کے ساتھ لپٹ گیا ہے۔

''آپ کی محبت کی نعمت میں ہر لمحہ اس کا شکرادا کرنا چاہتی ہوں تاکہ یہ مجھے اور پھر اور پھر اور...... ملتی ہی چلی جائے۔''

''لڑکی! ڈائیلاگز سیکھ گئی نا۔'' جزلان کی بات پر وہ ہولے سے سر نفی میں ہلاتے مسکرائی۔

''خود ہی تو کہتے تھے محبت کی ہوتی تو پتہ چلتا یہ ڈائیلاگز نہیں محبت ہے واقعی اب سمجھ آ گیا۔''

اس نے عقیدت سے جزلان کے ہاتھ پکڑتے ان پر بوسہ دیا۔

''اللہ آپ کی دعا قبول کرے ہر لمحہ۔'' جزلان نے محبت سے اسے اپنے ساتھ لگایا۔

....

جزلان آج بہت دنوں بعد بوتیک پر آیا تھا۔سب ڈیزائنرز اور کاریگروں سے مل کر نے پروجیکٹس ڈیزائن کیے۔وہ سارا دن نہایت مصروفیت میں گزرا۔

دوپہر میں بیٹھا وہ کچھ کپڑوں کے ڈیزائنز چیک کر رہا تھا کہ موبائل پر نشوہ کی کال آئی۔

”السلام علیکم۔“نشوہ نے اس کی ہیلو کہنے کی عادت اب ختم کروادی تھی۔

”وعلیکم سلام۔ جیتے رہی۔“نشوہ کے انداز پر وہ سب چھوڑ چھاڑ اس کی جانب متوجہ ہوا۔

”خیریت ہے نا۔“جزلان نے اس کے انداز پر حیرت کا اظہار کیا۔وہ بہت کم کال کرتی تھی زیادہ تر میسجز سے کام چلاتی تھی۔

”آپ کے بغیر دل نہیں لگ رہا۔“جزلان کو اس کے لہجے میں چھپی محبت محسوس کرتے خوشگوار سی حیرت ہوئی۔

”یہ آج سورج مشرق سے ہی نکلا ہے نا۔“

”ہاں کیوں؟“جزلان کی بات پر وہ پرسوچ انداز میں بولی۔

”ابھی تو صبح والا اظہار ہضم نہیں ہوا تھا کہ اب پھر سے میرا سکون چھین رہی ہیں۔اب اتنے خوبصورت اظہار کے بعد کام میں کیا خاک دل لگے گا۔آپ میری بزنس بند کرا کر رہیں گی۔“جزلان نے دہائیاں دیں۔

”اور جب مجھے سامنے دیکھیں گے تو کیا ہوگا۔“نشوہ کی بات پر وہ الجھا۔ساتھ ہی دروازے پر دستک ہوئی۔

”ہولڈ وشہ!دروازے پہ کوئی ہے۔کم ان۔“اسے ہولڈ کرنے کا کہہ کر وہ فون کان سے نیچے کرتے ہوئے بولا۔دروازہ کھلتے جو چہرہ سامنے نظر آیا وہ اسے شاکڈ کرنے کے لیے کافی تھا۔

”وشہ۔“

نشوہ موبائل کان سے لگائے اس کے سامنے تھی۔

”میں نے سوچا،آپ مجھے سرپرائز دیتے رہتے ہیں آج کے اہم دن پر میں آپ کو سرپرائز دوں۔ہیپی برتھ ڈے۔“پنک شرٹ اور بلو جینز پر لیدر کی بلیک لانگ جیکٹ پہنے اسکارف کو مخصوص انداز میں سر پر لپیٹے ایک ہاتھ میں پھولوں کا بکے لیے وہ اس کی ٹیبل کے پاس آتی مسکراتی نظروں سے اسے دیکھ کر بولی۔

”تھینک یو جان۔“اپنی ٹیبل سے باہر آتا وہ اسے بازوؤں کے گھیرے میں لیتا حقیقت میں اس سرپرائز پر بے حد خوش ہوا تھا۔

نشوہ نے پیچھے ہوتے بکے اس کی جانب بڑھایا جسے جزلان نے مسکراتے ہوئے تھاما۔نشوہ نے آگے بڑھ کر تھوڑا سا اونچا ہوتے ہولے سے لب اس کی پیشانی پر رکھے۔ جزلان کو وہ حیران کیے جا رہی تھی۔

''چلیں آج کا لنچ میری طرف سے۔ویسے بھی مجھے یقین ہے آپ نے کچھ نہیں کھایا ہوگا۔کام میں لگ کر کھانا پینا سب بھول جاتے ہیں۔''نشوہ نے وثوق سے کہتے اس کا بازو تھام کر چلنے کا کہا۔

''یار بہت کام پینڈنگ ہے۔''اس نے بے چارگی سے کہا۔

''ڈونٹ یو وری سر، میں آپ کا صرف ایک گھنٹہ لوں گی اور پھر بخیر و عافیت آپ کو واپس یہیں چھوڑ جاؤں گی۔''نشوہ نے اس کے سامنے آگے کورنش بجالاتے کہا۔

''اوکے مائی ڈیئر لیکن کیا آپ گاڑی ڈرائیو کریں گی۔''جزلان نے مانتے ہوئے اس کے ساتھ قدم آگے بڑھاتے کہا۔

''جی بالکل، آج میں آپ کو اپنی ڈرائیونگ کے جلوے دکھاتی ہوں۔''نشوہ نے اس کے ساتھ چلتے کہا۔

وہ دونوں وہاں سے نکل کر پی سی آئے جہاں نشوہ نے پہلے سے ہی سیٹ ریزرو کروائی ہوئی تھی۔کیک کا آرڈر بھی دیا ہوا تھا۔نشوہ کے سامنے بیٹھ کر کیک کاٹتے اسے اپنی زندگی کا سب سے حسین پل لگا۔آج اس کی سچی محبت اس کے ساتھ اس کی خوشیوں کو شیئر کر رہی تھی۔

جزلان نے ایک کیک کا پیس کاٹ کر نشوہ کو کھلایا۔پھر دونوں کھانا کھانے میں مگن ہو گئے۔کھانے کے بعد نشوہ نے گوچی کی خوبصورت سی گھڑی اس کے سامنے کی۔

''میں اپنی سیونگز کو خرچ کرنے کے بارے میں ہمیشہ سے بہت کنجوس رہی ہوں۔سو یہ مت سمجھئے گا کہ آپ کے پیسوں میں سے آپ ہی کو گفٹ دے رہی ہوں۔یہ میری اپنی سیونگز میں سے ہے۔''نشوہ نے فخریہ بتایا۔

جزلان نے اسی لمحے پہلے سے پہنی گھڑی اتار کر اسے کیس میں رکھتے نشوہ کی دی ہوئی گھڑی پہنی۔

''اب ہر لمحہ اس گھڑی کی ٹک ٹک کے ساتھ آپ کی محبت میرے ساتھ رہے گی۔''جزلان کی لو دیتی آنکھوں نے اس کا طواف کیا۔

نشوہ بلش کر گئی۔جزلان نے محبت سے ہاتھ بڑھا کر اس کے گالوں کو پوروں سے چھوا۔

''کیا کر رہے ہیں ہم اپنے روم میں نہیں بیٹھے۔''نشوہ نے پیچھے ہوتے خفگی سے گھورا۔

''کیا ہے یار، اپنی بیوی کو پیار کر رہا ہوں۔''جزلان نے منہ بناتے کہا۔

''میرے ماتھے پر نہیں لکھا کہ میں آپ کی بیوی ہوں۔ ہالڈ آن یور اموشنز۔''نشوہ نے تنبیہہ کی۔

''اوکے۔ اس کا مطلب ہے اپنے روم میں کوئی اعتراض نہیں۔'' جزلان نے شرارتی نظروں سے اسے دیکھا۔

''زیادہ نہیں پھیلیں۔''نشوہ اس کی بات کا مفہوم سمجھتے نظریں چراتے ہوئے بولی۔

''اب تو آپ نے کہہ دیا، یاد رکھنا رات کو مجھے گھر ہی آنا ہے۔''جزلان نے اسے پیار بھری دھمکی دی۔

''اچھا ابھی تو اپنے کام پر جائیں۔ اکیلی لڑکی کو دیکھتے ہی تنگ کرنا شروع کر دیا ہے۔''نشوہ نے اسے ہاتھ پکڑ کر اٹھاتے ہوئے کہا۔

''اب تو پوری دنیا کو پتہ چل گیا ہے نا کہ ہم میاں بیوی ہیں۔''جزلان نے اپنے بازو پر رکھے اس کے ہاتھ کی طرف اشارہ کرتے ہوئے کہا۔

''اف۔''اس نے سر پر ہاتھ مارا۔

جزلان اس کے ساتھ چلتا مسلسل اسے زچ کیے جا رہا تھا۔

اگلے دن وہ شام میں جلدی جلدی کام ختم کر کے گھر جانا چاہ رہا تھا نشوہ کو اس نے ڈینٹسٹ کے پاس لے کر جانا تھا اس کے دانت میں کچھ مسئلہ ہوا تھا صبح سے درد کر رہا تھا۔

جزلان نے آفس کے لیے نکلتے ہوئے ڈاکٹر سے اپائنمنٹ لے لیا تھا اور اب جلدی پہنچ کر اسے ساتھ لے جانا چاہتا تھا کہ نشوہ کا فون آ گیا۔

وہ مسکرایا۔

''دل کو دل سے راہ ہوتی ہے۔''فون کان سے لگاتے وہ مسکراتے لہجے میں گویا ہوا۔

''جز...... جزلان'' اپنی بات کے جوات میں نشوہ کی روتی ہوئی آواز آئی۔

''وشہ کیا ہوا ہے۔''وہ گھبرا اٹھا۔

"جزلان وہ......" ابھی وہ اتنا ہی کہہ پائی تھی کہ کال بند ہوگئی۔اس نے ری ڈائل کیا تو نمبر انگیج ،وہ چکرا گیا۔جلدی سے گھر کے نمبر پر فون کیا

"ہیلو۔" کام کرنے والی کی آواز آئی

"السلام علیکم۔نشوہ اور چچی کہاں ہیں۔" اس نے تیزی سے پوچھا۔

"وہ جی حویلی سے صبح کچھ لوگ آئے تھے وہ لے گئے۔" جزلان کو لگا آفس کی چھت اس کے سر پر گری ہو۔

"کیا کہہ رہی ہیں؟"

"جی وہ روتے ہوئے گئی ہیں میں تو خود بڑی پریشان ہوں جی......وہ۔" ابھی وہ کچھ اور بھی کہہ رہی تھی کہ جزلان کو لگا اس کے کان سائیں سائیں کرر ہے ہیں۔وہ لوگ اس حد تک گر جائیں گے وہ سوچ بھی نہیں سکتا تھا۔اس نے فوراً سبحان شاہ کا نمبر ملایا مگر کوئی اٹھا نہیں رہا تھا۔حویلی کے فون کا بھی یہی حال تھا۔اسے لگا وہ پاگل ہو جائے گا۔تیزی سے گاڑی کی چابیاں نکالتے وہ اپنے مینجر کے پاس آیا۔

"کچھ ایمرجنسی ہوگئی ہے میں گاؤں جا رہا ہوں۔کب تک آؤں گا ابھی نہیں بتا سکتا تم یہاں کا کام ہینڈل کر لینا۔" جزلان جلدی جلدی اسے ضروری ہدایات دینے لگا۔

"یار آج کوئی دھرنا ہے راستے بلاک ہو رہے ہیں تم دھیان سے نکلنا۔" اس کے مینجر نے اطلاع دی۔

"جانا بہت ضروری ہے ڈونٹ وری میں دھیان رکھوں گا۔" جزلان کے چہرے پر چٹانوں سی سختی دیکھ کر وہ چونکا۔

"سب خیریت تو ہے نا۔"

"دعا کرنا خیریت رہے۔خدا حافظ۔" وہاں سے نکلتے ساتھ ہی وہ مسلسل نشوہ کو فون ملا رہا تھا مگر وہ فون نہیں اٹھا رہی تھی۔

جزلان نے گاڑی میں بیٹھتے ہی گاڑی اتنی تیز رفتاری سے چلائی جتنی تیزی سے وہ چلا سکتا تھا۔اس کی گرفت اسٹیرنگ پر سخت سے سخت ہوتی جا رہی تھی۔اس نے اب کی بار بلال شاہ اور ارمغان کو نمبر ملانا چاہا تو سگنل بند ہو گئے۔اس نے زور سے مکا اسٹیرنگ پر مارا۔

''واٹ دا ہیل۔'' وہ اتنی زور سے چیخا۔

کچھ دور ہی گیا کہ آگے دھرنا دیئے لوگ بیٹھے تھے۔

اس نے وہاں سے گاڑی تیزی سے موڑی اور ایک اور سڑک پر اس آس میں ڈالی کہ شاید یہاں کوئی بات بن جائے مگر وہی حالات گاڑیوں کی ایک لمبی قطار تھی۔

اضطرات بڑھتا جا رہا تھا۔ دل کی بری حالت تھی۔ اس کے گھر والے اس کی بیوی کو جان سے مار دیں گے اب تو وہ ان سے ہر گری ہوئی سوچ کی توقع کرتا تھا۔ یہ سوچنا ہی محال تھا کہ اس کی جان سے پیاری بیوی ان سفاک لوگوں کے ہاتھ لگ گئی۔

کاش اسے پتہ ہوتا وہ گھر کے باہر پہرے بٹھا دیتا مگر......

بے بسی سی بے بسی تھی۔ ایک گھنٹہ انتظار کے بعد آخر وہ تنگ آ کر گاڑی کو لاک کر کے باہر نکلا۔ لوگ ایک دوسرے سے الجھ رہے تھے۔

''بھائی صاحب! کب تک روڈ کلیئر ہوں گے۔'' جزلان نے ایک بندے سے پوچھا جو گاڑی سے نکل کر بیزار شکل بنائے کھڑا تھا۔

''کچھ نہیں پتہ میں نے گوجرانوالہ جانا تھا مگر سننے میں آ رہا ہے کہ باقی شہروں کی جانب جانے والے سارے راستے بند ہیں۔ اوپر سے سگنل بند کر دیئے ان خبیثوں نے۔ بندہ نہ پیچھے والوں کو بتا سکتا ہے نہ یہاں سے نکل سکتا ہے۔'' وہ بھی وہی کہانی دہرا رہا تھا مگر جزلان کی تو حالت ہی غیر ہو گئی یہ سب سن کر۔ وہ تو اڑ کر پہنچنا چاہتا تھا۔ گاڑی لاک کر کے وہ پیدل چلتا بسوں کے اڈے پر پہنچا مگر کوئی گاڑی جانے کو تیار نہیں تھی کہ لوگ وہاں سے نکلنے والی گاڑیوں کو نذر آتش کر رہے تھے۔ جزلان کو لگا کسی آکٹوپس نے اسے اپنے شکنجے میں لے لیا ہے۔ دل تھا کہ لگتا تھا بند ہو جائے گا۔ واپس اپنی گاڑی کی جانب آیا۔ لاک کھول کر واپس بیٹھا۔

تین گھنٹے گزر گئے اور جزلان کو لگا یہ قیامت کی گھڑیاں ہیں۔ دعا مانگ کر اس کے ہونٹ خشک ہو گئے۔ موبائل کو دیکھ دیکھ کر اس کی آنکھیں پتھرا گئیں۔ آخر وہ بے بسی سے رو پڑا۔

''اے اللہ اسے بچا لیں اسے ان درندوں سے بچا لیں جن سے میرا بھی کوئی تعلق تھا۔ میں بے بس ہوں

میں کیسے اس تک پہنچوں اللہ اس کی حفاظت اب آپ ہی کر سکتے ہیں اور آپ سب سے بڑے بچانے والے ہیں میں بے بس ہوں۔ میں حقیر ہوں۔ میری وشہ کو بچالیں۔ وہ اس کا بال بھی بیکا نہ کر سکیں۔ اے اللہ۔'' آنسو اس کے گالوں پر پھسل آئے۔ ہونٹ بھینچے ہاتھ کی مٹھی تھوڑی کے نیچے رکھے بازو کھڑکی پر ٹکائے وہ بے بسی کی انتہا پر تھا۔

روڈ کچھ کھلی تو لوگوں نے گھر واپسی کا سفر کیا کیونکہ شہر سے باہر جانے کے راستے ابھی بھی بند تھے۔ جزلان نے بھی مایوسی سے گھر واپسی کا سفر کیا۔ گھر پہنچا ہی تھا کہ ارمغان کا نمبر دیکھ کر اس نے ایک سے دوسری بیل نہیں ہونے دی اور کال اٹینڈ کی۔

''نشوہ اور چچی کہاں ہیں۔'' وہ غراتے ہوئے بولا۔ ارمغان اس کا لہجہ سنتے ہی ششدر رہ گیا۔

''ہمارے پاس ہیں۔''

''ہمت کیسے ہوئی تم لوگوں کی انہیں لے جانے کی۔ میں کسی کو نہیں چھوڑوں گا اگر تم میں سے کسی نے انہیں ہاتھ بھی لگایا۔'' اس کے لہجے میں ذرہ برابر فرق نہیں پڑا۔

''کیا کہہ رہے ہو بھائی۔'' ارمغان اس کا لہجہ سن کر بھونچکا رہ گیا اتنا تو سمجھ آ گیا کہ وہ کسی غلط فہمی کا شکار ہے۔

''کون لے کر گیا ہے نشوہ اور چچی کو اور کیوں۔'' وہ پھنکارا۔

''بھائی میں اور شرجیل آئے تھے۔ تمہیں کب سے ٹرائی کر رہے ہیں مگر نمبر نہیں مل رہا۔ بابا حضور آئی سی یو میں ہیں۔ ہم سب ہاسپٹل میں ہیں ان کی کنڈیشن تھوڑی دیر کے لیے سنبھلی تھی جس میں انہوں نے بھابھی کا نام لیا تھا۔ ڈاکٹرز نے کہا جن کا نام لیا ہے ان کو بلایا جائے بس میں بھابھی کو لینے نکل پڑا۔ انہوں نے میرے سامنے آپ کو کال کی تھی مگر یکدم سگنل ڈراپ ہو گئے۔ میں سمجھا وہ بتا چکی ہیں۔''

جزلان سر پکڑ کر بیٹھ گیا۔ وہ کس انتہا کا سوچ چکا تھا اور حقیقت کیا تھی۔ اسے لگا اس کے تنے اعصاب یک لخت صحیح ہوئے ہیں۔ آنسوؤں کے چند قطرے تشکر میں نکلے۔ اس نے سر اٹھا کر اوپر آسمان کی جانب دیکھا وہ اس وقت گھر کے لان میں کھڑا تھا۔ کتنی ٹھنڈ تھی۔ رات کا کیا پہر تھا۔ دھند نے اسے اپنی لپیٹ میں لیا ہوا تھا مگر

اسے کچھ ہوش نہیں تھا۔اس کا دل دماغ بس ایک وجود کی جانب لگے تھے۔

اس نے سکھ کا سانس لیا۔

''اب کیسے ہیں بابا حضور۔''اس نے سپاٹ لہجے میں پوچھا۔

''ان کی حالت بہتر نہیں ۔آپ نہیں آئیں گے کیا؟''ارمغان نے سبحان شاہ کی حالت بتاتے آخر میں ہچکچاتے ہوئے پوچھا۔

''یہاں راستے خراب ہیں کوئی دھرنا چل رہا ہے۔نہ ہوتا تو اب تک میں حویلی میں ہوتا۔مجھے تو پتہ ہی نہیں تھا۔میں تو اس قدر خوار ہو کر آیا ہوں اور کب تک حالات ٹھیک ہوتے ہیں کچھ کہہ نہیں سکتا۔''جزلان اس سے اپنی سوچ اپنی تکلیف شیئر نہیں کرسکتا تھا۔

''کس وقت تم لوگ لے کر گئے ہو۔''جزلان ریلیکس ہوا تو دماغ نے بھی کام کیا۔

''ہم تو صبح گیارہ بجے لے گئے تھے انہیں۔''ارمغان کے بتانے پر وہ حیران ہوا۔پھر نشوہ پر غصہ آیا کم از کم ایک میسج تو کردیتی۔کیا وہ اس گھر سے نکلتے اسے یاد بھی نہیں آیا۔کیا ان لوگوں کی محبت اتنی حاوی ہوگئی کہ جزلان کو اطلاع دینا بھی مناسب نہیں سمجھی۔اس کا دماغ کھول گیا۔

''ٹھیک ہے جب حالت سنبھلے تو مجھے بتانا۔''جزلان نے کہتے ساتھ ہی فون رکھ دیا۔

کھولتے دماغ سے اندر بڑھا۔کمرے میں آیا تو بیڈ پر سامنے ہی اس دشمن جاں کا دوپٹہ بیڈ پر پڑا نظر آیا۔

جزلان کا غصہ کچھ اور بڑھ گیا۔

''ایک میسج......ایک میسج تو کردیتی۔''اس کا غصہ کم ہونے کا نام نہیں لے رہا تھا۔

جس بری حالت سے وہ گزرا تھا یہ وہی جانتا تھا۔کیا کیا خدشے دماغ میں نہیں آئے تھے۔وہ بہت مضبوط اعصاب کا مالک تھا مگر آج اس کے لیے اپنے اعصاب کو مضبوط رکھنا عذاب ہوگیا تھا۔اس نے غصے میں اس کے دوپٹے کا گولہ بنا کر زور سے دور پھینکا اور خود بیڈ پر گرنے کے سے انداز سے لیٹ گیا۔

......

رات میں کہیں جا کر سبحان شاہ کی طبیعت سنبھلی۔نشوہ بار بار جزلان کو کال کررہی تھی مگر وہ اٹھا نہیں رہا تھا۔

اب تو سگنل بحال ہو گئے تھے۔ صبح وہ اور صبورہ گھر کے کاموں میں مصروف تھیں کہ ارمغان اور شرجیل انہیں لینے آئے۔ سبحان شاہ کو صبح میں کسی وقت ہارٹ اٹیک ہوا تھا۔ ہاسپٹل لے جا کر فوری ٹریٹمنٹ کروائی۔ تھوڑے اسے سنبھلے تو نشوہ کا نام زبان تھا۔ ڈاکٹرز نے اسے بلانے کا کہا اور ارمغان اسے لینے بھاگا۔

”پلیز! بھابھی زندگی موت اللہ کے ہاتھ میں ہے مگر ان کی حالت بہت خراب ہے۔ ایسا نہ ہو کل کو آپ کو یہ پچھتاوا گھیرے کہ ایک مرتے ہوئے انسان کو معاف ہی کر دیتیں۔“

ارمغان کی بات پر وہ تڑپ اٹھی۔ جو بھی تھا آخر وہ اس کے باپ کا باپ تھا۔ دانیال زندہ ہوتے تو کیا وہ اپنے باپ کے ساتھ ایسی بے اعتنائی برتے جانے پر خوش ہوتے۔ ماں باپ تو ماں باپ ہوتے ہیں چاہے جیسے بھی ہوں۔ صبورہ نے بھی اسے فوراً اٹھنے کا حکم دیا۔

اس کی تربیت میں سختی شامل نہیں تھی تو پھر وہ کیسے سخت دلی کا مظاہر کرتی۔ جلدی میں نکلتے اسے جزلان کو فون کرنے کا دھیان نہ رہا۔ وہ اپنی ادھیڑ بن میں لگی رہی۔ راستے میں جب خیال آیا تب سگنل بار بار ڈراپ ہونے لگ گئے اور ہاسپٹل پہنچ کر اسے فوراً سبحان شاہ کے کمرے میں جانا پڑا۔

اس کے قدم من من بھر کے ہو رہے تھے۔ وہ شخص جس نے اسے دنیا سے ختم کر دینے کی دھمکی دی۔ جو اس کے وجود کا انکاری رہا۔ اسے معاف کرنا نشوہ کو اپنی زندگی کا سب سے مشکل کام لگا مگر وہ جس حالت میں تھا نشوہ بے اختیار رو پڑی۔ بے بسی سے بیڈ پر لیٹا زندگی اور موت کی کشمکش میں تھا۔

وہ جو یہ سمجھتا تھا کہ پیسے اور جائیداد نے اسے سارے رشتے دینے ہیں، وہ جس کے لیے پیسے سے بڑھ کر کچھ نہیں تھا۔ وہ جس کی آواز سے پوری حویلی کانپتی تھی آج بے بسی کی تصویر بنا اپنی آنکھیں تک کھولنے سے محروم تھا۔ اس کے جسم کا ہر عضو صرف دعاؤں کا محتاج تھا۔ ان کی جنہیں اس نے ساری زندگی کچھ نہیں سمجھا تھا۔ تکبر انسان کو یہ بھلا دیتا ہے کہ وہ تو اپنی ایک انگلی تک کو اٹھانے کا اختیار نہیں رکھتا مگر دنیا کو اپنے غرور تلے روندنے کی خواہش کرتا ہے اور جب اللہ اس سے سب اختیار چھین لیتا ہے تب اسے سمجھ آتی ہے کہ یہ سب اللہ کا ہی عطا کردہ ہے وہ تو بے بس ہے اس کا محتاج ہے تو پھر وہ زمین پر کیونکر اور کیسے لوگوں کا خدا بن سکتا ہے۔

نشوہ آہستہ آہستہ چلتی اس کے پاس آئی جو نالیوں میں جکڑا ہوا تھا۔ اس نے آہستہ سے اس کے پاس

کھڑے ہو کر کانپتے ہاتھوں سے پہلی مرتبہ اپنے باپ کے باپ کو دادا سمجھ کر اس کے ہاتھوں کو تھاما جو بیڈ پر رکھے تھے۔ درد کی شدید لہر دل میں اٹھی تھی یہ سوچ کر کہ ان ہاتھوں نے کبھی اس کے باپ کو چھوا ہوگا۔ نجانے کیسے اسے لگا اس کے باپ کا لمس ان ہاتھوں میں سمٹ آیا ہے۔ ایک ہاتھ منہ پر رکھ کر اس نے اپنی ہچکیوں کو روکنا چاہا مگر دوسری جانب بھی کسی کو دانیال کی خوشبو محسوس ہوئی۔ اس کا لمس، اس کی شبیہہ بند پردوں کے پیچھے لہرائی تو نحیف آنکھوں نے آہستہ سے کھلتے ہوئے نشوہ کو دیکھا۔

آنسوؤں نے اپنا رستہ بنایا۔ سبحان شاہ نے آہستہ سے دونوں ہاتھوں کو جوڑ کر اس سے معافی مانگی۔ وہ زبان جس نے اسے لہولہان کیا تھا وہ آج کچھ کہنے سے قاصر تھی۔ نشوہ ان کے ہاتھ تھام کر پھوٹ پھوٹ کر رو دی۔

”میں نے آپ کو معاف کیا۔ اللہ بھی آپ کو معاف کرے۔“ بمشکل یہ الفاظ اس کے منہ سے نکلے۔

⁂......⁂......⁂

سبحان شاہ کی حالت یکدم پھر سے بگڑی۔ نشوہ نے روتے ہوئے جزلان کو کال کی اور قسمت سے وہ مل بھی گئی مگر ابھی وہ کچھ بتا بھی نہیں پائی تھی کہ کال ڈراپ ہوگئی اور پھر شام تک سگنل بحال نہیں ہوئے۔ رات میں ارمغان نے بتایا کہ اس سے بات ہوگئی ہے اور اسے بتا دیا ہے۔ مگر باقی کی سب باتیں اس نے نہیں بتائیں۔ وہ جان گیا تھا کہ وہ پریشانی کا شکار ہے۔ اب نشوہ پریشان تھی کہ اس کی ایک کال کا بھی اس نے جواب نہیں دیا نہ اٹینڈ کی ہے۔

رات میں کہیں جا کر سبحان شاہ کی حالت سنبھلی تو سب نے سکھ کا سانس لیا۔ آئی سی یو سے کمرے میں شفٹ ہونے کے بعد سب نے صبورہ کو سب سے پہلے بھیجا۔ وہ خود میں ہمت نہیں کر پا رہی تھیں ان کا سامنا کرنے کی۔ آہستہ سے کمرے کی جانب بڑھیں۔

کمرے میں آئی تو سبحان شاہ نے نظریں گھما کر دروازے کی جانب دیکھا پھر انہیں پاس آنے کا اشارہ کیا جو ہچکچا رہی تھیں۔ وہ چھوٹے چھوٹے قدم اٹھاتیں ان کے بیڈ کے قریب رکھی کرسی پر بیٹھ گئیں۔

”میں نے ساری زندگی صرف دھن اور دولت کی چاہ میں گزار دی۔ اگر جزلان مجھے احساس نہ دلاتا تو میں کبھی اپنے غرور سے باہر آ ہی نہیں پاتا۔ پرسوں رات دانیال کو میں نے اپنے خواب میں دیکھا۔ وہ مجھ سے خفا

تھا۔ بے حد خفا۔ بار بار بس یہی کہے جا رہا تھا کہ بابا آپ نے میرے ساتھ بہت برا کیا ہے۔ میں کبھی آپ کو معاف نہیں کروں گا۔ خواب ٹوٹا تو بس اس کے بعد اس کے لہجے کی تکلیف دل میں بڑھتی چلی گئی۔ اللہ کا شکر کر رہا ہوں کہ اس نے تم دونوں سے معافی مانگنے کا موقع دیا ہے۔

بیٹا! مجھے معاف کر دو۔ ایک جھٹکے نے ہی سب غرور خاک میں ملا دیا ہے۔ میں بھول گیا تھا کہ میں خدا نہیں انسان ہوں۔ میں خدا بننے چلا تھا تو کیسے نہ اللہ کے غیظ وغضب کی زد میں آتا۔ میں اس قابل تو نہیں پھر بھی مجھے معاف کر دو۔'' انہوں نے روتے ہوئے صبورہ کے آگے ہاتھ جوڑے

''پلیز بابا حضور! ایسے مت کریں میرے دل میں کوئی کدورت نہیں۔'' انہوں نے اپنے آنسو پونچھتے اس کے ہاتھ پکڑے۔

اللہ سب سے بڑا منصف ہے بس اس پر معاملہ چھوڑ دو تو وہ آپ کی سوچ سے بڑھ کر انصاف کرتا ہے۔ آج صبورہ مطمئن تھیں کہ انہوں نے اتنی تکلیفیں جھیلنے کے بعد بھی اپنا ہر معاملہ اللہ پر چھوڑا تھا اور آج اللہ نے اس غرور کے بت کا پاش پاش کر کے دکھایا تھا کہ اللہ سے بڑھ کر کوئی سزا دینے والا نہیں۔

انسان کیا اور اس کی اوقات کیا۔

❖......❖......❖

جزلان، ارمغان سے مسلسل رابطے میں تھا۔ دو ہفتے گزر چکے تھے مگر نہ وہ گیا تھا نہ اس نے نشوہ کو فون کیا اور نہ اس کا فون اٹھایا۔ اس کے لاتعداد میسجز آئے ہوئے تھے۔ وہ سمجھنے سے قاصر تھی کہ وہ کس بات پہ خفا ہے۔

سبحان شاہ اب گھر آ چکے تھے۔ گھر آتے ساتھ ہی انہوں نے پہلا فون جزلان کو کیا۔

''کیسے ہیں آپ؟'' سلام دعا کے بعد وہ سپاٹ لہجے میں بولا۔

''ٹھیک ہوں۔ سب نے معاف کر دیا تم کب معاف کرو گے یار۔ اتنی ہمت نہیں کہ سفر کر سکوں۔ کر سکتا تو تمہارے سامنے آ کر ہاتھ جوڑ کر تم سے معافی مانگتا۔''

''پلیز، ایسے مت کہیں جن کی وجہ سے ناراض تھا جب وہ آپ کو معاف کر چکے تو میں کون ہوتا ہوں آپ کو معاف نہ کرنے والا۔ میں آؤں گا۔'' جزلان کی سنجیدگی میں کوئی فرق نہ آیا۔

''جلدی آ جانا یار، اب تو زندگی کا کوئی بھروسہ نہیں تمہیں ایک مرتبہ دیکھنا چاہتا ہوں۔'' انہوں نے نحیف آواز میں کہا۔

''ایسی باتیں مت کریں۔ شکر ہے آپ اب بہتر ہیں میں جلدی چکر لگاؤں گا۔'' اس نے انہیں تسلی دلائی۔

۞......۞......۞

وہ رات کے وقت کمرے میں بیٹھا کچھ فائلز سامنے پھیلائے نے آرڈرز دیکھ رہا تھا کہ حویلی کے نمبر سے اس کے موبائل پر کال آ رہی تھی۔ اس نے اٹھالیا۔

''السلام علیکم۔'' اس نے اپنے مخصوص انداز میں سلام کیا۔

''وعلیکم سلام۔ جیتے رہو کیسے ہو بیٹا۔'' دوسری طرف سے صبورہ کی آواز آئی۔

اسے امید نہیں تھی کہ وہ اسے فون کریں گی۔ پورا مہینہ ہونے والا تھا جزلان کو ان دونوں کو دیکھے ہوئے۔

''الحمدللہ، آپ سنائیں۔''

''اللہ کا شکر، میں بھی ٹھیک ہوں مگر تمہارے لیے اور اس بے وقوف کے لیے پریشان ہوں۔''

''پلیز چچی! اگر آپ اس وقت میری ساس بن کر بات کر رہی ہیں تو آئم سوری میں اس بارے میں کوئی بات نہیں کرنا چاہتا۔ ہاں اگر دوست بن کر فون کیا ہے تو پھر میں آپ سے بات کر سکتا ہوں۔ اس کی وکالت مت کریں۔'' اس نے خفگی بھرے لہجے میں کہا۔

''بے وقوف! ابھی تو صرف دوست بن کر فون کیا ہے۔ کیا ہو گیا ہے تم دونوں کو اسے کہتی ہوں جزلان کو فون کرو تو کہتی ہے اب نہیں کروں گی۔ پاگل سمجھ رکھا ہے مجھے......اور تم یہاں آنے کو تیار نہیں۔ مسئلہ کیا ہے؟''

''کوئی مسئلہ نہیں جب بیوی کو شوہر بھول جائے تو شوہر کاٹھ کا الو نہیں کہ پھر بھی اس کے پیچھے بھاگتا جائے۔''

''کون بھول گیا تمہیں جزلان۔ صحیح سے مسئلہ بتاؤ۔'' وہ الجھ گئیں۔

''اس دن یہاں سے حویلی جاتے وہ مجھے ایک میسج نہیں کر سکتی تھی۔ آپ کو اندازہ نہیں مجھ پر کیا گزری میں یہی سمجھا کہ یہ لوگ کسی انتقام کے چکر میں آپ دونوں کو لے گئے ہیں۔ معاف کیجئے گا جو روپ میں نے ان سب

کا دیکھا تھا اس کے بعد میں ہر گھٹیا حرکت کی ان سب سے توقع کر رہا تھا۔
پھر یہاں دھرنوں کی وجہ سے راستے بلاک تھے کوئی ایک گلی بھی نہیں تھی جہاں سے نکل کر آپ دونوں تک پہنچتا۔ پاگلوں کی طرح سڑکوں پر مارا مارا پھرا۔ وہ تین گھنٹے میں نے جس کرب میں گزارے یہ میں ہی جانتا ہوں۔ اگر وہ مجھے ایک میسج کر دیتی تو میری یہ حالت نہ ہوتی۔'' وہ شروع ہوا تو پھر سب کہتا چلا گیا۔ صبورہ حیرت زدہ اس کی باتیں سن رہی تھیں۔ کس قدر محبّ کرنے والا شخص اللہ نے ان کی بیٹی کے نصیب میں لکھا تھا۔
وہ اس کی باتوں پر مسکرائیں۔ محبت انسان کو چھوٹا سا بچہ بنا دیتی ہے۔ جیسے بچہ چاہتا ہے کہ اس کی ماں ہر لمحہ اسے توجہ دے، کسی دوسرے کی جانب دیکھے بھی نہ۔ بالکل ایسے محبت محبوب کی توجہ چاہتی ہے ہر لمحہ۔ ہر ایک سے زیادہ۔
''اس کی جانب سے میں تم سے معافی مانگتی ہوں۔'' صبورہ نے مسکراتے ہوئے کہا۔
''پلیز چچی، آپ بن گئیں ناں اس کی ماں۔'' وہ خفا خفا سا بولا۔
''نہیں پگلے اس کی ماں نہیں بنی۔ اچھا پرسوں شام دینا آپا کی بیٹی کا نکاح ہے۔ پہلے ہی ہو جانا تھا مگر بابا حضور کی طبیعت کے سبب رک گیا۔ اب بابا حضور کرنے پر زور دے رہے ہیں تو میں امید کروں گی کہ کل تم یہاں میرے سامنے موجود ہو۔ نہ حکم ہے نہ دھمکی درخواست ہے۔'' ان کے لہجے میں جزلان کے لیے محبت ہی محبت تھی۔
''آپ بس حکم کیا کریں۔'' جزلان نے بھی محبت سے کہا۔
''کل صبح آپ کے سامنے ہوں گا۔'' کہتے ساتھ ہی خدا حافظ کر کے اس نے فون بند کر دیا۔
جزلان فون بند کر کے پاس لگے گانے کے الفاظ کی جانب متوجہ ہوا۔ اسے لگا اس کے حسب حال گانا لگا ہے۔

Andifyouwaitforme,

I'llbethelightinthedarkifyouloseyourway.

Andifyouwaitforme,

I'llbeyourvoicewhenyoudon'tknowwhattosay.

I'llbeyourshelter,

I'llbeyourfate.

I'llbeforever,

Waitforme.

I'llbethelasttrain,

I'llbethelasttrainhome.

Youwereastorm,

Itblewusaway.

Iwouldn'tleaveyou,

Butyoucouldn'tstay.

✡......✡......✡

”اف شکر جزلان بھائی آ گئے۔“ وہ جودینا کی طرف تھی اور نکاح کے کپڑوں کا جائزہ لے رہی تھی جزلان کی ایک کزن کی آواز پر خوشگوار حیرت سے دوچار ہوئی۔

”واقعی۔“ بے یقینی سے بولی۔

”ہاں نا، ابھی ارمغان بھائی کا فون آیا تھا کہہ رہے تھے آپ کو لینے آ رہے ہیں کیونکہ جزلان بھائی آ گئے ہیں۔“

سب کزنز میں خوشی کی لہر دوڑی۔ وہ تھا ہی اتنا زندہ دل ہر ایک کے ساتھ دوستی رکھنے والا۔ سب بہت خوش ہوئے۔ وہ اپنی ساری خفگی بھول گئی۔ جو جزلان کے بے مروت رویے کی وجہ سے پچھلے دنوں اس نے روا رکھی

ہوئی تھی۔

ارمغان کے ساتھ جس لمحے وہ حویلی آئی اور جب سبحان شاہ کے کمرے میں داخل ہوئی سیدھی نظر سامنے بابا حضور سے باتیں کرتے جزلان پر پڑی جو گرے رنگ کی شلوار قمیض پر جیکٹ پہنے اس کے دل میں ٹھنڈک ڈال گیا تھا۔

پورے مہینے بعد اس دشمن جاں کو دیکھا تھا جس نے پچھلے دنوں اس کا چین وسکون سب غارت کر دیا تھا۔ آہستہ سے سلام کرتی وہ اندر داخل ہوئی۔ جزلان نے چونک کر بس ایک نظر اس پر ڈالی اور پھر واپس گھمالی۔

''ارے آ گیا میرا بیٹا۔'' انہوں نے محبت سے بازو وا کیے۔ وہ ان کے قریب آئی۔

جزلان نے نظر اٹھا کر اس کی جانب نہیں دیکھا نظریں موبائل پر مرکوز کر کے اسے اگنور کیا۔

''بابا حضور! میں ذرا ریسٹ کرنے جا رہا ہوں تھوڑی دیر تک دینا پھوپھو کی جانب چکر لگاؤں گا۔''

جزلان ان سے مخاطب ہوتا اسے مکمل طور پر نظر انداز کرتا اپنے کمرے کی جانب بڑھ گیا۔ کچھ دیر بعد وہ بھی کمرے میں آئی۔ سامنے ہی وہ بیڈ پر بیٹھا موبائل میں گم تھا۔

''جزلان۔'' اس نے ہونے سے اسے پکارا۔

جزلان نے اس کی پکار ان سنی کی۔

''جزلان! آپ کیوں اتنا خفا......''

''شٹ اپ۔ جسٹ شٹ اپ۔ آئی ڈونٹ وانٹ ہیر یور وائس ایون۔'' جزلان کی شر بار نگاہوں نے اسے دیکھا۔

وہ بے یقینی سے اس کی جانب دیکھ رہی تھی۔ اس کے نرم اور محبت بھرے لہجے کی وہ اتنی عادی ہو گئی تھی کہ اب یقین ہی نہیں آ رہا تھا وہ کبھی اس سے اس طرح بھی بات کر سکتا ہے۔ جزلان غصے سے اٹھا اور کمرے سے باہر چلا گیا۔ نشوہ کتنی ہی دیر اپنی جگہ سے ہل بھی نہ پائی مگر اس نے مصمم ارادہ کر لیا کہ اس بار وہ جزلان کو منا کر ہی چھوڑے گی۔

......

دینا کی بیٹی کے نکاح کے فنکشن میں سب موجود تھے۔نکاح ہوتے ہی ینگ جنریشن نے خوب ہلہ گلا کیا، ڈھولک بجائی۔سب خوش تھے سوائے ایک جزلان کے جو آج کسی کام کو خوش دلی سے نہیں کر رہا تھا۔سیاہ شلوار قمیض پر آف وائٹ چادر لیے وہ خاموش تھا مگر اس پورے ماحول پر چھایا ہوا تھا۔

نظر بار بار چوری کی مرتکب ہو رہی تھی۔ وہ دشمن جان لگ ہی اتنی حسین رہی تھی اور ہر جگہ آگے آگے تھی۔ ہنستی مسکراتی سب سے باتیں کرتی آف وائٹ فراک اور چوڑی دار پاجامے میں تھی جس پر کام والی کوٹی پہن رکھی تھی جو ہرے، سرخ، گلابی اور جامنی رنگوں سے مزین تھی۔ ماتھے پر چھوٹی سی بندیا لگائے پرل کے آویزوں میں آدھ کھلے بالوں میں دمک رہی تھی۔

جزلان کی نظریں بار بار اس کے وجود سے الجھ رہی تھیں۔ ارمغان نے اسے زبردستی اسٹیج پر بلا کر نشوہ کے ساتھ کھڑا کر کے ایک تصویر لی۔ نشوہ نے سب کی موجودگی کے سبب تصویر کھنچواتے وقت محبت سے جزلان کے بازو پر اپنے دونوں ہاتھ رکھے۔ جزلان کے اندر غصے کی لہر دوڑی۔ وہ جانتی تھی کہ سب کی موجودگی کے باعث وہ اس کے ہاتھ نہیں جھٹک سکتا اور ویسا ہی ہوا تھا۔

وہ غصے سے پیچ و تاب کھا رہا تھا۔ جیسے ہی تصویر کھنچی وہ بازو چھڑاتا وہاں سے اتر گیا۔

کھانے کے وقت وہ انتظام دیکھ رہا تھا کہ ارمغان اس کے پاس آیا۔

''بھائی! آپ کو بابا بلا رہے ہیں۔'' وہ بلال شاہ کا پیغام لے کر آیا۔

''کہاں ہیں۔'' اس نے مصروف لہجے میں پوچھا۔

''وہ باغ کے اس جانب۔'' اس نے ایک جانب اشارہ کیا جو نسبتاً تاریک تھی۔

وہ تیزی سے ادھر کی جانب بڑھا۔ حویلی بہت بڑی تھی تو سارا انتظام اس کے اندر ہی کیا گیا تھا۔ وہ آگے جاتا جا رہا تھا مگر اسے بلال شاہ کہیں نظر نہیں آئے۔ وہ الجھا کہ یکدم اسے اپنے پیچھے کسی کی موجودگی کا احساس ہوا۔ وہ جیسے ہی مڑا کسی نے اس کے منہ پہ کپڑا رکھ دیا اور وہ وہیں بے ہوش ہو گیا۔

......

جس لمحے اس کی آنکھ کھلی اس نے خود کو کرسی پر پایا۔ ہاتھ اس کے پیچھے کر کے رسی سے جکڑے ہوئے تھے۔

آہستہ آہستہ اس کی آنکھیں اردگرد کے منظر سے مانوس ہوئی تو وہ یہ دیکھ کر حیران ہوا کہ وہ اپنے ہی فارم ہاؤس میں تھا۔ فارم ہاؤس پر ایک جگہ الگ سے سفید ماربل کا جھروکہ سا بنایا ہوا تھا جس کی چھت نہیں تھی مگر ستون کھڑے کر کے ان کو چاروں جانب سے پھولوں کی بیلوں سے ڈھکا ہوا تھا۔

اس وقت اس جگہ کو برقی قمقموں سے روشن کیا گیا تھا۔ اس نے اپنی گردن سیدھی کی کہ پیچھے کسی کی موجودگی کا احساس ہوا۔

وہ حیران ہوا کہ کس نے یہ حرکت کی ہے۔ یکدم چوڑیوں کی جھنکار آئی اور اس کی زندگی اس کی نظروں کے سامنے تھی۔ یک لخت اسے دیکھتے اس کے چہرے کی رنگت بدلی۔

''معاف کر دیں نا۔'' دو آنکھوں میں آس نظر آئی۔

''یہ کیا گھٹیا حرکت ہے۔'' وہ غرایا۔

''آپ قابو ہی نہیں آ رہے تھے تو مجھے یہ پلین بنانا پڑا۔ آپ مجھے ڈان کہتے تھے نا سوچا آج بن کر دکھا ہی دوں۔ شاید کچھ رعب پڑ جائے۔ بس کریں نا اب کب تک خفا رہیں گے۔ کیوں جان نکالنا چاہتے ہیں۔ ایک ماہ آپ کا انتظار کیا۔ آپ کے وجود، آپ کی نظروں کو مس کیا۔ اتنی سزا بہت ہوتی ہے۔ امی نے مجھے میری خطا بتا دی ہے۔ پلیز جب تک آپ مجھے معاف نہیں کریں گے میں آپ کے ہاتھ نہیں کھولوں گی اور نہ یہاں سے اٹھنے دوں گی۔ ایسے ہے تو پھر ایسے ہی سہی ویسے بھی محبت اور جنگ میں سب جائز ہے۔'' نشوہ نے دھمکی آمیز لہجے میں کہا۔

''وشہ کیا بچپنا ہے کھولیں۔'' وہ غصے سے چیخا۔

''وشہ! آپ نے مجھے وشہ کہا اس کا مطلب ہے آپ خفا نہیں بس اب منہ سے کہہ دیں مجھے معاف کیا۔'' اس نے خوشی سے نعرہ لگاتے آخر میں معصوم شکل بنائی۔

ایک تو وہ لگ اتنی خوبصورت رہی تھی اور پھر محبت بھری نظروں نے محبوب کو ایک ماہ بعد نظر بھر کر دیکھا تھا دل تو وہیں پگھل گیا تھا۔

''اور کون کون شامل ہے اس تخریب کاری میں۔'' اس نے مشکوک نظروں سے اسے دیکھا۔

''ارمغان اور شرجیل بھائی۔'' اس نے مجرمانہ لہجے میں جواب دیا۔

''اوکے دو شرطوں پر معافی ملے گی۔'' جزلان مانتے ہوئے بولا۔

''منظور ہے۔ دل و جان سے منظور ہے۔'' نشوہ نے سوچے سمجھے بنا کہا۔ اس وقت اس کے ماننے سے بڑھ کر اور کچھ نہیں چاہیے تھا اسے۔

''پہلے پورے کان پکڑ کر سوری کہیں۔'' نشوہ نے جلدی سے عمل کیا جزلان نے مسکراہٹ چھپائی۔

''اب میرے پاس آئیں۔'' جزلان نے اسے اشارہ کیا۔

وہ بھی پاس آ گئی کہ بہر حال اس کے ہاتھ بندھے تھے وہ کیا کر سکتا تھا تھپڑ تو مارنے سے رہا۔

''اور پاس۔'' وہ اس کے قریب جھکی۔

''اور پاس۔''

اب نشوہ کچھ خوف کا شکار ہوتی اپنا گال اس کے پاس لائی اور پھر ایک فلک شگاف چیخ مار کر اس سے دور ہٹی۔ پھٹی پھٹی آنکھوں سے اسے دیکھا اور ہاتھ گال پر رکھا۔ جبکہ جزلان کے چہرے پر محظوظ کن مسکراہٹ تھی۔ جزلان نے اپنے دانتوں اس کے گال پر گاڑے تھے۔

''کس قدر ظالم ہیں آپ۔'' وہ بے یقینی سے روہانسی لہجے میں بولی۔

''میں اس سے بھی زیادہ ظالم بنوں گا اگر اب آپ نے گھر سے ایک قدم بھی مجھے بتائے بنا نکالا۔'' جزلان جارحانہ انداز میں بولا۔

''کھولیں میرے ہاتھ۔'' وہ پھر بولا۔

''اب تو بالکل نہیں کھولوں گی جتنے خطرناک لگ رہے ہیں۔ آپ تو میرا گلا ہی دبا دیں گے۔'' وہ واقعی جزلان کے تیور دیکھ کر خوفزدہ ہوئی۔

''اگر اب ایک سیکنڈ کی بھی دیر کی تو واقعی دبا دوں گا۔'' اس نے پھر دھمکی دی۔

نشوہ نے ڈرتے ڈرتے ہاتھ کھولے۔

جزلان نے آزاد ہوتے تیزی سے وہاں سے بھاگتی نشوہ کی کلائی پکڑ کر اپنی جانب کھینچا۔ پھر بالوں کو جکڑ کر

اس کا چہرہ اپنے قریب کیا۔

''میری محبت دیکھی ہے میرا پاگل پن نہیں دیکھا۔ دل تو کر رہا ہے واقعی گلا دبا دوں۔ جو اذیت سڑک پر میں نے اس دن سہی ہے وشہ میں اب کبھی اس کا تصور بھی نہیں کرنا چاہتا۔ آپ میرے لیے کیا ہو میں لفظوں میں بتا نہیں سکتا بس اتنا کہوں گا کہ میری محبت کو پھر کبھی مت آزمانا۔ سچ میں زندگی ہار دوں گا۔''

اس کے بالوں کو چھوڑتے اس کے گال پر اپنے دہکتے لب رکھے جہاں اس نے اپنے غصے کی نشانی کچھ لمحے پہلے چھوڑی تھی۔

''اتنی زور سے کاٹا ہے۔'' وہ روہانسی ہوئی۔

''اب روز مرہم رکھوں گا۔'' وہ شرارتی لہجے میں کہتا اس کے سر سے اپنا سر ٹکاتا آنکھیں بند کیے بس اسے محسوس کرنا چاہتا تھا۔

''بہت ظالم ہو میری فیورٹ ایکسیسری پہن کر مجھے آزما رہی ہو۔''

یکدم سر اٹھاتے اس نے نشوہ کے حسین چہرے پر ہاتھ پھیرتے کہا۔

''بسمہ کی شادی پر وہ بیوٹیشن نے جو بندیا لگائی تھی وہ بھی کیا۔'' اس کی بات پر نشوہ کے دماغ میں جھماکا ہوا۔

''ہاں نہ چوری سے آپ کی شرٹ لے گیا تھا۔ آپ پر یہ بہت سوٹ کرتی ہے۔'' کہتے ساتھ ہی جزلان نے اس کے ماتھے پر اپنے لب رکھے۔

''اف فلمی انسان۔ میری تو زندگی عجیب فلمی گزرنے والی ہے۔ فلمی باپ اور فلمی بچوں میں۔''

نشوہ نے اس کے کندھے پر سر رکھتے کہا۔

جزلان نے مسکرا کر اسے بازوؤں کے حصار میں لیا پھر اس کی بات پر ٹھٹک کر اسے سامنے کیا۔

''کیا...... کیا کہا ہے ابھی آپ نے۔'' جزلان کی بات پر اس نے مسکراتے ہوئے اس کی جانب دیکھا۔

''میں نے تو کچھ نہیں کہا۔'' اس نے ہونٹوں میں مسکراہٹ دبائی۔

''نہیں یہ جو فلمی والی بات کی ہے۔'' اس نے الجھ کر پوچھا۔

''کیا؟'' وہ ابھی بھی اسے تنگ کر رہی تھی۔

”وشہ! مار کھاؤ گی اب۔“ وہ چڑ کر بولا۔

”آپ کی محبت میرے وجود میں سانس لینے لگی ہے اب۔“

اس کی بات پر جزلان نے اسے خود میں بھینچا۔

”اف یار تھینک یو سو مچ۔“ وہ خوشی سے بے قابو ہوتے دل کو سنبھالنے لگا۔

”تھینکس فار دن نیوز کب پتہ چلا۔“

”کل جب آپ ڈانٹ کر چلے گئے تھے تو میرا بی پی ڈاؤن ہوا او آپ کو پتہ بھی نہیں میں ڈاکٹر کے پاس گئی تھی۔ وہاں پتہ چلا۔ میں نے پھر سب کو آپ کو بتانے سے منع کر دیا کیونکہ میں یہ سب آپ کو خود بتانا چاہتی تھی۔“

نشوہ نے محبت سے اس کے چہرے کو دیکھا جہاں اس کے لیے صرف محبت تھی۔

”تھینکس گاڈ۔ تھینکس اگین۔“ اسے محبت سے خود سے لپٹاتے وہ دونوں ایک دوسر میں گم ہو گئے اور محبت نے انہیں اپنی لپیٹ میں لے لیا ہمیشہ کے لیے۔

......ختم شد......